BNSO302DET

سماجیاتی تحقیق

(Sociological Inquiry)

بی۔اے۔(آنرس)

چار سالہ پروگرام

تیسرا سمسٹر (سماجیات)

مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

حیدرآباد-32، تلنگانہ، بھارت

Copyright © 2026, Maulana Azad National Urdu University, Hyderabad

All right reserved. No part of this publication may be reproduced or transmitted in any form or by any means, electronically or mechanically, including photocopying, recording or any information storage or retrieval system, without prior permission in writing form the publisher (registrar@manuu.edu.in)

ISBN	:	978-81-689664-1-3
Course	:	Sociological Enquiry
First Edition	:	July 2026
Copies	:	1500
Price	:	135/- (The price of the book is included in admission fee of distance mode students.)

Course Coordinator

Dr. Malik Raihan Ahmad, Assistant Professor (Sociology), CDOE, MANUU, Hyderabad

Editorial Board/Editors

Dr. Malik Raihan Ahmad,
Assistant Professor (Sociology),
CDOE, MANUU, Hyderabad

Dr**. Imtiyaz Ahmad**,
Asst, Professor, Sociology (C),
CDOE, MANUU

Dr. Ghulam Jeelani,
Asst. Professor (Sociology),
Jammu & Kashmir

Syed Aasim Sohail
Dept. of Sociology, MANUU

Production

Prof. Nikhath Jahan,
Professor (Urdu),
CDOE MANUU

Mr. P Habibulla, Assistant Registrar, Purchase & Stores Section, MANUU

Dr. Mohd Akmal Khan, Assistant Professor (Cont),
CDOE MANUU

Mohd Abdul Naseer,
Section Officer, CDOE
MANUU

Shaik Ismail, UDC, CDOE, MANUU

Syed Faheemuddin, LDC, Purchase & Stores Section, MANUU

On behalf of the Registrar, Published by:

Centre for Distance and Online Education

Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad-500032 (TG), India
Director: dir.dde@manuu.edu.in; Publication: ddepublication@manuu.edu.in
Phone No.: 040-23008314, Website: www.manuu.edu.in

CRC prepared by the Ibrahim Akram Siddique

Printed at: Print Time & Business Enterprises, Hyderabad.

فہرست

پیغام	وائس چانسلر، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی	5
پیغام	ڈائرکٹر، مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم	6
کورس کا تعارف	کورس کوآرڈی نیٹر	7

اکائی نمبر	اکائی کا نام	مصنف	صفحہ نمبر
1۔	سماجی تخیل کو سمجھنا	ڈاکٹر بدر افشاں	9
2۔	'حقیقت' کا سماجیاتی نقطہ نظر: برجر اور لکمین کا نظریہ		19
3۔	سوشلائزیشن اور حقیقت: سوشلائزیشن کے ایجنٹ		29
4۔	خودی اور شناخت کی تشکیل: ادراک پر سوشلائزیشن کا اثر		40
5۔	سماج، میڈیا اور حقیقت کی تعمیر	محمد مبشر الدین فاروقی	53
6۔	سائنس اور حقیقت: پاپر اور کُون کے نظریات		62
7۔	عالمگیریت اور سماجی حقیقت: ثقافت اور معلومات کا بین الاقوامی تبادلہ—امتزاج اور عالمی-مقامی اِتصال	سید عاصم سہیل	71
8۔	علم، طاقت اور ڈسکورس		84
	نمونہ امتحانی پرچہ		97

مصنفین کی تفصیلات

(Writer's Details)

Dr. Badar Afshan, Asst. Professor (Sociology), Jamia Milia Islamia, New Delhi	**ڈاکٹر بدر افشاں،** اسسٹنٹ پروفیسر سماجیات، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
Mohd. Mubasheruddin Farooqui, Asst. Professor, Symbiosis Law School, Hyderabad	**محمد مبشر الدین فاروقی،** اسسٹنٹ پروفیسر، سمبا سس لا اسکول
Syed Aasim Sohail, Dept. of Sociology, MANUU	**سید عاصم سہیل،** شعبہ سماجیات، مانو

ٹائٹل پیج(Title Page):

ابراہیم اکرم صدیقی (ڈی ای او)، سی ڈی او ای، مانو

پیغام

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی 1998 میں وطنِ عزیز کی پارلیمنٹ کے ایکٹ کے تحت قائم کی گئی۔ اس کے چار نکاتی مینڈیٹس یہ ہیں۔ (1) اردو زبان کی ترویج و ترقی (2) اردو میڈیم میں پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم کی فراہمی (3) روایتی اور فاصلاتی تدریس سے تعلیم کی فراہمی اور (4) تعلیم نسواں پر خصوصی توجہ۔ یہ وہ بنیادی نکات ہیں جو اِس مرکزی یونیورسٹی کو دیگر مرکزی جامعات سے منفرد اور ممتاز بناتے ہیں۔ قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں بھی مادری اور علاقائی زبانوں میں تعلیم کی فراہمی پر کافی زور دیا گیا ہے۔

اُردو کے ذریعے علوم کو فروغ دینے کا واحد مقصد و منشا اُردو داں طبقے تک عصری علوم کو پہنچانا ہے۔ ایک طویل عرصے سے اُردو کا دامن علمی مواد سے لگ بھگ خالی رہا ہے۔ کسی بھی کتب خانے یا کتب فروش کی الماریوں کا سرسری جائزہ اس بات کی تصدیق کر دیتا ہے کہ اُردو زبان سمٹ کر چند ''ادبی'' اصناف تک محدود رہ گئی ہے۔ یہی کیفیت اکثر رسائل واخبارات میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ اُردو قاری اور اُردو سماج دورِ حاضر کے اہم ترین علمی موضوعات سے نابلد ہیں۔ چاہے یہ خود ان کی صحت و بقا سے متعلق ہوں یا معاشی اور تجارتی نظام سے، یا مشینی آلات ہوں یا ان کے گرد و پیش ماحول کے مسائل ہوں، عوامی سطح پر اِن شعبہ جات سے متعلق اردو میں مواد کی عدم دستیابی نے عصری علوم کے تئیں ایک عدم دلچسپی کی فضا پیدا کر دی ہے۔ یہی وہ چیلنجز ہیں جن سے اُردو یونیورسٹی کو مؤثر انداز میں نمٹنا ہے۔ نصابی مواد کی صورت حال بھی کچھ مختلف نہیں ہے۔ اِسکولی سطح پر اُردو کتب کی عدم دستیابی کے چرچے ہر تعلیمی سال کے شروع میں زیر بحث آتے ہیں۔ چوں کہ اُردو یونیورسٹی کا ذریعہ تعلیم اُردو ہے اور اس میں عصری علوم کے تقریباً سبھی اہم شعبہ جات کے کورسز موجود ہیں لہٰذا اِن تمام علوم کے لیے نصابی کتابوں کی تیاری اِس یونیورسٹی کی اہم ترین ذمہ داری ہے۔

مجھے اِس بات کی بے حد خوشی ہے کہ یونیورسٹی کے ذمہ داران بشمول اساتذہ کرام کی انتھک محنت اور ماہرین علم کے بھرپور تعاون کی بنا پر کتب کی اشاعت کا سلسلہ بڑے پیمانے پر شروع ہو چکا ہے۔ ایک ایسے وقت میں جب کہ ہماری یونیورسٹی اپنی تاسیس کی 25 ویں سالگرہ منا رہی ہے، مجھے اس بات کا انکشاف کرتے ہوئے بہت خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ یونیورسٹی کا مرکز برائے فاصلاتی اور آن لائن تعلیم از سر نو اپنی کارکردگی کے نئے سنگِ میل کی طرف رواں دواں ہے اور مرکز برائے فاصلاتی اور آن لائن تعلیم کی جانب سے کتابوں کی اشاعت اور ترویج میں بھی تیزی پیدا ہوئی ہے۔ نیز ملک کے کونے کونے میں موجود تشنگانِ علم فاصلاتی تعلیم کے مختلف پروگراموں سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ گرچہ گزشتہ برسوں کے دوران کووڈ کی تباہ کن صورتِ حال کے باعث انتظامی امور اور ترسیل و ابلاغ کے مراحل بھی کافی دشوار کن رہے تاہم یونیورسٹی نے اپنی حتی المقدور کوششوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مرکز برائے فاصلاتی اور آن لائن تعلیم کے پروگراموں کو کامیابی کے ساتھ روبہ عمل کیا ہے۔ میں یونیورسٹی سے وابستہ تمام طلبا کو یونیورسٹی سے جڑنے کے لیے صمیم قلب کے ساتھ مبارک باد پیش کرتے ہوئے اس یقین کا اظہار کرتا ہوں کہ ان کی علمی تشنگی کو پورا کرنے کے لیے مولانا آزاد اردو یونیورسٹی کا تعلیمی مشن ہر لمحہ ان کے لیے راستے ہموار کرے گا۔

پروفیسر سید عین الحسن
وائس چانسلر

پیغام

موجودہ دور میں فاصلاتی طریقۂ تعلیم کو پوری دنیا میں ایک انتہائی کار گر اور مفید طریقۂ تعلیم کی حیثیت سے تسلیم کیا جاچکا ہے اور اس طریقۂ تعلیم سے بڑی تعداد میں لوگ مستفید ہورہے ہیں۔ مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی نے بھی اپنے قیام کے ابتدائی دنوں ہی سے اردو آبادی کی تعلیمی ضروریات کے پیش نظر فاصلاتی طرز تعلیم کو متعارف کرایا۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کا آغاز 1998 میں مرکز برائے فاصلاتی اور آن لائن تعلیم سے ہوا اور 2004 میں باقاعدہ روایتی طرز تعلیم (Regular Courses) کا آغاز ہوا اور بعد ازاں متعدد روایتی تدریس کے شعبہ جات قائم کیے گئے۔

ملک میں تعلیمی نظام کو بہتر انداز سے جاری رکھنے میں یو جی سی کا مرکزی کردار رہا ہے۔ فاصلاتی تعلیم (ODL) کے تحت جاری مختلف پروگرام UGC-DEB سے منظور شدہ ہیں۔ UGC-DEB اس بات پر زور دیتا رہا ہے کہ فاصلاتی نظام تعلیم کے نصابات اور نظامات کو روایتی نظامِ تعلیم کے نصابات اور نظامات سے کما حقہ ہم آہنگ کر کے فاصلاتی تعلیم کے طلبا کے معیار کو بلند کیا جائے۔ چوں کہ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی فاصلاتی اور روایتی طرزِ تعلیم کی جامعہ (Dual Mode University) ہے، لہٰذا اس مقصد کے حصول کے لیے یو جی سی۔ ڈی ای بی کے رہنمایانہ اصولوں کے مطابق (CBCS) Credit Based Credit System نظام متعارف کرایا گیا اور خود اکتسابی مواد (Self-Learning Material) از سرِ نو، جس میں یو جی اور پی جی طلبا کے لیے چھ بلاک چوبیس اکائیوں اور چار بلاک سولہ اکائیوں پر مشتمل نئے طرز کی ساخت پر تیار کیا گیا ہے۔

مرکز برائے فاصلاتی اور آن لائن تعلیم یو جی، پی جی، بی ایڈ، ڈپلوما اور سرٹیفکیٹ کورسز پر مشتمل جملہ اٹھارہ (18) کورسز چلا رہا ہے۔ ساتھ ہی تکنیکی ہنر پر مبنی کورسز بھی شروع کیے جارہے ہیں۔ متعلمین کی سہولت کے لیے ملک کے مختلف حصوں میں 9 علاقائی مراکز بنگلورو، بھوپال، دربھنگہ، دہلی، کولکاتا، ممبئی، پٹنہ، رانچی اور سری نگر اور 6 ذیلی علاقائی مراکز حیدرآباد، لکھنؤ، جموں، نوح، وارانسی اور امراوتی کا ایک بہت بڑا نیٹ ورک موجود ہے۔ اس کے علاوہ وجے واڑہ میں ایک ایکسٹنشن سنٹر بھی قائم کیا گیا ہے۔ ان مراکز کے تحت سرِ دست 163 سے زیادہ متعلم امدادی مراکز (Learner Support Centres) نیز 20 پروگرام سنٹرس (Programme Centres) کام کر رہے ہیں، جو طلبا کو تعلیمی اور انتظامی مدد فراہم کرتے ہیں۔ مرکز برائے فاصلاتی اور آن لائن تعلیم اپنی تعلیمی اور انتظامی سرگرمیوں میں آئی سی ٹی کا بھرپور استعمال کرتا ہے، نیز اپنے تمام پروگراموں میں داخلے صرف آن لائن طریقے ہی سے دے رہا ہے۔

مرکز برائے فاصلاتی اور آن لائن تعلیم کی ویب سائٹ پر متعلمین کو خود اکتسابی مواد کی سافٹ کاپیاں بھی فراہم کی جارہی ہیں، نیز آڈیو۔ ویڈیو ریکارڈنگ کا لنک بھی ویب سائٹ پر فراہم کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ متعلمین کے درمیان رابطے کے لیے ای میل اور وہاٹس ایپ گروپ کی سہولت فراہم کی گئی ہے، جس کے ذریعے متعلمین کو پروگرام کے مختلف پہلوئوں جیسے کورس کے رجسٹریشن، مفوضات، کونسلنگ، امتحانات وغیرہ کے بارے میں مطلع کیا جاتا ہے۔ پچھلے دو سال سے ریگولر کاؤنسلنگ کے علاوہ ایڈیشنل ریمیڈیل آن لائن کاؤنسلنگ مہیا کی جارہی ہے تاکہ طلبا کے تعلیمی معیار کو بلند کیا جاسکے۔

امید ہے کہ ملک کی تعلیمی اور معاشی حیثیت سے پچھڑی اردو آبادی کو عصری تعلیم کے مرکزی دھارے سے جوڑنے میں مرکز برائے فاصلاتی اور آن لائن تعلیم کا بھی نمایاں رول ہوگا۔ آنے والے دنوں میں تعلیمی ضروریات کے پیش نظر نئی تعلیمی پالیسی (NEP-2020) کے تحت مختلف کورسز میں تبدیلیاں کی جائیں گی اور امید ہے کہ یہ فاصلاتی نظام کو زیادہ مؤثر و کار گر بنانے میں مددگار ثابت ہوگی۔

پروفیسر محمد رضا اللہ خان

ڈائرکٹر، مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم

کورس کا تعارف

سماجیاتی تحقیق (Sociological Inquiry) عنوان کا یہ پرچہ سماجیات کے چار سالہ پروگرام کے تیسرے سمسٹر کا حصہ ہے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ تیسرے سمسٹر میں دو پرچے شامل کیے گئے ہیں۔ یہ پرچہ دو کریڈیٹ پر منحصر ہے۔

اس پرچے کو شامل کرنے کا مقصد طلبہ کو سماجیاتی تحقیق بالخصوص ان تصورات اور تحقیق کے طریقوں سے روشناس کراتا ہے جو سماجیات میں استعمال ہوتے ہیں۔

ان کو استعمال کر کے طالب علم اپنے سماجیاتی سمجھ کو زیادہ بہتر بنا سکتے ہیں اور سماجی حقائق کو مختلف زاویوں سے دیکھنے کے لائق ہو سکتے ہیں۔

یہ کورس دو کریڈیٹ پر مبنی ہے۔ لہٰذا اس میں کل آٹھ اکائیاں ہیں۔ ہر اکائی خود اکتسابی مواد کے طرز پر لکھی گئی ہے اور وہ ساری چیزیں اس میں شامل کی گئی ہیں جو کسی مواد کو خود اکتسابی بناتی ہیں۔

میں خواہش مند ہوں کہ یہ کتاب اپنے مقاصد کو حاصل کرے۔

ڈاکٹر ملک ریحان احمد

کورس کوآرڈی نیٹر

سماجیاتی تحقیق

(Sociological Inquiry)

اکائی 1۔ سماجی تخیل کو سمجھنا

(Understanding Social Imagination)

اکائی کے اجزاء

1.0 تمہید

1.1 اغراض ومقاصد

1.2 سی رائٹ ملز (1916–1962) کی ذاتی زندگی

1.3 سماجی تخیل کی تعریف اور اہمیت

1.4 رائٹ ملز اور سماجیاتی نقطہ نظر

1.5 سماجیاتی تخیل کی اہم خصوصیات

1.6 سماجیاتی تخیل کی عملی مثالیں

1.7 اکتسابی نتائج

1.8 کلیدی الفاظ

1.9 نمونہ امتحانی سوالات

1.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد

1.0 تمہید (Introduction)

سماجیاتی تخیل (Sociological Imagination) کا تصور امریکی ماہرِ سماجیات سی رائٹ ملز (C. Wright Mills) نے 1959ء میں اپنی مشہور کتاب The Sociological Imagination میں پیش کیا۔ اس تصور سے مراد وہ ذہنی صلاحیت ہے جس کے ذریعے انسان اپنی ذاتی زندگی اور تجربات کو وسیع سماجی، تاریخی اور ثقافتی تناظر میں سمجھنے کے قابل ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں، سماجی تخیل فرد کو یہ ادراک عطا کرتا ہے کہ اس کی زندگی میں پیش آنے والے بہت سے مسائل صرف انفرادی نوعیت کے نہیں ہوتے، بلکہ ان کے پیچھے وسیع سماجی ڈھانچے، ادارے اور تاریخی حالات بھی کارفرما ہوتے ہیں۔

سی رائٹ ملز کے مطابق کسی بھی معاشرے کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ذاتی مسائل (Personal Troubles) اور عوامی یا سماجی مسائل (Public Issues) کے درمیان تعلق کو پہچانا جائے۔ مثال کے طور پر اگر ایک شخص بے

روزگار ہے تو یہ صرف اس کی ذاتی ناکامی نہیں، بلکہ ممکن ہے کہ اس کے پیچھے معاشی بحران، روزگار کی پالیسیوں، صنعتی تبدیلیوں یا سماجی عدم مساوات جیسے وسیع عوامل موجود ہوں۔ اس طرح سماجی تخیل افراد کو اپنے تجربات کو ایک بڑے سماجی منظر نامے میں دیکھنے اور ان کے حقیقی اسباب کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔

1.1 اغراض و مقاصد (Aims and Objectives)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- سماجی تخیل کے تصور اور اس کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔
- ذاتی تجربات اور معاشرتی ڈھانچے کے درمیان تعلقات کی شناخت کر سکیں۔
- معاشرتی مسائل کا تجزیہ کرنے کے لئے تنقیدی سوچ کی مہارت پروان چڑھیں۔
- معاصر معاشرتی مسائل کو سمجھنے میں سماجی تخیل کا اطلاق کر سکیں۔

1.2 سی رائٹ ملز کی ذاتی زندگی (Biography of C. Wright Mills)

سی رائٹ ملز (C. Wright Mills) بیسویں صدی کے ممتاز امریکی ماہرِ سماجیات تھے جنہوں نے سماجیات کو محض ایک نظری علم کے بجائے معاشرے کے حقیقی مسائل کو سمجھنے اور ان کا تنقیدی تجزیہ کرنے کا ذریعہ بنایا۔ وہ طاقت کے ڈھانچوں، سماجی عدم مساوات اور جدید معاشرے میں فرد کے مقام کے بارے میں اپنی جرات مندانہ آراء کے باعث شہرت رکھتے ہیں۔ ان کا سب سے اہم کارنامہ "سماجیاتی تخیل (Sociological Imagination) "کا تصور ہے، جس نے سماجیات کے مطالعے کو ایک نئی سمت عطا کی۔

ابتدائی زندگی اور تعلیم

چارلس رائٹ ملز 28 اگست 1916ء کو امریکی ریاست ٹیکساس کے شہر واکو (Waco) میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد انشورنس ایجنٹ تھے جبکہ والدہ گھریلو خاتون تھیں۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم کے بعد یونیورسٹی آف ٹیکساس، آسٹن سے سماجیات میں بیچلر اور فلسفے میں ماسٹر کی ڈگری حاصل کی۔ بعد ازاں 1942ء میں یونیورسٹی آف وسکونسن، میڈیسن سے سماجیات میں پی ایچ ڈی مکمل کی۔

تعلیم مکمل کرنے کے بعد ملز نے چند برس یونیورسٹی آف میری لینڈ میں تدریسی خدمات انجام دیں، لیکن ان کی علمی شناخت زیادہ تر کولمبیا یونیورسٹی سے وابستہ رہی، جہاں انہوں نے اپنے کیریئر کا بڑا حصہ گزارا۔ وہ بین الشعبہ جاتی (Interdisciplinary) نقطۂ نظر کے حامی تھے اور سماجیات، سیاسیات اور معاشیات کو باہم مربوط کر کے سماجی مسائل کا تجزیہ کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ سماجی حقائق کو سمجھنے کے لیے مختلف علوم سے استفادہ کرنا ضروری ہے۔

سماجیاتی خدمات

سی رائٹ ملز کی سب سے اہم تصنیف "دی سوشیالوجیکل امیجنیشن (The Sociological Imagination) "

ہے، جو 1959ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں انہوں نے سماجی تخیل کا تصور پیش کرتے ہوئے واضح کیا کہ افراد کی ذاتی زندگی اور مسائل کو معاشرے کے وسیع سماجی، معاشی اور تاریخی حالات سے الگ کر کے نہیں سمجھا جا سکتا۔ ان کے مطابق ذاتی مشکلات (Personal Troubles) اور عوامی یا سماجی مسائل (Public Issues) ایک دوسرے سے گہرا تعلق رکھتے ہیں، اور ایک ماہرِ سماجیات کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس تعلق کو نمایاں کرے۔

ملز نے طاقت کے ارتکاز پر بھی گہرا کام کیا۔ اپنی معروف کتاب "دی پاور ایلیٹ (The Power Elite)" میں انہوں نے استدلال کیا کہ جدید معاشروں میں سیاسی، فوجی اور معاشی اداروں کا ایک محدود طاقتور طبقہ اہم فیصلوں پر اثرانداز ہوتا ہے، جبکہ عام شہری فیصلہ سازی کے عمل سے بڑی حد تک محروم رہتے ہیں۔ اسی طرح ان کے مشہور مضمون "نیو لیفٹ کے نام خط (Letter to the New Left)" نے نوجوانوں اور طلبہ کو سماجی تبدیلی کے عمل میں فعال کردار ادا کرنے کی ترغیب دی اور 1960ء کی دہائی کی کئی طلبہ تحریکوں کو فکری بنیاد فراہم کی۔

شخصیت اور علمی وراثت

سی رائٹ ملز اپنی آزاد فکر، تنقیدی اندازِ نظر اور غیر روایتی شخصیت کے لیے معروف تھے۔ وہ رائج نظریات اور اداروں پر بے لاگ تنقید کرتے تھے اور اس بات پر زور دیتے تھے کہ سماجیات کو عوامی مسائل سے وابستہ ہونا چاہیے۔ ان کا ماننا تھا کہ سماجی علوم کا مقصد صرف معلومات فراہم کرنا نہیں، بلکہ معاشرے میں شعور پیدا کرنا اور سماجی تبدیلی کی راہ ہموار کرنا بھی ہے۔

ملز 20 مارچ 1962ء کو صرف 45 سال کی عمر میں دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے، لیکن ان کے نظریات آج بھی سماجیات کے بنیادی مباحث میں شامل ہیں۔

1.3 سماجی تخیل کی تعریف اور اہمیت

(Definition and Significance of Social Imagination)

اپنی معروف کتاب "دی سوشیالوجیکل امیجنیشن" میں سی رائٹ ملز نے واضح کیا کہ انسان اپنی زندگی کے مسائل کو اس وقت تک صحیح طور پر نہیں سمجھ سکتا جب تک وہ انہیں وسیع سماجی اور تاریخی تناظر میں نہ دیکھے۔ ان کے مطابق اکثر لوگ اپنی ذاتی مشکلات کو صرف اپنی ناکامی سمجھتے ہیں، حالانکہ ان کے پیچھے معاشی، سیاسی اور سماجی تبدیلیاں بھی کارفرما ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر بے روزگاری، غربت یا معاشی عدم استحکام کو صرف فرد کی ذاتی کمزوری قرار نہیں دیا جا سکتا، بلکہ یہ وسیع سماجی حالات کا نتیجہ بھی ہو سکتے ہیں۔

ملز کا کہنا تھا کہ سماجی تخیل افراد کو ذاتی مسائل (Personal Troubles) اور عوامی مسائل (Public Issues) کے درمیان تعلق کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ اس کے ذریعے انسان یہ جان پاتا ہے کہ اس کی زندگی تاریخ، معاشرتی ڈھانچے اور سماجی اداروں سے گہرے طور پر وابستہ ہے۔ یہی شعور افراد کو معاشرتی مسائل کی حقیقی وجوہات کو سمجھنے اور ان کے حل کے بارے میں سنجیدگی سے سوچنے کے قابل بناتا ہے۔

سماجی تخیل کی اہمیت اس بات میں بھی ہے کہ یہ انسان میں تنقیدی سوچ (Critical Thinking) پیدا کرتا ہے، اس کا نقطۂ نظر وسیع کرتا ہے اور دوسروں کے حالات کے بارے میں ہمدردی پیدا کرتا ہے۔ جب افراد یہ محسوس کرتے ہیں کہ بہت سے مسائل صرف ان کی ذاتی ناکامی نہیں بلکہ وسیع سماجی عوامل کا نتیجہ ہیں، تو وہ سماجی اصلاح اور مثبت تبدیلی کے لیے زیادہ مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اسی لیے سماجی تخیل کو جدید سماجیات کے بنیادی اور مؤثر تصورات میں شمار کیا جاتا ہے۔

1.4 رائٹ ملز اور سماجیاتی نقطہ نظر (C. Wright Mills and Sociological Perspective)

سی رائٹ ملز کے مطابق سماجیاتی تخیل انسان میں ایک نئی فکری بصیرت پیدا کرتا ہے۔ اس کی بدولت فرد اپنی ذاتی زندگی کو وسیع سماجی اور تاریخی تناظر میں دیکھنے لگتا ہے۔ اس کا نقطۂ نظر محدود ذاتی تجربات سے نکل کر معاشرے کے وسیع ڈھانچے تک پھیل جاتا ہے، جس کے نتیجے میں وہ اپنے اور دوسروں کے مسائل کو زیادہ حقیقت پسندانہ انداز میں سمجھنے کے قابل ہوتا ہے۔

ملز کے نزدیک سماجی تخیل کا سب سے اہم اصول "ذاتی مسائل" (Personal Troubles) اور "عوامی مسائل" (Public Issues) کے درمیان فرق کو سمجھنا ہے۔ ذاتی مسائل وہ ہیں جو کسی فرد کی ذاتی زندگی، خاندان، ملازمت یا قریبی سماجی تعلقات سے وابستہ ہوتے ہیں۔ ان کا تعلق فرد کی سوانح حیات اور اس کے فوری ماحول سے ہوتا ہے، اس لیے ان کا حل بھی عموماً اسی دائرے میں تلاش کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر کسی ایک شخص کا ملازمت سے محروم ہونا یا تعلیمی ناکامی ایک ذاتی مسئلہ تصور کیا جا سکتا ہے۔

اس کے برعکس عوامی مسائل وہ ہوتے ہیں جو پورے معاشرے کے سماجی، معاشی یا سیاسی ڈھانچے سے پیدا ہوتے ہیں اور بڑی تعداد میں لوگوں کو متاثر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر ملک میں وسیع پیمانے پر بے روزگاری، معاشی بحران، غربت، مہنگائی یا نسلی و صنفی امتیاز صرف چند افراد کے مسائل نہیں بلکہ پورے سماج سے متعلق عوامی مسائل ہیں۔ ان کا حل بھی انفرادی کوششوں سے نہیں بلکہ سماجی پالیسیوں، ادارہ جاتی اصلاحات اور اجتماعی اقدامات سے ممکن ہوتا ہے۔

ملز کا استدلال ہے کہ ایک ماہرِ سماجیات کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ ذاتی مسائل اور عوامی مسائل کے باہمی تعلق کو واضح کرے۔ بظاہر انفرادی دکھائی دینے والے بہت سے مسائل دراصل وسیع سماجی ڈھانچے کی پیداوار ہوتے ہیں۔ یہی فہم سماجی تخیل کی اصل روح ہے اور سماجیات کو دیگر علوم سے ممتاز بناتی ہے۔

1.5 سماجیاتی تخیل کی اہم خصوصیات (Key Features of the Sociological Imagination)

1۔ ذاتی پریشانیوں کو عوامی مسائل سے جوڑنا:

"ذاتی پریشانیاں" افراد کے ذریعہ تجربہ کردہ نجی چیلنجز ہیں (مثال کے طور پر، بے روزگاری، خاندانی جدوجہد، ذہنی صحت کے مسائل)۔ "عوامی مسائل" معاشرتی مسائل ہیں جو لوگوں کے بڑے گروہوں کو متاثر کرتے ہیں (مثال کے طور پر، معاشی عدم مساوات، بے روزگاری کی شرح، معاشرتی اصول، یا سیاسی نظام)۔

سماجی تخیل ہمیں یہ سمجھنے میں مدد کرتا ہے کہ ذاتی پریشانیاں اکثر بڑے عوامی مسائل کی عکاسی کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر، اگر بہت سے لوگوں کو بے روزگاری کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے تو، یہ صرف ان کی ذاتی مہارت یا کوشش کی کمی کی وجہ سے نہیں ہو سکتا ہے بلکہ کساد یا تکنیکی تبدیلیوں جیسے وسیع تر معاشرتی عوامل سے متاثر ہو سکتا ہے۔

2۔ سوانح حیات اور تاریخ کے مابین باہمی تعامل کو سمجھنا:

سوانح حیات سے مراد لوگوں کے انفرادی تجربات اور زندگی کی تاریخ ہے۔

تاریخ سے مراد وسیع تر معاشرتی سیاق وسباق، ثقافتی اقدار، تاریخی واقعات اور سماجی ڈھانچے ہیں جو افراد پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس باہمی تعامل کو سمجھنے سے، معاشرتی تخیل ہمیں یہ دیکھنے میں مدد کرتا ہے کہ ذاتی تجربات تاریخی اور معاشرتی سیاق وسباق سے کس طرح تشکیل پاتے ہیں۔ مثال کے طور پر، سماجی تبدیلی کے وقت (مثال کے طور پر، شہری حقوق کی تحریک یا معاشی بحران کے دوران) پرورش پانے والے شخص کے پاس، زیادہ مستحکم وقت میں پرورش پانے والے کسی شخص کے مقابلے میں مختلف مواقع اور چیلنجز ہو سکتے ہیں۔

3۔ تاریخی سیاق وسباق:

سماجی تخیل حال کو سمجھنے میں "تاریخ" کی اہمیت پر زور دیتا ہے۔ ہماری موجودہ زندگی اور تجربات ماضی کے واقعات سے کافی حد تک تشکیل پاتے ہیں۔ یہ تاریخی نقطہ نظر افراد کو یہ سمجھنے میں مدد کرتا ہے کہ ذاتی حالات اکثر وسیع تر معاشرتی ترقی جیسے معاشی تبدیلیاں، جنگیں، سماجی تحریکیں، یا تکنیکی ترقی میں جڑیں رکھتے ہیں۔ ان کا ماننا تھا کہ کسی فرد کی صورت حال کو صحیح معنوں میں سمجھنے کے لیے اسے تاریخی واقعات اور سماجی ڈھانچے کے تناظر میں رکھنا ضروری ہے۔ سماجی تخیل یہ دیکھنے میں مدد کرتا ہے کہ ذاتی جدوجہد اکثر وسیع تر تاریخی تحریکوں (مثال کے طور پر، معاشی بحران، سماجی انقلابات، یا ثقافتی اصولوں میں تبدیلی) سے منسلک ہوتی ہے۔

4۔ عام فہم سوچ کو چیلنج کرنا:

سماجی تخیل کے بنیادی مقاصد میں سے ایک دنیا کی "عام فہم" تفہیم کو چیلنج کرنا ہے۔ عام فہم اکثر پیچیدہ سماجی مظاہر کو آسان بنا دیتا ہے، وسیع تر معاشرتی اور تاریخی عوامل کو تسلیم کیے بغیر افراد کو ان کے مسائل کے لئے مورد الزام ٹھہراتا ہے۔ سماجی تخیل کو لاگو کرتے ہوئے، ہم سادہ یا انفرادی وضاحتوں پر سوال اٹھانا شروع کرتے ہیں اور معاشرتی مسائل کی منظم وجوہات کو تلاش کرتے ہیں۔

5۔ سماجی ڈھانچے کو سمجھنا:

سماجی تخیل ہمیں انفرادی زندگیوں کی تشکیل میں "سماجی ڈھانچے" جیسے معیشت، حکومت، تعلیمی نظام اور خاندان کے کردار کو دیکھنے میں مدد کرتا ہے۔ یہ ڈھانچے غیر جانبدار یا ناگزیر نہیں ہیں۔ وہ طاقت کی حرکیات اور معاشرتی عدم مساوات کی عکاسی کرتے ہیں جو افراد کو مختلف طریقوں سے متاثر کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، ایک امیر خاندان سے تعلق رکھنے والے شخص کو کم سماجی واقتصادی پس منظر سے تعلق رکھنے والے کسی شخص کے مقابلے میں زندگی میں مختلف مواقع مل سکتے ہیں، بھلے ہی دونوں افراد کے ذاتی عزائم ایک جیسے ہوں۔

1.6 سماجیاتی تخیل کی عملی مثالیں(Example of the Sociological Imagination in Action)

سی رائٹ ملز نے واضح کیا کہ سماجی تخیل کی حقیقی اہمیت اس وقت سامنے آتی ہے جب ہم ذاتی مسائل اور عوامی مسائل کے درمیان تعلق کو عملی مثالوں کے ذریعے سمجھتے ہیں۔

بے روزگاری اس کی بہترین مثال ہے۔ اگر کسی شہر میں صرف ایک شخص بے روزگار ہو تو یہ اس کا ذاتی مسئلہ سمجھا جائے گا اور اس کی وجوہات اس کی تعلیم، مہارت یا ذاتی حالات میں تلاش کی جائیں گی۔ لیکن اگر ایک ملک میں لاکھوں افراد بے روزگار ہوں تو یہ انفرادی ناکامی نہیں بلکہ ایک عوامی مسئلہ ہے، جس کا تعلق معاشی پالیسیوں، روزگار کی منڈی اور سماجی ڈھانچے سے ہوتا ہے۔ ایسے مسئلے کا حل بھی انفرادی کوششوں کے بجائے ریاستی اور معاشی اصلاحات میں تلاش کیا جاتا ہے۔

اسی طرح جنگ بھی صرف فرد کا مسئلہ نہیں ہوتی۔ کسی شخص کے لیے جنگ میں شامل ہونا، جان بچانا یا اپنے خاندان کی حفاظت کرنا ذاتی مسئلہ ہو سکتا ہے، لیکن جنگ کے اسباب، اس کے سیاسی و معاشی محرکات اور معاشرے پر اس کے اثرات عوامی مسائل ہیں، جنہیں سماجی اور سیاسی تناظر میں ہی سمجھا جا سکتا ہے۔

اسی اصول کا اطلاق شادی اور خاندان پر بھی ہوتا ہے۔ اگر کسی ایک خاندان میں ازدواجی اختلافات ہوں تو یہ ذاتی مسئلہ ہے، لیکن جب کسی معاشرے میں طلاق کی شرح مسلسل بڑھنے لگے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ خاندانی ادارے، سماجی اقدار یا معاشی حالات میں ایسی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں جن کا تعلق پورے معاشرے سے ہے۔

روزمرہ زندگی میں سماجی تخیل

فرض کریں ایک نوجوان تعلیم مکمل کرنے کے بعد ملازمت حاصل نہیں کر پا رہا۔ اگر وہ صرف اپنی ذات پر توجہ دے تو شاید یہ سمجھے کہ اس کی ناکامی کی وجہ صلاحیت یا محنت کی کمی ہے۔ لیکن سماجی تخیل اسے یہ دیکھنے میں مدد دیتا ہے کہ بے روزگاری کی وجہ معاشی مندی، روزگار کی محدود منڈی، ٹیکنالوجی کی تبدیلی یا سماجی عدم مساوات بھی ہو سکتی ہے۔ اس طرح فرد اپنی ذاتی صورتِ حال کو وسیع سماجی تناظر میں سمجھنے لگتا ہے۔

اسی طرح انسان کے بہت سے فیصلے بظاہر ذاتی معلوم ہوتے ہیں، لیکن ان پر سماجی عوامل گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ مثال کے طور پر کسی طالب علم کا موسمِ گرما میں ملازمت کرنا یا بغیر معاوضہ انٹرن شپ (Internship) کرنا صرف اس کی ذاتی پسند نہیں ہوتی، بلکہ اس کے خاندان کی معاشی حیثیت، تعلیمی مواقع اور سماجی وسائل بھی اس انتخاب کو متاثر کرتے ہیں۔ خوش حال خاندانوں کے طلبہ کو بہتر مواقع آسانی سے میسر آتے ہیں، جس کے نتیجے میں معاشرتی عدم مساوات ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتی رہتی ہے۔

ملز کے مطابق سماجی تخیل انسان کو یہ سمجھنے کے قابل بناتا ہے کہ اس کی زندگی صرف اس کے ذاتی فیصلوں کا نتیجہ نہیں بلکہ سماجی اداروں، تاریخی حالات اور معاشرتی ڈھانچے سے بھی تشکیل پاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سماجیات فرد کی ذاتی اختیار (Agency) اور سماجی ڈھانچے (Social Structure) دونوں کو یکجا کر کے انسانی زندگی کی جامع تفہیم پیش کرتی ہے۔ جیسا کہ کارل مارکس نے کہا تھا کہ

انسان اپنی تاریخ خود بناتا ہے، لیکن وہ اسے اپنی مرضی کے حالات میں نہیں بلکہ پہلے سے موجود سماجی اور تاریخی حالات کے اندر رہ کر بناتا ہے۔

1.7 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

سادہ الفاظ میں، سماجی تخیل وہ صلاحیت ہے جو انسان کو اپنی روزمرہ زندگی اور ذاتی تجربات کو ایک وسیع سماجی اور تاریخی تناظر میں دیکھنے کے قابل بناتی ہے۔ اس کے ذریعے فرد یہ سمجھتا ہے کہ اس کے بہت سے ذاتی مسائل دراصل معاشرے کے وسیع سماجی، معاشی اور سیاسی حالات سے جڑے ہوتے ہیں، نہ کہ صرف اس کی انفرادی کمزوریوں یا فیصلوں کا نتیجہ۔

اس طرح سماجی تخیل انسان کے نقطۂ نظر کو وسیع کرتا ہے اور اسے یہ احساس دلاتا ہے کہ اس کی زندگی صرف ذاتی انتخاب سے نہیں بلکہ سماجی ڈھانچوں، تاریخی تبدیلیوں اور مختلف سماجی قوتوں سے بھی تشکیل پاتی ہے۔ یہی شعور افراد کو معاشرتی مسائل کی گہری سمجھ عطا کرتا ہے اور انہیں ایک زیادہ باشعور، تنقیدی اور ذمہ دار شہری بننے میں مدد دیتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں (Check Your Progress)

1۔ ذاتی پریشانیوں اور عوامی مسائل کی اصطلاحات کا کیا مطلب ہے؟

2۔ ہم صنفی عدم مساوات، بے روزگاری کے مسائل کو ذاتی مسئلہ یا عوامی مسئلے کے طور پر کیسے سمجھ سکتے ہیں؟

3۔ سماجی مسائل کو ذاتی مسئلہ یا عوامی مسئلہ قرار دینے سے ہم کس طرح کے حل پیش کر سکتے ہیں؟

1.8 کلیدی الفاظ (Key Words)

- **سماجی تخیل:** ذاتی تجربات کو وسیع تر معاشرتی ڈھانچے سے جوڑنے کی صلاحیت، یہ سمجھنا کہ تاریخی، ثقافتی اور معاشرتی طاقتوں کے ذریعہ انفرادی زندگیوں کو کس طرح تشکیل دیا جاتا ہے۔
- **ساختی قوتیں:** بڑے نظام، ادارے اور اصول (مثال کے طور پر، معیشت، سیاست، تعلیم) جو انفرادی تجربات اور مواقع کو تشکیل دیتے ہیں۔
- **تاریخی سیاق وسباق:** یہ سمجھنا کہ ماضی کے واقعات اور معاشرتی تبدیلیاں موجودہ معاشرتی ڈھانچے اور انفرادی زندگیوں پر کس طرح اثر انداز ہوتی ہیں۔
- **ثقافتی اصول:** مشترکہ توقعات اور قواعد جو معاشرے کے اندر طرز عمل کی رہنمائی کرتے ہیں، اس بات پر اثر انداز ہوتے ہیں کہ لوگ دنیا کو کس طرح سمجھتے ہیں اور ایک دوسے کے ساتھ بات چیت کرتے ہیں۔
- **ایجنسی بمقابلہ ڈھانچہ:** انفرادی آزاد مرضی (ایجنسی) اور معاشرتی ڈھانچوں (مثال کے طور پر، قوانین، روایات) کے ذریعہ عائد پابندیوں کے درمیان توازن کو سمجھنا۔
- **پاور ڈائنامکس:** وہ طریقے جن میں طاقت کو معاشرے کے اندر تقسیم اور استعمال کیا جاتا ہے، جو تعلقات اور معاشرتی درجہ بندی پر اثر انداز

ہوتا ہے۔

- **تنقیدی سوچ:** بنیادی طاقت کے تعلقات اور عدم مساوات کو بے نقاب کرنے کے لئے معاشرتی اصولوں اور ڈھانچوں کا تجزیہ اور سوال کرنا۔

1.9 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1۔ "سماجی تخیل" کی اصطلاح کس نے ایجاد کی؟

A) کارل مارکس B) ایمل ڈرخائم C) سی رائٹ ملز D) میکس ویبر

2۔ سماجی تخیل افراد کو کیا کرنے کے قابل بناتا ہے؟

A) تاریخی واقعات کو نظرانداز کرنا اور صرف ذاتی تجربات پر توجہ مرکوز کرنا۔

B) ذاتی پریشانیوں اور بڑے سماجی ڈھانچے کے درمیان تعلق دیکھنا

C) معاشرے میں صرف معاشی مسائل پر توجہ مرکوز کرنا

D) تاریخ پر غور کیے بغیر سوشیالوجی کا مطالعہ کرنا

3۔ مندرجہ ذیل میں سے کون سا سماجی تخیل کے تصور کی بہترین وضاحت کرتا ہے؟

A) ایک شخص جو معاشی کساد کے دوران اپنی نوکری کھونے کے لئے خود کو موردالزام ٹھہرا رہا ہے۔

B) ایک شخص یہ سمجھتا ہے کہ ان کی بے روزگاری ملازمت کی آؤٹ سورسنگ کے ایک بڑے رجحان کا حصہ ہے۔

C) ملازمتوں کے لئے درخواست دیتے وقت صرف اپنی ذاتی صلاحیتوں اور قابلیت پر توجہ مرکوز کرنے والا شخص۔

D) شخص جو معاشرتی عوامل کو نظرانداز کرتا ہے اور کامیابی کو صرف محنت سے منسوب کرتا ہے۔

4۔ معاشرتی تخیل افراد کو سمجھنے میں کیا مدد کرتا ہے؟

A) صرف ان کے ذاتی مسائل۔

B) ذاتی پریشانیوں اور عوامی مسائل کا سنگم۔

C) انسانی طرز عمل کی حیاتیاتی وجوہات۔

D) معاشرتی اثرات کو نظرانداز کرنے کی اہمیت۔

5۔ مندرجہ ذیل میں سے کون سا سماجی تخیل کے تناظر میں "عوامی مسئلہ" کی مثال ہے؟

A) تیاری نہ ہونے کی وجہ سے ایک طالب علم امتحان میں فیل ہو جاتا ہے۔

B) آٹومیشن کی وجہ سے کسی ملک میں بے روزگاری کی بلند شرح۔

C)ایک شخص کسی نئے شہر میں منتقل ہونے کے بعد تنہائی محسوس کرتا ہے۔

D) خاندان جو اپنے ماہانہ بلوں کی ادائیگی کے لئے جدوجہد کر رہا ہے۔

6۔ سماجی تخیل کو لاگو کرنے کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

A)خاص طور پر انفرادی ذمہ داری پر توجہ مرکوز کرنا۔

B)ذاتی تجربات کو معاشرتی اثرات سے الگ کرنا۔

C)یہ سمجھنا کہ تاریخ اور معاشرہ ذاتی تجربات کو کس طرح تشکیل دیتے ہیں۔

D)طرز عمل کی تشکیل میں ثقافت کے کردار کو نظرانداز کرنا۔

7۔ درج ذیل میں سے کون سا بیان سماجی تخیل سے مطابقت رکھتا ہے؟

A)غربت صرف انفرادی کاہلی کا نتیجہ ہے۔

B) طلاق کی شرح زیادہ ہے کیونکہ لوگ اب شادی کی قدر نہیں کرتے ہیں۔

C)بے روزگاری ذاتی انتخاب اور عالمی معاشی رجحانات دونوں سے متاثر ہوتی ہے۔

D) جرم خراب پرورش کی وجہ سے ہوتا ہے اور کچھ بھی نہیں۔

8۔ سی رائٹ ملز کا "ذاتی پریشانیوں" سے کیا مطلب ہے؟

A) وہ مسائل جو مکمل طور پر معاشرتی ڈھانچے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

B)وہ مسائل جنکا افراد کو اپنی نجی زندگی کے اندر تجربہ ہوتا ہے۔

C)ایسے چیلنجز جن کا تاریخی یا سماجی سیاق وسباق سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

D)ایسے مسائل جو صرف حکومتی مداخلت سے ہی حل ہو سکتے ہیں۔

9۔ سماجی تخیل عام فہم سے کس طرح مختلف ہوتا ہے؟

A)یہ ثبوت کے بجائے ذاتی رائے پر منحصر ہے۔

B)یہ انفرادی وضاحتوں پر معاشرتی اور تاریخی قوتوں کے کردار پر زور دیتا ہے۔

C)یہ انسانی طرز عمل پر ثقافت کے اثرات کو نظرانداز کرتا ہے۔

D)یہ صرف انفرادی نفسیات پر توجہ مرکوز کرتا ہے.

10۔ مندرجہ ذیل میں سے کون سا غریبی کا تجزیہ کرنے میں معاشرتی تخیل کے استعمال کی بہترین وضاحت کرتا ہے؟

A)یہ ماننا کہ غربت صرف ناقص ذاتی فیصلوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔

B)اس بات کی جانچ پڑتال کرنا کہ کس طرح معاشی ڈھانچے، حکومتی پالیسیاں اور تاریخی عدم مساوات غربت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

C) غربت میں کردار ادا کرنے والے سماجی عوامل کو نظر انداز کرنا

D) فرض کرنا کہ غربت معاشرے کا ایک فطری اور نا قابل تغیر حصہ ہے۔

مختصر جوابات کے حامل سوالات

1۔ معاصر سماجی مسائل کی تشکیل میں تاریخی اور عالمی سیاق وسباق کے کردار کو اجاگر کریں۔

2۔ اس بات پر تبادلہ خیال کریں کہ کس طرح سماجی تخیل تنقیدی سوچ اور معاشرتی اصولوں پر سوال اٹھانے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

3۔ تاریخی سیاق وسباق سماجی تخیل میں کیا کردار ادا کرتا ہے، اور اسے سماجی تبدیلی کا تجزیہ کرنے کے لئے کس طرح استعمال کیا جا سکتا ہے؟

طویل جوابات کے حامل سوالات

1۔ سماجی تخیل کیا ہے، اور یہ ہمیں انفرادی تجربات اور معاشرتی ڈھانچوں کے درمیان تعلق کو سمجھنے میں کس طرح مدد کرتا ہے؟

2۔ وضاحت کریں کہ کس طرح سماجی تخیل ذاتی پریشانیوں اور عوامی مسائل کے درمیان فرق کو ختم کرتا ہے؟

3۔ عدم مساوات، بے روزگاری جیسے معاصر سماجی مسائل کا تجزیہ کرنے کے لئے سماجی تخیل کا اطلاق کیسے کیا جا سکتا ہے؟

1.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Materials)

1۔ Mills, C. Wright. 1959. The Sociological Imagination. New York: Oxford University Press

2۔ Haralambos, Michael, and R. M. Heald. Sociology: Themes and Perspectives. Oxford University Press, 2012.

3۔ Mead, G. H. (1934). Mind, Self, and Society. University of Chicago Press: Chicago.

4۔ Giddens, A. (2009). Sociology. Oxford, England: Polity Press

اکائی 2۔ 'حقیقت' کا سماجیاتی نقطہ نظر: برجر اور لکمین کا نظریہ

(Sociological Perspectives on Reality: Berger and Luckmann's Theory)

اکائی کے اجزاء

2.0 تمہید

2.1 اغراض و مقاصد

2.2 حقیقت کا سماجیاتی نقطہ نظر: برجر اور لکمین کا نظریہ

2. 3 تین مراحل پر مشتمل عمل: ایکسٹرنلائزیشن، آبجیکٹیویشن، اور انٹرنلائزیشن

2. 4 سماجی حقیقت کی معاصر مثالوں پر اس نظریے کا اطلاق

2. 5 تنقید اور اثرات

2.6 اکتسابی نتائج

2.7 کلیدی الفاظ

2.8 نمونہ امتحانی سوالات

2.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد

2.0 تمہید (Introduction)

ہم عام طور پر یہ سمجھتے ہیں کہ "حقیقت" ایک ایسی شے ہے جو ہمارے ارد گرد پہلے سے موجود ہوتی ہے اور ہم اسے صرف دیکھتے یا محسوس کرتے ہیں۔ لیکن سماجیات کا نقطۂ نظر اس سے مختلف ہے۔ سماجیات کے مطابق انسان اپنی روزمرہ کی زندگی میں دوسروں کے ساتھ مسلسل میل جول، زبان، رسوم و رواج، اقدار اور سماجی اداروں کے ذریعے حقیقت کو سمجھتا بھی ہے اور اسے تشکیل بھی دیتا ہے۔

اسی تصور کو ماہرینِ سماجیات پیٹر ایل برجر (Peter L. Berger) اور تھامس لکمین (Thomas Luckmann) نے اپنی معروف کتاب The Social Construction of Reality (1966) میں منظم انداز میں پیش کیا۔ ان کے مطابق حقیقت کوئی جامد اور فطری شے نہیں، بلکہ ایک ایسی سماجی حقیقت ہے جو انسانوں کے باہمی تعامل، مشترکہ معانی، سماجی روایات اور اداروں کے ذریعے مسلسل تشکیل پاتی اور برقرار رہتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں، ہم دنیا کو جس انداز سے دیکھتے، سمجھتے اور اس کے بارے میں فیصلے کرتے ہیں، وہ بڑی حد تک سماجی ماحول، ثقافت اور اجتماعی تجربات کا نتیجہ ہوتا ہے۔

2.1 اغراض و مقاصد (Aims and Objectives)

اس اکائی کے اختتام تک آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- حقیقت کی سماجی تعمیر پر برجر اور لکمین کے نظریہ کے بنیادی تصورات کو سمجھ پائیں گے۔
- بیرونی عمل، آبجیکٹیویشن، اور داخلی عمل کی وضاحت کر سکیں گے۔
- حقیقت کی تشکیل میں سوشلائزیشن، زبان اور اداروں کے کردار کا تجزیہ کر سکیں گے۔
- حقیقت کو ایک سماجی تعمیر کے طور پر دیکھنے کے مضمرات کا تنقیدی جائزہ لیں گے۔
- اس نظریے کو سماجی حقیقت کی معاصر مثالوں پر منطبق کر سکوں گے۔

2.2 حقیقت کا معاشرتی نقطہ نظر: برجر اور لکمین کا نظریہ

(Sociological Perspectives on Reality: Berger and Luckmann's Theory)

پیٹر ایل برجر اور تھامس لکمین نے اپنی معروف کتاب The Social Construction of Reality میں یہ نظریہ پیش کیا کہ حقیقت کوئی ایسی شے نہیں جو انسان سے آزاد اور ہمیشہ ایک ہی صورت میں موجود ہو، بلکہ انسان اپنے باہمی سماجی تعامل، تجربات اور اداروں کے ذریعے اسے تشکیل دیتا، برقرار رکھتا اور وقت کے ساتھ تبدیل بھی کرتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں، جس دنیا کو ہم "حقیقت" سمجھتے ہیں، وہ بڑی حد تک سماجی عمل کا نتیجہ ہوتی ہے۔

1۔ حقیقت کی سماجی تعمیر (Social Construction of Reality)

برجر اور لکمین کے مطابق ہماری بہت سی "حقیقتیں" اجتماعی انسانی اتفاق اور سماجی تعامل سے وجود میں آتی ہیں۔ لوگ مسلسل ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات اور تجربات کے ذریعے ایسے تصورات تشکیل دیتے ہیں جو رفتہ رفتہ عام اور فطری محسوس ہونے لگتے ہیں۔

مثال: کرنسی (پیسہ) بذاتِ خود صرف کاغذ یا دھات ہے، لیکن اس کی قدر اس لیے ہے کہ پورا معاشرہ اسے قبول کرتا ہے اور بینک، حکومت اور بازار جیسے ادارے اس اعتماد کو برقرار رکھتے ہیں۔

2۔ سوشلائزیشن اور داخلی قبولیت (Socialization and Internalization)

افراد بچپن ہی سے خاندان، اسکول، دوستوں اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے معاشرے کے اصول، اقدار اور عقائد سیکھتے ہیں۔ مسلسل تربیت کے نتیجے میں یہی اقدار ان کی شخصیت کا حصہ بن جاتی ہیں اور وہ انہیں فطری حقیقت سمجھنے لگتے ہیں۔

مثال: دیانت داری، وقت کی پابندی یا استاد کے احترام جیسے رویے انسان پیدائشی طور پر نہیں جانتا بلکہ سماجی تربیت کے ذریعے سیکھتا ہے۔

3۔ زبان کا کردار (Role of Language)

زبان حقیقت کی تشکیل کا بنیادی ذریعہ ہے۔ اسی کے ذریعے انسان اپنے تجربات کو نام دیتا، ان کی تشریح کرتا اور دوسروں تک منتقل کرتا ہے۔ مختلف معاشروں میں ایک ہی تصور کے مختلف معنی ہو سکتے ہیں، اس لیے زبان ہمارے سماجی ادراک کو بھی متاثر کرتی ہے۔

مثال: "خاندان" کا تصور مختلف ثقافتوں میں مختلف ہو سکتا ہے؛ کہیں صرف والدین اور بچوں پر مشتمل خاندان مراد ہوتا ہے، جبکہ کہیں دادا، دادی، چچا، خالہ اور دیگر رشتہ دار بھی اس کا حصہ سمجھے جاتے ہیں۔

4۔ ادارہ سازی اور جواز (Institutionalization and Legitimation)

جب کوئی خیال یا طرزِ عمل معاشرے میں وسیع پیمانے پر قبول کر لیا جاتا ہے تو مختلف سماجی ادارے، جیسے تعلیمی، مذہبی اور حکومتی ادارے، اسے مضبوط کرتے ہیں۔ اس طرح وہ ایک "قدرتی" اور "درست" حقیقت کے طور پر تسلیم کیا جانے لگتا ہے۔

مثال: رسمی تعلیم کی اہمیت آج اس قدر مسلم ہے کہ اسے کامیاب زندگی کا لازمی حصہ سمجھا جاتا ہے، حالانکہ یہ تصور بھی سماجی ارتقا اور ادارہ جاتی عمل کا نتیجہ ہے۔

5۔ حقیقت کی تغیر پذیر فطرت (Dynamic Nature of Reality)

برجر اور لکمین کے مطابق سماجی حقیقت جامد نہیں ہوتی بلکہ وقت، ثقافت، ٹیکنالوجی اور سماجی تحریکوں کے ساتھ مسلسل بدلتی رہتی ہے۔ جیسے جیسے معاشرہ تبدیل ہوتا ہے، لوگوں کے خیالات، اقدار اور "حقیقت" کے تصورات بھی تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔

مثال: صنفی کردار، خواتین کے حقوق اور ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے بارے میں آج کے تصورات چند دہائیاں پہلے کے مقابلے میں نمایاں طور پر مختلف ہیں۔

2.3 تین مراحل پر مشتمل عمل: ایکسٹرنلائزیشن، آبجیکٹیویشن، اور انٹرنلائزیشن

(The Three-Step Process:/ Externalization, Objectivation, and Internalization)

برجر اور لکمین کے مطابق سماجی حقیقت اچانک وجود میں نہیں آتی بلکہ ایک مسلسل سماجی عمل کے ذریعے تشکیل پاتی ہے۔ انہوں نے اس عمل کو تین باہم مربوط مراحل میں تقسیم کیا ہے: ایکسٹرنلائزیشن (Externalization)، آبجیکٹیویشن (Objectivation) اور انٹرنلائزیشن (Internalization)۔ یہ تینوں مراحل ایک دائروی (Circular) عمل کی صورت میں مسلسل جاری رہتے ہیں، جس کے ذریعے انسان نہ صرف سماجی حقیقت پیدا کرتا ہے بلکہ خود بھی اسی حقیقت سے متاثر ہوتا ہے۔

1۔ ایکسٹرنلائزیشن — (Externalization) حقیقت کی تخلیق

ایکسٹرنلائزیشن سے مراد وہ مرحلہ ہے جس میں افراد اپنے خیالات، عقائد، اقدار اور تجربات کو سماجی تعامل کے ذریعے عملی شکل دیتے ہیں۔ انسان اپنے رویوں اور اعمال کے ذریعے ایسے طریقے اور اصول وضع کرتا ہے جو بعد میں معاشرتی زندگی کا حصہ بن جاتے ہیں۔

مثال: ابتدا میں لوگ باہمی رضامندی سے سلام کرنے کے لیے ہاتھ ملانے کا طریقہ اختیار کرتے ہیں یا کسی کھیل کے قواعد طے کرتے ہیں۔ اسی طرح قوانین، مذہبی رسومات اور سماجی روایات بھی ابتدا میں انسانی تعامل ہی کا نتیجہ ہوتی ہیں۔

2۔ آبجیکٹیویشن — (Objectivation) حقیقت کا معروضی بن جانا

جب کوئی سماجی عمل یا روایت بار بار دہرائی جاتی ہے اور وسیع پیمانے پر قبول کر لی جاتی ہے تو وہ ایک مستقل سماجی حقیقت کی شکل اختیار

کر لیتی ہے۔اس مرحلے میں لوگ ان اصولوں کو انسانی تخلیق کے بجائے ایک فطری اور لازمی حقیقت سمجھنے لگتے ہیں۔

مثال: ہاتھ ملانا اب صرف ایک شخصی عادت نہیں رہتا بلکہ کاروباری ملاقاتوں، سرکاری تقریبات اور رسمی مواقع پر ایک تسلیم شدہ سماجی روایت بن جاتا ہے۔اسی طرح معاشرتی اصول اور قوانین بھی اداروں کے ذریعے مضبوط ہو کر ایک معروضی حقیقت کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔

3۔ انٹرنلائزیشن — (Internalization) حقیقت کو اپنی شخصیت کا حصہ بنانا

آخری مرحلے میں افراد ان سماجی اصولوں اور اقدار کو اپنی شخصیت اور سوچ کا حصہ بنا لیتے ہیں۔ جو چیز ابتدا میں بیرونی سماجی اصول تھی، وہ اب فرد کے لیے ایک فطری اور خودکار طرزِ عمل بن جاتی ہے۔

مثال: ایک شخص دوسروں سے ملتے وقت بغیر سوچے سمجھے ہاتھ ملاتا ہے، کیونکہ یہ عمل اس کی شخصیت اور سماجی تربیت کا حصہ بن چکا ہوتا ہے۔ اسی طرح وقت کی پابندی، قطار میں کھڑا ہونا یا مناسب لباس پہننا بھی انسان کے معمول کے رویوں میں شامل ہو جاتا ہے۔

2.4 سماجی حقیقت کی معاصر مثالوں پر اس نظریے کا اطلاق

(Application of the theory to contemporary examples of Social Reality)

برجر اور لکمین کا نظریہ صرف ایک فلسفیانہ تصور نہیں بلکہ موجودہ سماجی زندگی کو سمجھنے کا ایک مؤثر ذریعہ بھی ہے۔آج کے دور میں سوشل میڈیا، صنفی کردار، نسل، شادی، ٹیکنالوجی اور مختلف سماجی اداروں کا تجزیہ اس نظریے کی روشنی میں بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ معاشرتی حقیقت کس طرح انسانی تعامل سے وجود میں آتی ہے، اداروں کے ذریعے مضبوط ہوتی ہے اور پھر افراد کی شخصیت کا حصہ بن جاتی ہے۔

1۔ سوشل میڈیا اور حقیقت کی تشکیل

ڈیجیٹل دور میں سوشل میڈیا سماجی حقیقت کی تعمیر کی نمایاں مثال ہے۔

- ایکسٹرنلائزیشن : لوگ اپنی تصاویر، ویڈیوز، آراء اور تجربات آن لائن شیئر کرتے ہیں۔
- آبجیکٹیویشن : وقت کے ساتھ "ٹرینڈ"، "وائرل مواد" اور آن لائن رویوں کے مشترکہ معیار قائم ہو جاتے ہیں۔
- انٹرنلائزیشن : صارفین ان اصولوں کو اپنا لیتے ہیں اور "لائکس"، "فالوورز" اور آن لائن مقبولیت کو اپنی شناخت اور سماجی قبولیت کا پیمانہ سمجھنے لگتے ہیں۔

اس طرح سوشل میڈیا صرف معلومات کا ذریعہ نہیں بلکہ حقیقت اور شناخت کی تشکیل کا بھی اہم ذریعہ بن چکا ہے۔

2۔ صنفی کردار (Gender Roles)

صنفی کردار بھی سماجی حقیقت کی تعمیر کی ایک واضح مثال ہیں۔

- ایکسٹرنلائزیشن : معاشرہ مردوں اور عورتوں سے متعلق مخصوص توقعات پیدا کرتا ہے، مثلاً مرد مضبوط ہوں اور عورتیں نرم مزاج ہوں۔

- آبجیکٹیویشن : یہ توقعات تعلیم، میڈیا، خاندان اور ثقافتی روایات کے ذریعے عام سماجی اصول بن جاتی ہیں۔
- انٹرنلائزیشن :افراد ان کرداروں کو اپنی شناخت کا حصہ بنا لیتے ہیں اور انہیں فطری سمجھنے لگتے ہیں۔

اگرچہ آج بہت سے معاشروں میں ان روایتی تصورات کو چیلنج کیا جارہا ہے، لیکن یہ اب بھی سماجی رویوں پر گہرا اثر رکھتے ہیں۔

3۔ نسل (Race) کا تصور

برجر اور لکمین کے مطابق نسل (Race) بھی ایک سماجی تعمیر ہے، نہ کہ خالص حیاتیاتی حقیقت۔

- ایکسٹرنلائزیشن :تاریخ میں غلامی، نوآبادیات اور نسلی درجہ بندی کے ذریعے مختلف نسلی زمروں کی تشکیل ہوئی۔
- آبجیکٹیویشن : یہ تقسیم قوانین، تعلیمی نظام اور سماجی اداروں کے ذریعے مضبوط ہوتی گئی۔
- انٹرنلائزیشن :وقت کے ساتھ لوگ نسلی شناخت اور اس سے وابستہ تصورات کو اپنی شخصیت کا حصہ بنا لیتے ہیں۔

اسی لیے آج نسلی مساوات کی تحریکیں ان سماجی تعمیرات کو چیلنج کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔

4۔ شادی کا تصور

شادی بھی ایک ایسا سماجی ادارہ ہے جس کی شکل مختلف معاشروں اور ادوار میں بدلتی رہی ہے۔

- ایکسٹرنلائزیشن :لوگوں نے خاندان کی تشکیل کے لیے شادی کی روایت قائم کی۔
- آبجیکٹیویشن : بعد میں یہ مذہبی، قانونی اور سماجی ادارے کی حیثیت اختیار کر گئی۔
- انٹرنلائزیشن :افراد شادی کو زندگی کا لازمی مرحلہ اور سماجی ذمہ داری سمجھنے لگتے ہیں۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ شادی کا موجودہ تصور بھی سماجی ارتقا کا نتیجہ ہے۔

5۔ ٹیکنالوجی اور حقیقت

مصنوعی ذہانت(AI) ،ورچوئل رئیلٹی (VR) اور دیگر جدید ٹیکنالوجیز حقیقت کے بارے میں ہمارے تصورات کو نئی شکل دے رہی ہیں۔

- ایکسٹرنلائزیشن :انسان اپنی معلومات، فیصلے اور تجربات کو ڈیجیٹل نظاموں میں منتقل کرتا ہے۔
- آبجیکٹیویشن : یہ نظام تعلیم، تجارت، صحت اور حکمرانی کا مستقل حصہ بن جاتے ہیں۔
- انٹرنلائزیشن :لوگ ان ٹیکنالوجیز پر اعتماد کرنے لگتے ہیں اور انہیں روزمرہ زندگی کا لازمی جزو سمجھنے لگتے ہیں۔

اس طرح ڈیجیٹل دنیا اور حقیقی دنیا کے درمیان فرق پہلے کی نسبت کم ہوتا جارہا ہے۔

6۔ سماجی اداروں کا کردار

تعلیم، مذہب، حکومت اور قانون جیسے ادارے سماجی حقیقت کو قائم رکھنے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔

- ایکسٹرنلائزیشن : یہ ادارے مختلف اصول، قوانین اور اقدار وضع کرتے ہیں۔
- آبجیکٹیویشن :یہی اصول وقت کے ساتھ سماجی معیار اور لازمی ضابطے بن جاتے ہیں۔

- انٹرنلائزیشن :افراد بچپن سے انہی اداروں کے ذریعے ان اقدار کو سیکھتے اور اپنی شخصیت کا حصہ بنا لیتے ہیں۔

اسی لیے یہ ادارے اس بات کا تعین کرتے ہیں کہ معاشرے میں کیا چیز "معمول"، "درست" اور "قابل قبول" سمجھی جائے گی۔

2.5 تنقید اور اثرات (Critiques and Impact)

اگرچہ برجر اور لکمین کا نظریہ "حقیقت کی سماجی تعمیر" جدید سماجی فکر میں نہایت اہم مقام رکھتا ہے، لیکن اس پر مختلف پہلوؤں سے تنقید بھی کی گئی ہے۔ اہم تنقیدات درج ذیل ہیں:

1۔ **سماجی تعمیر پر حد سے زیادہ زور:** ناقدین کے مطابق برجر اور لکمین نے حقیقت کی تشکیل میں سماجی تعامل کو غیر معمولی اہمیت دی ہے، لیکن بعض اوقات معاشی حالات، سیاسی طاقت، طبقاتی نظام اور حیاتیاتی عوامل جیسے مادی عناصر کے کردار کو کم اہمیت دی ہے، حالانکہ یہ عوامل بھی انسانی زندگی اور سماجی حقیقت پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔

2۔ **ثقافتی اضافیت (Cultural Relativism):** بعض ماہرین کا خیال ہے کہ اگر ہر حقیقت کو صرف سماجی تعمیر قرار دیا جائے تو پھر درست اور غلط یا منصفانہ اور غیر منصفانہ سماجی تصورات کے درمیان فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ تاثر پیدا ہو سکتا ہے کہ تمام سماجی عقائد اور اقدار یکساں طور پر درست ہیں، حالانکہ بعض سماجی روایات امتیازی یا نقصان دہ بھی ہو سکتی ہیں۔

نظریے کی اہمیت: ان تنقیدوں کے باوجود برجر اور لکمین کا نظریہ سماجیات میں غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ اس نے یہ واضح کیا کہ انسان اپنی روزمرہ زندگی میں جس حقیقت کو فطری اور مستقل سمجھتا ہے، وہ دراصل سماجی تعامل، زبان، ثقافت اور اداروں کے ذریعے تشکیل پاتی ہے۔ اس نظریے نے علامتی تعامل (Symbolic Interactionism)، علم کی سماجیات (Sociology of Knowledge) اور مابعد جدید سماجی فکر (Postmodern Social Theory) کی ترقی میں نمایاں کردار ادا کیا اور سماجی حقیقت کو تنقیدی انداز میں سمجھنے کے نئے امکانات فراہم کیے۔

2.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی میں ہم نے برجر اور لکمین کے نظریۂ "حقیقت کی سماجی تعمیر" کا تفصیلی مطالعہ کیا۔ اس نظریے کے مطابق حقیقت کوئی جامد اور فطری شے نہیں بلکہ ایک ایسا سماجی مظہر ہے جو انسانی تعامل، زبان، سوشلائزیشن اور سماجی اداروں کے ذریعے مسلسل تشکیل پاتا، برقرار رہتا اور وقت کے ساتھ تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ اس تناظر میں افراد نہ صرف معاشرے سے متاثر ہوتے ہیں بلکہ اپنی روزمرہ کی سرگرمیوں کے ذریعے سماجی حقیقت کی تشکیل میں بھی فعال کردار ادا کرتے ہیں۔

اس اکائی میں حقیقت کی سماجی تعمیر کے بنیادی تصورات، یعنی ایکسٹرنلائزیشن، آبجیکٹیویشن اور انٹرنلائزیشن کی وضاحت کی گئی، نیز سوشل میڈیا، صنفی کردار، شادی، نسل اور سماجی اداروں جیسی معاصر مثالوں کے ذریعے اس نظریے کے عملی اطلاق کو بھی سمجھا گیا۔ ساتھ ہی اس نظریے پر ہونے والی اہم تنقیدوں کا بھی جائزہ لیا گیا، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ حقیقت بڑی حد تک سماجی تعامل کی پیداوار ہے، لیکن

معاشی، سیاسی، حیاتیاتی اور مادی عوامل بھی انسانی زندگی اور سماجی حقیقت کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

مجموعی طور پر برجر اور لکمین کا نظریہ ہمیں اس بات پر غور کرنے کی دعوت دیتا ہے کہ جن تصورات، اقدار اور سماجی حقائق کو ہم فطری اور ناقابل تغیر سمجھتے ہیں، وہ دراصل انسانی عمل اور سماجی تعامل کے نتیجے میں وجود میں آئے ہیں۔ یہی شعور ہمیں سماجی حقیقت کو زیادہ تنقیدی، متوازن اور سائنسی انداز میں سمجھنے کے قابل بناتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں (Check Your Progress)

1۔ آپ کی ثقافت آپ کی حقیقت کو کس طرح تشکیل دیتی ہے؟ وضاحت کریں۔

2۔ آپ کون سے سماجی اصولوں یا طریقوں کو معمولی سمجھتے ہیں، اور وہ کیسے وجود میں آئے؟ بحث کریں۔

3۔ کیا ہم کبھی بھی حقیقت کی سماجی تعمیر سے بچ سکتے ہیں، یا ہم ہمیشہ اس کے پابند ہیں؟ وضاحت کریں۔

2.7 کلیدی الفاظ (Key Words)

- **حقیقت کی سماجی تعمیر:** یہ خیال کہ حقیقت فطری طور پر معروضی نہیں ہے بلکہ سماجی تعامل اور مشترکہ تفہیم کے ذریعے تخلیق پاتی ہے اور برقرار رکھی جاتی ہے۔
- **ادارہ سازی:** وہ عمل جس کے ذریعہ بار بار اقدامات اور طرز عمل معاشرتی اصولوں اور اداروں کے طور پر قائم ہو جاتے ہیں، جو معاشرے میں استحکام اور پیش گوئی فراہم کرتے ہیں۔
- **عادات:** وہ عمل جس کے ذریعے بار بار عمل عادت بن جاتا ہے، جو سماجی اداروں اور مشترکہ طریقوں کی بنیاد بناتا ہے۔
- **قانونی حیثیت:** سماجی اداروں، اصولوں اور کرداروں کو جائز ٹھہرانے اور ان کی توثیق کرنے کا عمل، جس سے وہ فطری اور قابل قبول نظر آتے ہیں۔
- **آبجیکٹیویشن:** وہ عمل جس کے ذریعہ معاشرتی طور پر تعمیر کردہ معنی اور اداروں کو افراد سے آزاد معروضی، بیرونی حقائق کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔
- **ایکسٹرنلائزیشن:** وہ عمل جس کے ذریعہ افراد سماجی دنیا میں اپنے خیالات، اعمال اور تخلیقات کا اظہار کرتے ہیں، معاشرتی حقیقت کی تعمیر میں حصہ ڈالتے ہیں۔
- **انٹرنلائزیشن:** وہ عمل جس کے ذریعہ افراد حقیقت کی اپنی ذاتی تفہیم میں معاشرتی اصولوں، اقدار اور کرداروں کو اپناتے اور شامل کرتے ہیں۔
- **موضوعی حقیقت:** ایک فرد کی ذاتی تفہیم اور دنیا کی تشریح، جو ان کے تجربات اور سوشلائزیشن سے تشکیل پاتی ہے۔
- **معروضی حقیقت:** دنیا کی مشترکہ، سماجی طور پر تعمیر شدہ تفہیم جسے بیرونی اور افراد سے آزاد سمجھا جاتا ہے۔

2.8 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1۔ "حقیقت کی سماجی تعمیر *The Social Construction of Reality* "کتاب کے مصنفین کون ہیں؟

A. کارل مارکس اور فریڈرک اینگلز

B. ایمل ڈرخائم اور میکس ویبر

C. پیٹر برجر اور تھامس لکمین

D. مائیکل فوکو اور پیئر بورڈیو

2۔ برجر اور لکمین کے مطابق، حقیقت یہ ہے:

A. ایک مستقل اور غیر تبدیل شدہ اکائی

B. سماجی طور پر تعمیر کردہ رجحان

C. مکمل طور پر حیاتیاتی عوامل کے ذریعہ طے کیا جاتا ہے

D. انسانی تعامل سے آزاد

3۔ برجر اور لکمین کی کتاب 'حقیقت کی سماجی تعمیر *The Social Construction of Reality* 'کا اہم تصور کیا ہے؟

A. یہ خیال کہ حقیقت صرف معروضی حقائق سے تشکیل پاتی ہے۔

B. یہ عقیدہ کہ افراد غیر فعال طور پر حقیقت کو قبول کرتے ہیں

C. یہ دلیل کہ حقیقت سماجی تعامل اور ادارہ سازی کے ذریعے تعمیر کی جاتی ہے۔

D. یہ دعویٰ کہ حقیقت انسانی معاشرے سے آزادانہ طور پر موجود ہے

4۔ برجر اور لکمین کے مطابق وہ تین اہم عمل کیا ہیں جن کے ذریعے حقیقت کو سماجی طور پر تعمیر کیا جاتا ہے؟

A. داخلی، معقولیت اور صنعت کاری

B. آبجیکٹیویشن، انٹرنلائزیشن، اور ایکسٹرنلائزیشن

C. درجہ بندی، متحرک، اور ادارہ سازی

D. ادارہ سازی، نجکاری اور معقولیت

5۔ برجر اور لکمین کے نظریے میں "ایکسٹرنلائزیشن" سے کیا مراد ہے؟

A. وہ عمل جس کے ذریعے افراد معاشرتی اصولوں کو اپنے اندر داخل کرتے ہیں

B. جس طرح افراد اپنے خیالات کو سماجی دنیا میں پیش کرتے ہیں

C. یہ عقیدہ کہ حقیقت کا تعین صرف بیرونی قوتوں کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔

D. سماجی ڈھانچوں کو مسترد کرنا

6۔ حقیقت کی سماجی تعمیر میں "آبجیکٹیویشن" سے کیا مراد ہے؟

A. افراد کا نئی ثقافتوں کو اپنانے کا عمل

B. انسانی اعمال کو بظاہر آزاد سماجی حقائق میں تبدیل کرنا

C. سماجی طور پر تعمیر کردہ علم کا انکار

D. انسانی طرز عمل کی حیاتیاتی بنیاد

7۔ برجر اور لکمین کے فریم ورک میں "انٹرنلائزیشن" کیا ہے؟

A. وہ عمل جس کے ذریعے افراد سماجی اقدار کو مسترد کرتے ہیں

B. وہ عمل جس کے ذریعہ افراد اپنی شناخت کے حصے کے طور پر معاشرتی اصولوں کو قبول اور جذب کرتے ہیں

C. سماجی ڈھانچے کے مطابق چلنے سے انکار

D. وہ لمحہ جب بیرونی حقیقت غائب ہو جاتی ہے

8۔ برجر اور لکمین کے مطابق، ادارے اس میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں:

A. سماجی طور پر تعمیر شدہ حقیقت کو برقرار رکھنا اور مستحکم کرنا

B. سماجی تعمیر کی ضرورت کو ختم کرنا

C. حیاتیاتی جبلت پیدا کرنا

D. انفرادی آزادی کو تباہ کرنا

9۔ برجر اور لکمین کے مطابق درج ذیل میں سے کون سی سماجی تعمیر کی مثال ہے؟

A. طبیعیات کے قوانین

B. نسلی یا صنفی زمروں میں لوگوں کی درجہ بندی

C. قدرتی آفات کا وجود

D. جینیاتی وراثت

10۔ برجر اور لکمین کا استدلال ہے کہ حقیقت کی سماجی تعمیر میں زبان اہم ہے کیونکہ:

A. انسانی فکر پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

B. یہ افراد کے لئے معاشرتی معنی کو شکل دینے اور بات چیت کرنے کے لئے ایک آلے کے طور پر کام کرتا ہے

C. یہ صرف حیاتیاتی جبلت کی عکاسی کرتا ہے

D. یہ اداروں کی تشکیل میں حصہ نہیں ڈالتا

مختصر جوابات کے حامل سوالات

1۔ برجر اور لکمین کی تجویز کردہ حقیقت کی سماجی تعمیر کے تصور کی وضاحت کریں۔ وہ یہ کیسے دلیل دیتے ہیں کہ حقیقت سماجی طور پر تعمیر کی گئی ہے؟

2۔ حقیقت کے انفرادی تصورات کو تشکیل دینے میں سوشلائزیشن کے کردار پر روشنی ڈالیں۔

3۔ وضاحت کریں کہ ادارے کس طرح معاشرتی طرز عمل کے لئے ایک فریم ورک فراہم کرتے ہیں اور مشترکہ معنی کے ذریعہ انہیں کس طرح برقرار رکھا جاتا ہے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات

1۔ برجر اور لکمین موضوعی اور معروضی حقیقت کے درمیان فرق کیسے کرتے ہیں؟ ان تصورات کی وضاحت کے لئے مثالیں فراہم کریں۔

2۔ برجر اور لکمین کے نظریے کے مطابق سماجی حقیقت کے داخلی عمل میں بنیادی اور ثانوی سوشلائزیشن کے کردار پر تبادلہ خیال کریں۔

3۔ برجر اور لکمین کے حقیقت کی سماجی تعمیر کے نظریے کا تنقیدی تجزیہ کریں۔ اس کی قوت اور حدود کیا ہیں؟

2.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Materials)

1۔ Berger, P. L., & Luckmann, T. (1966). The Social Construction of Reality. Harlow, England: Penguin Books

2۔ Giddens, A. (2009). Sociology. Oxford, England: Polity Press

3۔ Haralambos, Michael, and R. M. Heald. (2012). Sociology: Themes and Perspectives. Oxford University Press.

4۔ Mead, G. H. (1934). Mind, Self, and Society. University of Chicago Press: Chicago.

اکائی 3۔ سوشلائزیشن اور حقیقت: سوشلائزیشن کے ایجنٹ

(Socialization and Reality: Agents of Socialization)

اکائی کے اجزاء

3.0 تمہید

3.1 اغراض و مقاصد

3.2 سوشلائزیشن کے ایجنٹ

3.3 سوشلائزیشن میں خاندان کا کردار

3.4 سوشلائزیشن میں اسکول کا کردار

3.5 سوشلائزیشن میں پیئر گروپ کا کردار

3.6 سوشلائزیشن میں میڈیا کا کردار

3.7 سوشلائزیشن میں مذہب کا کردار

3.8 اکتسابی نتائج

3.9 کلیدی الفاظ

3.10 نمونہ امتحانی سوالات

3.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد

3.0 تمہید(Introduction)

سوشلائزیشن (Socialization) ایک بنیادی سماجی عمل ہے جس کے ذریعے فرد معاشرے میں رہنے کے لیے ضروری اصول، اقدار، عقائد، رویّے اور سماجی مہارتیں سیکھتا ہے۔ اسی عمل کے ذریعے انسان اپنی ثقافت سے واقف ہوتا ہے، مختلف سماجی کردار ادا کرنا سیکھتا ہے اور معاشرے کا ایک ذمہ دار رکن بنتا ہے۔ سوشلائزیشن کا عمل زندگی بھر جاری رہتا ہے اور فرد کی شخصیت، طرزِ فکر اور سماجی شناخت کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

اس اکائی میں سوشلائزیشن کے مختلف ایجنٹوں، مثلاً خاندان، اسکول، ہم عمر گروہ، ذرائع ابلاغ، مذہب اور دیگر سماجی اداروں کے کردار کا جائزہ لیا جائے گا۔ اس کے ساتھ یہ بھی واضح کیا جائے گا کہ یہ ایجنٹ کس طرح افراد کے خیالات، رویّوں اور حقیقت کے بارے میں ان

کے تصورات کو تشکیل دیتے ہیں۔ سوشلائزیشن کے عمل کو سمجھنے سے یہ جاننے میں مدد ملتی ہے کہ سماجی اقدار اور ثقافتی روایات کس طرح ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتی ہیں اور وقت کے ساتھ کس طرح ان میں تبدیلی آتی ہے۔

3.1 اغراض و مقاصد (Aims and Objectives)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- سوشلائزیشن کے تصور اور انسانی شخصیت کی تشکیل میں اس کی اہمیت کو واضح طور پر بیان کر سکیں گے۔
- سوشلائزیشن کے بنیادی ایجنٹوں (جیسے خاندان، اسکول، ہم عمر گروہ، ذرائع ابلاغ اور مذہب) کی شناخت اور ان کے کردار کی وضاحت کر سکیں گے۔
- مختلف سوشلائزیشن کے ایجنٹوں کے فرد کے رویّوں، اقدار اور سماجی کرداروں پر مرتب ہونے والے اثرات کا تجزیہ کر سکیں گے۔
- فرد کی شخصیت، سماجی شناخت اور اجتماعی رویّوں کی تشکیل میں سوشلائزیشن کے ایجنٹوں کے کردار کا تنقیدی جائزہ لے سکیں گے۔

3.2 سوشلائزیشن کے ایجنٹ (Agents of Socialization)

سوشلائزیشن کے ایجنٹ سے مراد وہ افراد، گروہ اور سماجی ادارے ہیں جو فرد کی شخصیت، رویّوں، اقدار، عقائد اور سماجی طرزِ عمل کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ انہی کے ذریعے فرد اپنے معاشرے کے ثقافتی اصول، سماجی اقدار اور رائج روایات سیکھتا ہے اور مختلف سماجی کردار ادا کرنے کے قابل بنتا ہے۔ اگرچہ سوشلائزیشن کا عمل پوری زندگی جاری رہتا ہے، تاہم مختلف مراحل میں مختلف ایجنٹ زیادہ مؤثر کردار ادا کرتے ہیں۔

سوشلائزیشن کے بنیادی ایجنٹ درج ذیل ہیں:

1۔ خاندان (Family)

2۔ اسکول (School)

3۔ ہم عمر گروہ یا پیئر گروپس (Peer Groups)

4۔ ذرائع ابلاغ (Media)

5۔ مذہب (Religion)

ان تمام ایجنٹوں کا کردار اور اثرات درج ذیل حصوں میں تفصیل سے بیان کیے جائیں گے۔

3.3 سوشلائزیشن میں خاندان کا کردار (Family as an Agent of Socialization)

خاندان سوشلائزیشن کا سب سے پہلا اور سب سے اہم ایجنٹ ہے۔ انسان اپنی زندگی کے ابتدائی سال خاندان ہی میں گزارتا ہے،

جہاں وہ زبان، آداب، سماجی اصول، اقدار، عقائد اور طرزِ عمل سیکھتا ہے۔ والدین اور دیگر خاندانی افراد بچوں کی شخصیت، اخلاق، سماجی رویّوں اور شناخت کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ اسی لیے خاندان کو سوشلائزیشن کا بنیادی (Primary) ایجنٹ کہا جاتا ہے۔

ابتدائی سوشلائزیشن میں خاندان کا کردار

خاندان بچے کو معاشرتی زندگی کے ابتدائی اسباق سکھاتا ہے۔ بچہ والدین اور دیگر افراد کے رویّوں کا مشاہدہ کرتے ہوئے گفتگو، احترام، تعاون، ذمہ داری اور سماجی آداب سیکھتا ہے۔ اسی ماحول میں وہ صحیح اور غلط، اختیار اور ذمہ داری، نیز دوسروں کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کے بنیادی اصولوں سے واقف ہوتا ہے۔

جذباتی اور نفسیاتی نشوونما

خاندان بچے کو محبت، تحفظ اور جذباتی سہارا فراہم کرتا ہے، جس سے اس میں خود اعتمادی، اعتماد اور ہمدردی جیسی خوبیاں پروان چڑھتی ہیں۔ اس کے برعکس، غیر مستحکم یا غفلت پر مبنی خاندانی ماحول بچے کی جذباتی اور سماجی نشوونما پر منفی اثرات مرتب کر سکتا ہے۔

ثقافتی اقدار اور روایات کی منتقلی

خاندان ایک نسل سے دوسری نسل تک ثقافتی اقدار، مذہبی عقائد، رسم و رواج اور روایات منتقل کرنے کا اہم ذریعہ ہے۔ بچے تہواروں، مذہبی رسومات، خاندانی روایات اور روزمرہ زندگی کے ذریعے اپنی ثقافتی شناخت اور معاشرتی ورثے سے واقف ہوتے ہیں۔

صنفی سوشلائزیشن

خاندان بچوں کو صنفی کرداروں سے بھی متعارف کراتا ہے۔ روایتی معاشروں میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے مختلف سماجی توقعات اور ذمہ داریاں مقرر کی جاتی ہیں، تاہم جدید معاشروں میں مساوات اور صنفی انصاف کے تصورات کے فروغ کے ساتھ خاندانوں کا کردار بھی زیادہ متوازن اور لچکدار ہوتا جا رہا ہے۔

خاندانی ڈھانچے کا اثر

خاندانی ساخت بھی سوشلائزیشن پر اثر انداز ہوتی ہے۔ جوہری، مشترکہ، اکیلے والدین اور مخلوط خاندانوں میں پرورش پانے والے بچوں کے سماجی تجربات ایک دوسرے سے مختلف ہو سکتے ہیں، تاہم ہر صورت میں خاندان شخصیت کی تشکیل اور سماجی تربیت کا بنیادی ادارہ رہتا ہے۔

جدید معاشرے میں خاندان کا کردار

گلوبلائزیشن، ذرائع ابلاغ، انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا نے سوشلائزیشن کے نئے ذرائع پیدا کیے ہیں، لیکن اس کے باوجود خاندان آج بھی فرد کی شخصیت، اخلاق، اقدار اور سماجی شناخت کی تشکیل کا سب سے اہم ادارہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک صحت مند اور معاون خاندانی ماحول فرد اور معاشرے دونوں کی مثبت ترقی کے لیے ناگزیر سمجھا جاتا ہے۔

3.4 سوشلائزیشن میں اسکول کا کردار (School as an Agent of Socialization)

خاندان کے بعد اسکول سوشلائزیشن کا سب سے اہم ثانوی ایجنٹ ہے۔ یہ بچوں کو ایک منظم اور باقاعدہ تعلیمی ماحول فراہم کرتا ہے جہاں وہ صرف علمی تعلیم ہی نہیں بلکہ سماجی اقدار، نظم وضبط، تعاون، ذمہ داری اور باہمی تعلقات کی مہارتیں بھی سیکھتے ہیں۔ اس طرح اسکول خاندانی تربیت کو وسعت دیتے ہوئے فرد کو وسیع تر معاشرے میں زندگی گزارنے کے لیے تیار کرتا ہے۔

سماجی مہارتوں اور نظم وضبط کی نشوونما

اسکول طلبہ میں وقت کی پابندی، ذمہ داری، احترام اور قانون کی پاسداری جیسے اوصاف پیدا کرتا ہے۔ کلاس روم کی سرگرمیوں، گروہی منصوبوں، مباحثوں اور غیر نصابی سرگرمیوں کے ذریعے طلبہ تعاون، مؤثر ابلاغ، قیادت اور تنازعات کے حل جیسی اہم سماجی مہارتیں حاصل کرتے ہیں۔

تنوع اور سماجی ہم آہنگی

اسکول مختلف سماجی، ثقافتی، مذہبی اور معاشی پس منظر سے تعلق رکھنے والے طلبہ کو ایک دوسرے کے قریب لاتا ہے۔ اس باہمی تعامل سے رواداری، احترام، مساوات اور باہمی افہام وتفہیم کو فروغ ملتا ہے، جو کثیر الثقافتی معاشرے میں مثبت سماجی زندگی کے لیے ضروری ہیں۔

ثقافتی اور شہری اقدار کی منتقلی

اسکول تاریخ، زبان، ادب اور شہری تعلیم کے ذریعے طلبہ کو قومی ثقافت، سماجی اقدار، اخلاقی اصولوں اور شہری ذمہ داریوں سے آگاہ کرتے ہیں۔ اسی طرح جدید تعلیمی ادارے صنفی مساوات، شمولیت اور انسانی حقوق جیسے تصورات کو فروغ دے کر زیادہ منصفانہ اور جامع معاشرے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

مستقبل کے سماجی کرداروں کی تیاری

اسکول طلبہ کو مستقبل کی عملی زندگی کے لیے تیار کرتے ہیں۔ تعلیمی اور پیشہ ورانہ مہارتوں کے ساتھ ساتھ قیادت، تنقیدی سوچ، فیصلہ سازی اور شہری شعور کو فروغ دیا جاتا ہے تاکہ طلبہ ذمہ دار شہری اور مؤثر پیشہ ور افراد بن سکیں۔ اس عمل میں ہم عمر گروہوں (Peer Groups) کے ساتھ تعلقات بھی شخصیت، خود اعتمادی اور سماجی شناخت کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

جدید دور میں اسکول کا کردار

ڈیجیٹل ٹیکنالوجی، آن لائن تعلیم اور عالمگیریت کے دور میں اسکولوں کا کردار مزید وسیع ہو گیا ہے۔ آج تعلیمی ادارے روایتی تعلیم کے ساتھ ڈیجیٹل خواندگی، تنقیدی فکر، بین الثقافتی فہم اور ذہنی وجذباتی نشوونما پر بھی توجہ دیتے ہیں۔ اس طرح اسکول آج بھی سوشلائزیشن کا ایک مؤثر اور ناگزیر ایجنٹ ہیں جو افراد کو بدلتے ہوئے معاشرتی تقاضوں سے ہم آہنگ ہونے میں مدد دیتے ہیں۔

3.5 سوشلائزیشن میں پیئر گروپس یاساتھی گروہوں کا کردار

(Peer Groups as Agent of Socialization)

سوشلائزیشن کے اہم ایجنٹوں میں پیئر گروپ (ہم عمر یا ہم مرتبہ افراد کا گروہ) نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ خاندان اور اسکول کے برعکس، جہاں رہنمائی بالغ افراد کرتے ہیں، پیئر گروپ میں افراد اپنے ہم عمروں کے ساتھ تعامل کے ذریعے سماجی رویے، اقدار اور مہارتیں سیکھتے ہیں۔ خاص طور پر نوجوانی کے دور میں، جب فرد اپنی شناخت تشکیل دے رہا ہوتا ہے، پیئر گروپ اس کی شخصیت اور فیصلوں پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔

سوشلائزیشن میں پیئر گروپ کا کردار

پیئر گروپ افراد کو تعلق، قبولیت اور باہمی تعاون کا احساس فراہم کرتا ہے۔ اس کے ذریعے وہ مؤثر ابلاغ، تعاون، اختلافِ رائے کا احترام، تنازعات کا حل اور اجتماعی طور پر کام کرنے کی صلاحیت حاصل کرتے ہیں۔ اسی ماحول میں افراد اپنی سماجی شناخت کو بھی تشکیل دیتے ہیں اور مختلف سماجی کرداروں کو سمجھتے ہیں۔

رویوں اور شناخت پر اثرات

پیئر گروپ افراد کے لباس، زبان، مشاغل، اخلاقی رویوں اور بعض اوقات سیاسی و سماجی نظریات پر بھی اثرانداز ہوتا ہے۔ یہ اثر مثبت بھی ہو سکتا ہے اور منفی بھی۔

- **مثبت اثرات:** اعتماد، تعاون، ٹیم ورک، قیادت، جذباتی حمایت اور تعلیمی حوصلہ افزائی۔
- **منفی اثرات:** ساتھیوں کے دباؤ (Peer Pressure) کے نتیجے میں خطرناک یا غیر ذمہ دارانہ رویے، جیسے منشیات کا استعمال، غیر حاضری یا دیگر نامناسب سرگرمیاں۔

ساتھیوں کا دباؤ (Peer Pressure)

پیئر گروپ کا ایک اہم پہلو ساتھیوں کا دباؤ ہے۔ مثبت دباؤ افراد کو بہتر تعلیمی کارکردگی، صحت مند طرزِ زندگی اور سماجی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی ترغیب دیتا ہے، جبکہ منفی دباؤ نقصان دہ عادات یا غلط فیصلوں کا سبب بن سکتا ہے۔ اس لیے تنقیدی سوچ اور خود اعتمادی افراد کو منفی اثرات سے بچانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

جدید دور میں پیئر گروپ

ڈیجیٹل ٹیکنالوجی اور سوشل میڈیا نے پیئر گروپ کے دائرے کو وسیع کر دیا ہے۔ آج افراد صرف اسکول یا محلے تک محدود نہیں بلکہ آن لائن کمیونٹیز، سوشل میڈیا اور گیمنگ پلیٹ فارمز کے ذریعے بھی اپنے ساتھیوں سے متاثر ہوتے ہیں۔ اگرچہ یہ پلیٹ فارم سیکھنے اور رابطے کے نئے مواقع فراہم کرتے ہیں، لیکن سائبر بُلنگ، سماجی موازنہ اور غلط معلومات جیسے مسائل بھی پیدا کرتے ہیں۔

3.6 سوشلائزیشن میں میڈیا کا کردار (Media as an Agent of Socialization)

سوشلائزیشن کے مختلف ایجنٹوں میں میڈیا جدید دور کا نہایت مؤثر ذریعہ بن چکا ہے۔ خاندان، اسکول اور پیئر گروپ کے برعکس میڈیا بیک وقت لاکھوں افراد تک معلومات، اقدار، نظریات اور ثقافتی رجحانات پہنچاتا ہے، جس کے ذریعے افراد کے رویے، عقائد اور طرزِ زندگی تشکیل پاتے ہیں۔

معلومات کی فراہمی

میڈیا افراد کو مقامی اور عالمی واقعات، سائنسی ترقی، سماجی مسائل اور مختلف نقطہ ہائے نظر سے آگاہ کرتا ہے۔ خبریں، دستاویزی فلمیں، تعلیمی پروگرام اور ڈیجیٹل پلیٹ فارم معلومات کے اہم ذرائع ہیں، جو شعور، تنقیدی سوچ اور رائے سازی میں مدد دیتے ہیں۔

ثقافتی اقدار اور سماجی اصولوں کی منتقلی

فلمیں، ڈرامے، موسیقی، اشتہارات اور سوشل میڈیا معاشرے کی اقدار، روایات اور طرزِ زندگی کو فروغ دیتے ہیں۔ میڈیا مختلف ثقافتوں سے روشناس کروا کر رواداری کو فروغ دے سکتا ہے، لیکن بعض اوقات صنفی، نسلی یا طبقاتی دقیانوسی تصورات کو بھی مضبوط کرتا ہے۔

شناخت اور شخصیت کی تشکیل

خصوصاً نوجوانوں کی شناخت، خود ادراک اور امنگوں پر میڈیا گہرا اثر ڈالتا ہے۔ سوشل میڈیا اظہارِ رائے، سماجی روابط اور شناخت کی تشکیل کا ذریعہ ہے، تاہم اس کا حد سے زیادہ استعمال خود موازنہ، جسمانی خدشات اور غیر حقیقی توقعات کو بھی جنم دے سکتا ہے۔

رویوں اور طرزِ عمل پر اثر

میڈیا صارفین کے رجحانات، سیاسی آراء اور سماجی رویوں کو متاثر کرتا ہے۔ اشتہارات خریداری کے رجحانات پیدا کرتے ہیں، جبکہ سوشل میڈیا سماجی تحریکوں اور عوامی مباحث میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ دوسری جانب غلط معلومات، سائبر بُلیئنگ اور ڈیجیٹل لت جیسے مسائل بھی میڈیا کے منفی اثرات میں شامل ہیں۔

جدید دور میں میڈیا کا بدلتا کردار

ڈیجیٹل ٹیکنالوجی اور سوشل میڈیا نے میڈیا کے اثرات میں نمایاں اضافہ کیا ہے۔ آج معلومات تک رسائی آسان ہوئی ہے اور عالمی رابطے مضبوط ہوئے ہیں، لیکن ساتھ ہی غلط معلومات، رازداری کے مسائل اور میڈیا ہیرا پھیری جیسے چیلنجز بھی سامنے آئے ہیں۔ اس لیے میڈیا خواندگی اور تنقیدی سوچ پہلے سے زیادہ اہم ہو گئی ہے۔

مثال

- بچے ٹیلی ویژن اور کارٹونز کے ذریعے سماجی کردار اور طرزِ عمل سیکھتے ہیں۔
- سوشل میڈیا نوجوانوں کے سیاسی، سماجی اور ماحولیاتی رویوں پر اثرانداز ہوتا ہے۔
- اشتہارات صارفین کی پسند، فیشن اور خریداری کے رجحانات تشکیل دیتے ہیں۔

3.7 سوشلائزیشن میں مذہب کا کردار(Religion as an Agent of Socialization)

سوشلائزیشن کے مختلف ایجنٹوں میں مذہب ایک اہم مقام رکھتا ہے۔ یہ افراد کے عقائد، اخلاقی اقدار، سماجی رویوں اور ثقافتی شناخت کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ مذہبی تعلیمات، عبادات اور رسومات کے ذریعے افراد صحیح اور غلط، سماجی ذمہ داریوں اور زندگی کے مقصد سے آگاہ ہوتے ہیں۔ مساجد، مندروں، گرجاگھروں اور دیگر عبادت گاہوں جیسے مذہبی ادارے ان تعلیمات کو ایک منظم انداز میں منتقل کرتے ہیں۔

اخلاقی نشوونما

مذہب افراد کو ایمانداری، ہمدردی، انصاف، عاجزی اور دوسروں کے احترام جیسی اخلاقی اقدار سکھاتا ہے۔ یہ تعلیمات فرد کے کردار، رویوں اور فیصلہ سازی پر گہرا اثر ڈالتی ہیں۔

سماجی انضمام اور تعلق کا احساس

مذہب افراد میں اجتماعی شناخت اور وابستگی کا احساس پیدا کرتا ہے۔ عبادات، مذہبی اجتماعات اور تہوار لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب لاتے ہیں، سماجی تعلقات مضبوط کرتے ہیں اور باہمی تعاون کو فروغ دیتے ہیں۔ اسی طرح مذہبی ادارے اکثر خیراتی اور فلاحی سرگرمیوں کے ذریعے سماجی خدمت کا جذبہ بھی پیدا کرتے ہیں۔

شناخت کی تشکیل

مذہبی عقائد اور رسومات فرد کی ذاتی اور اجتماعی شناخت کا اہم حصہ بنتے ہیں۔ بچپن ہی سے مذہبی تعلیمات فرد کے عالمی نقطۂ نظر، طرزِ زندگی اور سماجی رویوں کو متاثر کرتی ہیں۔

سماجی اصولوں پر اثر

مذہب لباس، خوراک، شادی، خاندانی زندگی اور دیگر سماجی معاملات سے متعلق اصول و اقدار کو متاثر کرتا ہے۔ اگرچہ مختلف معاشروں میں اس کا اثر مختلف ہوتا ہے، لیکن یہ سماجی نظم وضبط اور اخلاقی معیار کے قیام میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

جدید معاشرے میں مذہب کا کردار

جدید دور میں تعلیم، میڈیا اور گلوبلائزیشن کی وجہ سے سوشلائزیشن کے نئے ذرائع سامنے آئے ہیں، لیکن مذہب آج بھی بہت سے معاشروں میں اخلاقی رہنمائی، روحانی اطمینان اور سماجی یکجہتی کا اہم ذریعہ ہے۔

مثالیں

- عبادات، مذہبی رسومات اور اجتماعات نظم وضبط، ذمہ داری اور اجتماعی شعور پیدا کرتے ہیں۔
- مذہبی تعلیمات ہمدردی، ایمانداری، خیرات اور خدمتِ خلق کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں۔
- مذہب افراد کو مشترکہ شناخت اور سماجی وابستگی فراہم کرتا ہے۔

3.8 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

سوشلائزیشن کا ہر ایجنٹ زندگی کے مختلف مراحل میں مختلف انداز سے افراد کی شخصیت، رویوں اور شناخت کی تشکیل میں کردار ادا کرتا ہے۔ یہ تمام ایجنٹ مل کر افراد کو معاشرتی اصولوں اور اقدار سے ہم آہنگ کرتے، ان کی سماجی شناخت کو فروغ دیتے اور بامعنی سماجی تعلقات قائم کرنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ، یہ معاشرتی استحکام، تسلسل اور ثقافتی ورثے کی منتقلی کو بھی یقینی بناتے ہیں۔

سوشلائزیشن کے ایجنٹ افراد کو یہ سکھاتے ہیں کہ وہ دنیا کو کس طرح سمجھیں، اس کی تشریح کریں اور اس کے ساتھ مؤثر انداز میں تعامل کریں۔ اگرچہ یہ ایجنٹ معاشرے میں مشترکہ فہم اور سماجی ہم آہنگی پیدا کرتے ہیں، لیکن ان کا اثر مختلف ثقافتی، معاشرتی اور ذاتی حالات کے مطابق بدلتا رہتا ہے۔ یہی تنوع ایک طرف معاشرتی اصولوں کے تسلسل کو برقرار رکھتا ہے اور دوسری طرف سماجی تبدیلی اور نئے تصورات کے فروغ کی بھی گنجائش پیدا کرتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں(Check Your Progress)

1۔ سوشلائزیشن کے بنیادی ایجنٹ کے طور پر خاندان کے کردار کی وضاحت کریں۔

2۔ سوشلائزیشن کے ایجنٹ کے طور پر ساتھی گروہ (Peer Group) کے اثرات کا تجزیہ کریں۔

3۔ سوشلائزیشن کے ایجنٹ کے طور پر مذہب کے کردار اور اس کے اثرات کا تجزیہ کریں۔

3.9 کلیدی الفاظ(Key Words)

- **سوشلائزیشن:** زندگی بھر کا عمل جس کے ذریعے افراد اپنے معاشرے کے لئے موزوں اصولوں، اقدار، طرز عمل اور معاشرتی مہارتوں کو سیکھتے ہیں۔
- **سوشلائزیشن کے ایجنٹ:** وہ افراد، گروہ اور ادارے جو کسی فرد کی سماجی شناخت اور حقیقت کی تفہیم کو تشکیل دینے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ کلیدی ایجنٹوں میں خاندان، اسکول، ساتھی، میڈیا اور مذہب شامل ہیں۔
- **پرائمری سوشلائزیشن:** سوشلائزیشن کا پہلا مرحلہ، جو ابتدائی بچپن میں ہوتا ہے، جہاں افراد بنیادی طور پر خاندان سے بنیادی اصولوں، اقدار اور طرز عمل کو سیکھتے ہیں۔
- **ثانوی سوشلائزیشن:** خاندان سے باہر سماجی اصولوں اور کرداروں کو سیکھنے کا جاری عمل، جیسے اسکولوں، کام کی جگہوں، اور ساتھی گروہوں کے ذریعہ۔
- **ثقافتی منتقلی:** وہ عمل جس کے ذریعے ثقافتی اقدار، طرز عمل اور علم کو سوشلائزیشن کے ذریعے ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل کیا جاتا ہے۔
- **حقیقت کی تعمیر:** وہ عمل جس کے ذریعہ افراد اپنے آس پاس کی دنیا کو سمجھنے اور تشریح کرنے کے لئے آتے ہیں، جو سوشلائزیشن اور

سوشلائزیشن کے ایجنٹوں کے ساتھ تعامل سے تشکیل پاتے ہیں۔

3.10 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1۔ معاشرے میں سوشلائزیشن کی کیا اہمیت ہے؟

A. یہ نسلوں میں ثقافتی اقدار اور رسم و رواج کے تسلسل کو یقینی بناتا ہے۔

B. یہ لوگوں کو معاشرتی اصولوں کو مسترد کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

C. یہ صرف انفرادی ترقی پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔

D. اس کا معاشرتی ڈھانچے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

2۔ مندرجہ ذیل میں سے کون سا سوشلائزیشن کا ایجنٹ نہیں ہے؟

A. خاندان B. میڈیا C. حیاتیات D. ساتھی

3۔ چھوٹے بچوں کے لئے سوشلائزیشن کا بنیادی ایجنٹ کیا ہے؟

A. اسکول B. ساتھی گروپ C. خاندان D. ذرائع ابلاغ

4۔ اسکول کس طرح سوشلائزیشن کے ایجنٹ کے طور پر کام کرتے ہیں؟

A. بچوں کو صرف تعلیمی مضامین پڑھا کر

B. سماجی اقدار، نظم و ضبط، تعاون اور ثقافتی اقدار کو مضبوط بنا کر

C. بچوں کو معاشرے سے الگ تھلگ کر کے

D. سماجی میل جول کی حوصلہ شکنی کر کے

5۔ سوشلائزیشن کا کون سا ایجنٹ سیاسی رائے کی تشکیل کے لئے سب سے زیادہ ذمہ دار ہے؟

A. خاندان B. اسکول C. ذرائع ابلاغ D. کام کی جگہ

6۔ ساتھی گروہوں کو سوشلائزیشن کا ایک اہم ایجنٹ سمجھا جاتا ہے کیونکہ:

A. وہ زندگی کے تمام مراحل میں خاندان سے زیادہ بااثر ہوتے ہیں۔

B. وہ افراد کو آزادی اور سماجی شناخت کے تجربات فراہم کرتے ہیں۔

C. وہ افراد کو نئے سماجی کردار سیکھنے سے حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔

D. وہ سوشلائزیشن میں خاندان کے کردار کی جگہ لیتے ہیں۔

7۔ مذہبی ادارے سماجیت کے ایجنٹ کے طور پر کام کرتے ہیں:

A. لوگوں کو معاشرتی اصولوں کو توڑنے کی ترغیب دینا

B. اخلاقی اقدار، عقائد اور طرز عمل کی تعلیم دینا جو معاشرتی طرز عمل کو تشکیل دیتے ہیں

C. ذاتی ترقی کو محدود کرنا

D. دوسرے سماجی اداروں کے ساتھ تعامل کو روکنا

8۔ مندرجہ ذیل میں سے کون سی پیشگی سوشلائزیشن کی مثال ہے؟

A. ایک طالب علم جو اسکول میں معاشرتی اصولوں کو سیکھ رہا ہے

B. ایک بچہ اپنے والدین کے طرز عمل کی نقل کرتا ہے

C. مستقبل کے کردار کے لئے تیاری کرنے والا شخص، جیسے کل وقتی ملازمت کے لئے انٹرن ٹریننگ

D. دفتر کے قواعد وضوابط پر عمل کرنے والا کارکن

9۔ نوجوانی کے دوران سوشلائزیشن کا کون سا ایجنٹ سب سے زیادہ اثرانداز ہوتا ہے؟

A. خاندان B. اسکول C. پیر گروپ D. میڈیا

10۔ مندرجہ ذیل میں سے کون سا سوشلائزیشن کا کام نہیں ہے؟

A. معاشرتی اصولوں اور اقدار کی تعلیم دینا B. سماجی انضمام کی حوصلہ افزائی کرنا

C. ذاتی اور پیشہ ورانہ ترقی کو محدود کرنا D. افراد کو ان کی شناخت کو فروغ دینے میں مدد کرنا

مختصر جوابات کے حامل سوالات

1۔ اسکول کس طرح سوشلائزیشن کے ایجنٹ کے طور پر کام کرتے ہیں؟ رسمی اور غیر رسمی طریقوں پر تبادلہ خیال کریں جن سے اسکول افراد کے حقیقت کے بارے میں تصورات کو تشکیل دیتے ہیں۔

2۔ میڈیا کس طرح سوشلائزیشن کے طاقتور ایجنٹ کے طور پر کام کرتا ہے؟ جدید معاشرے میں حقیقت کے تصورات کو تشکیل دینے پر اس کے اثرات پر تبادلہ خیال کریں۔

3۔ ساتھی گروہ شناخت کی تشکیل اور حقیقت کی تعمیر میں کس طرح حصہ ڈالتے ہیں؟

طویل جوابات کے حامل سوالات

1۔ بنیادی اور ثانوی سوشلائزیشن کا موازنہ اور تقابل کریں۔ سوشلائزیشن کے مختلف ایجنٹ ہر مرحلے میں کس طرح حصہ ڈالتے ہیں؟

2۔ سوشلائزیشن کے ایجنٹ حقیقت کی تعمیر میں کس طرح حصہ ڈالتے ہیں؟ اپنے جواب کی وضاحت کے لئے مثالیں فراہم کریں۔

3۔ تجزیہ کریں کہ کس طرح میڈیا اور ساتھی گروپ صنفی کرداروں کے تصورات کو تشکیل دیتے ہیں۔ ان اثرات سے پیدا ہونے والے کسی

بھی تضادات یا چیلنجوں پر تبادلہ خیال کریں۔

3.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Materials)

1۔ Haralambos, Michael, and R. M. Heald. Sociology: Themes and Perspectives. Oxford University Press, 2012.

2۔ Mead, G. H. (1934). Mind, Self, and Society. University of Chicago Press: Chicago.

3۔ Giddens, A. (2009). Sociology. Oxford, England: Polity Press

4۔ Berger, P. L., & Luckmann, T. (1966). The Social Construction of Reality. Harlow, England: Penguin Books

اکائی 4۔ خودی اور شناخت کی تشکیل: ادراک پر سوشلائزیشن کا اثر

(Formation of Self and Identity: Impact of Socialization on Perception)

اکائی کے اجزاء

4.0 تمہید

4.1 اغراض و مقاصد

4.2 خودی اور شناخت کے تصورات

4.3 ثقافت، معاشرہ اور سماجیت

4.4 ادراک پر سوشلائزیشن کے اثرات

4.5 خودی اور شناخت کے بارے میں نظریاتی نقطہ نظر

4.6 خودی اور روزمرہ کی زندگی

4.7 شناخت کی تشکیل میں چیلنجز

4.8 اکتسابی نتائج

4.9 کلیدی الفاظ

4.10 نمونہ امتحانی سوالات

4.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد

4.0 تمہید (Introduction)

خودی (Self) اور شناخت (Identity) کی تشکیل ایک مسلسل اور متحرک عمل ہے جو بنیادی طور پر سوشلائزیشن کے ذریعے انجام پاتا ہے۔ سوشلائزیشن وہ عمل ہے جس کے ذریعے افراد معاشرے کے اصول، اقدار، عقائد اور طرزِ عمل سیکھتے ہیں اور انہیں اپنی شخصیت کا حصہ بنا لیتے ہیں۔ اسی عمل کے ذریعے فرد اپنی خودی کی تشکیل کرتا ہے، اپنی شناخت قائم کرتا ہے اور دنیا کو سمجھنے کا ایک مخصوص زاویۂ نظر اختیار کرتا ہے۔

اس اکائی میں سوشلائزیشن اور خودی و شناخت کی تشکیل کے باہمی تعلق کا جائزہ لیا جائے گا۔ اس میں یہ واضح کیا جائے گا کہ خاندان، اسکول، ساتھی گروہ، میڈیا اور دیگر سماجی ادارے کس طرح فرد کی خود شناسی، شناخت اور دنیا کو دیکھنے کے انداز کو متاثر کرتے ہیں۔ اس موضوع

کا مطالعہ طلبہ کو یہ سمجھنے میں مدد دیتا ہے کہ فرد کی شناخت صرف ذاتی خصوصیات کا نتیجہ نہیں بلکہ سماجی تعاملات اور ثقافتی ماحول کی پیداوار بھی ہے۔ ساتھ ہی، یہ اکائی نظریاتی مباحث اور عملی مثالوں کی مدد سے طلبہ میں خود اور شناخت کی تشکیل کے عمل کا تنقیدی فہم پیدا کرتی ہے۔

4.1 اغراض و مقاصد (Aims and Objectives)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- خودی اور شناخت کے مفاہیم کی وضاحت کرتے ہوئے ان کے درمیان فرق بیان کر سکیں گے۔
- سوشلائزیشن کے عمل اور اس کے مختلف ایجنٹوں کی وضاحت کر سکیں گے۔
- خودی کے ادراک اور شناخت کی تشکیل پر سوشلائزیشن کے اثرات کا تجزیہ کر سکیں گے۔
- خودی اور شناخت سے متعلق اہم نظریاتی نقطۂ ہائے نظر کا تنقیدی جائزہ لے سکیں گے۔
- معاصر معاشرے میں شناخت کی تشکیل کو درپیش چیلنجوں کا تجزیہ اور جائزہ لے سکیں گے۔

4.2 خودی اور شناخت کے تصورات (Concepts of Self and Identity)

جب انسان اپنے خیالات، احساسات اور تجربات پر غور کرتا ہے تو اس میں خود آگاہی پیدا ہوتی ہے۔ یہی خود آگاہی اسے اپنے رویّوں کو سمجھنے اور مختلف سماجی حالات کے مطابق خود کو ڈھالنے کے قابل بناتی ہے (مارکس اور کٹایاما، 2010)۔

ولیم جیمس کے مطابق خودی کے دو پہلو ہیں:

- "میں" (I): "خودی کا وہ حصہ جو سوچتا، محسوس کرتا اور عمل کرتا ہے۔
- "مجھے" (Me): "خودی کا وہ حصہ جسے فرد اپنے اور دوسروں کے نقطۂ نظر سے دیکھتا اور جانچتا ہے۔

مثلاً کامیابی انسان میں اہلیت کا احساس پیدا کرتی ہے، جبکہ ناکامی خودی کے بارے میں اس کے تصور کو متاثر کرتی ہے۔ اس طرح خودی کا ادراک حالات کے ساتھ بدلتا رہتا ہے، جبکہ شناخت (Identity) نسبتاً زیادہ مستقل ہوتی ہے۔ شناخت اس بات کی نمائندگی کرتی ہے کہ ہم کون ہیں، کن اقدار پر یقین رکھتے ہیں اور کن گروہوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

پیدائش کے بعد ہی خودی کی تشکیل کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ بچے اپنے جسم، ماحول اور دوسروں کے ساتھ تعامل کے ذریعے آہستہ آہستہ اپنی خود آگاہی پیدا کرتے ہیں۔ خاندان، زبان، ثقافت اور سماجی تعاملات اس عمل میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں (میڈ، 1934)۔

خودی اور شناخت کو سمجھنا

سماجی نقطۂ نظر کے مطابق خودی اور معاشرہ ایک دوسرے پر باہمی اثر ڈالتے ہیں۔ افراد اپنے اعمال کے ذریعے معاشرے کو تشکیل دیتے ہیں، جبکہ معاشرہ زبان، ثقافت، اقدار اور مشترکہ معانی کے ذریعے افراد کی خودی اور شناخت کو تشکیل دیتا ہے (اسٹرائیکر، 1980)۔ اسی لیے خودی اور شناخت کو سمجھنے کے لیے ان کے سماجی ماحول کو سمجھنا ضروری ہے۔

علامتی تعامل پسند (Symbolic Interactionist) نظریہ کے مطابق معاشرہ انسانی تعامل کے ذریعے مسلسل تشکیل پاتا اور بدلتا رہتا ہے (بلومر، 1969)۔ افراد مختلف حالات کو معنی دیتے ہیں، ان کی تشریح کرتے ہیں اور انہی معانی کی بنیاد پر اپنا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ اسی عمل کے ذریعے خودی اور شناخت بھی مسلسل تشکیل پاتی اور ارتقا پذیر رہتی ہیں۔

خودی (Self)

علامتی تعامل پسند نظریہ کے مطابق خودی سماجی تعامل کے ذریعے تشکیل پاتی ہے (میڈ، 1934)۔ زبان اور علامتیں انسان کو یہ صلاحیت دیتی ہیں کہ وہ نہ صرف دوسروں کو سمجھے بلکہ اپنے بارے میں بھی غور کرے۔ انسان دوسروں کے ردِ عمل کو دیکھ کر اپنے بارے میں تصور قائم کرتا ہے، اسی لیے خودی ذاتی بھی ہے اور سماجی بھی۔

خودی کی اہم خصوصیات:

- خودی فرد کے اپنے بارے میں شعور، خیالات اور احساسات کا مجموعہ ہے۔
- یہ دوسروں کے ساتھ سماجی تعامل کے ذریعے تشکیل پاتی ہے۔
- خودی زندگی کے مختلف مراحل میں مسلسل نشوونما پاتی رہتی ہے۔

شناخت (Identity)

شناخت سے مراد وہ سماجی کردار، وابستگیاں اور خصوصیات ہیں جن کے ذریعے ایک فرد معاشرے میں پہچانا جاتا ہے۔ ولیم جیمس کے مطابق ہر فرد مختلف سماجی کردار ادا کرتا ہے، جیسے طالب علم، استاد، والدین، دوست یا شہری، اور ہر کردار اس کی شناخت کا ایک حصہ ہوتا ہے۔

شناخت کو سمجھنے کے دو اہم زاویے ہیں:

1۔ **سماجی ڈھانچہ (Social Structure)** : معاشرہ مختلف کردار اور ان سے وابستہ توقعات متعین کرتا ہے، جن کے مطابق افراد عمل کرتے ہیں۔

2۔ **ایجنسی (Agency)** : افراد اپنے فیصلوں اور اعمال کے ذریعے ان کرداروں کو نئی شکل بھی دے سکتے ہیں۔

شناخت کی اہم خصوصیات:

- شناخت فرد کی سماجی پہچان، کردار اور وابستگیوں کی نمائندگی کرتی ہے۔
- اس میں ذاتی شناخت (انفرادی خصوصیات) اور سماجی شناخت (جیسے مذہب، جنس، پیشہ یا ثقافتی گروہ) دونوں شامل ہیں۔
- شناخت افراد میں تعلق، مقصد اور ذمہ داری کا احساس پیدا کرتی ہے۔

4.3 ثقافت، معاشرہ اور سماجیت (Culture, Society and Socialization)

خودی اور شناخت کی تشکیل میں معاشرتی اور ثقافتی عوامل بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔

معاشرہ (Society) سے مراد افراد، گروہوں اور اداروں کے درمیان تعلقات کا منظم نظام ہے، جبکہ ثقافت سے مراد وہ

مشترکہ اقدار، عقائد، رسم ورواج، زبان اور طرزِ زندگی ہیں جو ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتے ہیں۔

سماجی عوامل، جیسے جنس، طبقہ، ذات، نسل اور معاشی حیثیت، افراد کے مواقع، کردار اور سماجی مقام کو متاثر کرتے ہیں۔ دوسری طرف ثقافت یہ طے کرتی ہے کہ معاشرے میں کیا درست یا غلط، پسندیدہ یا ناپسندیدہ، اور قابلِ قبول یا ناقابلِ قبول سمجھا جاتا ہے۔ چونکہ ثقافتیں مختلف ہوتی ہیں، اس لیے سماجی اقدار اور رویے بھی ایک معاشرے سے دوسرے معاشرے میں مختلف ہو سکتے ہیں۔

افراد یہ تمام اقدار، اصول اور طرزِ عمل سوشلائزیشن کے ذریعے سیکھتے ہیں۔ سوشلائزیشن ایک مسلسل عمل ہے جس کے ذریعے انسان اپنے معاشرے کی اقدار، اصول، زبان، عقائد اور سماجی کرداروں کو سیکھ کر معاشرے کا مؤثر رکن بنتا ہے۔

خودی اور شناخت کی تشکیل میں سوشلائزیشن کا کردار

سوشلائزیشن خودی اور شناخت کی تشکیل کا بنیادی ذریعہ ہے۔ خاندان، اسکول، ساتھی گروہ، میڈیا اور مذہب جیسے اداروں کے ذریعے افراد اپنی شخصیت، اقدار، رویوں اور سماجی شناخت کو تشکیل دیتے ہیں۔ اسی عمل سے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ کون ہیں، کن گروہوں سے تعلق رکھتے ہیں اور معاشرے میں ان کا کردار کیا ہے۔

1۔ پرائمری سوشلائزیشن (Primary Socialization)

پرائمری سوشلائزیشن زندگی کے ابتدائی دور، خصوصاً بچپن میں، خاندان کے ذریعے ہوتی ہے۔ اسی مرحلے میں بچے زبان، بنیادی اقدار، اخلاق، سماجی آداب اور ثقافتی روایات سیکھتے ہیں۔ یہی مرحلہ خودی، خود اعتمادی، اخلاقی شعور اور ابتدائی سماجی شناخت کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

پرائمری سوشلائزیشن کی اہم خصوصیات:

- زبان اور ابلاغ کی بنیادی مہارتوں کا حصول
- اخلاقی اور ثقافتی اقدار کی تشکیل
- صنفی کرداروں اور خاندانی توقعات سے واقفیت
- تعلق اور شناخت کا ابتدائی احساس

2۔ ثانوی سوشلائزیشن (Secondary Socialization)

ثانوی سوشلائزیشن خاندان سے باہر شروع ہوتی ہے اور زندگی بھر جاری رہتی ہے۔ اس مرحلے میں اسکول، ساتھی گروہ، میڈیا، مذہبی ادارے، کام کی جگہ اور دیگر سماجی ادارے فرد کو نئے کردار، ذمہ داریاں اور سماجی مہارتیں سکھاتے ہیں۔

ثانوی سوشلائزیشن کے اہم اثرات:

- مختلف سماجی کرداروں سے مطابقت پیدا کرنا
- سماجی شناخت کو وسعت دینا
- تعاون، نظم وضبط اور ذمہ داری جیسے اوصاف پیدا کرنا

- پیشہ ورانہ اور شہری شناخت کی تشکیل

مختصراً، پرائمری سوشلائزیشن فرد کی بنیادی شخصیت اور ابتدائی شناخت تشکیل دیتی ہے، جبکہ ثانوی سوشلائزیشن اسے وسیع تر معاشرے کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرتی ہے اور مختلف سماجی کردار ادا کرنے کے قابل بناتی ہے۔

4.4 ادراک پر سوشلائزیشن کے اثرات (Impact of Socialization on Perception)

عالمی نقطۂ نظر کی تشکیل

- سوشلائزیشن اس بات پر اثرانداز ہوتی ہے کہ افراد اپنے ارد گرد کی دنیا کو کس طرح سمجھتے، اس کا ادراک کرتے اور اس کی تعبیر کرتے ہیں۔
- ثقافتی اقدار، مذہبی عقائد اور سماجی اصول ایک ایسی عینک کا کام کرتے ہیں جس کے ذریعے افراد اخلاقیات، کامیابی اور سماجی تعلقات کو سمجھتے ہیں۔
- مثال کے طور پر، اجتماعی ثقافتیں باہمی انحصار اور گروہی ہم آہنگی پر زور دیتی ہیں، جبکہ انفرادی ثقافتیں خود مختاری اور خود اظہار کو ترجیح دیتی ہیں۔

خود ادراک کی تشکیل

- خود ادراک سے مراد وہ انداز ہے جس سے افراد اپنی صلاحیتوں، کمزوریوں اور معاشرے میں اپنے کردار کو سمجھتے ہیں۔
- خاندان، ساتھیوں اور دیگر سماجی اداروں کی مثبت حوصلہ افزائی خود اعتمادی کو مضبوط بناتی ہے، جبکہ مسلسل تنقید یا غفلت احساسِ کمتری اور عدمِ تحفظ پیدا کر سکتی ہے۔
- میڈیا بھی خود ادراک کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے اور بعض اوقات غیر حقیقی موازنوں اور سماجی دباؤ کا سبب بنتا ہے۔

سماجی کرداروں کے ادراک کی تشکیل

- سوشلائزیشن افراد کو یہ سکھاتی ہے کہ معاشرے میں ان سے کن کرداروں اور طرزِ عمل کی توقع کی جاتی ہے۔
- مثال کے طور پر، خاندان، میڈیا اور تعلیمی ادارے صنفی کرداروں سے متعلق تصورات کو مضبوط یا تبدیل کرتے ہیں، جس سے افراد اپنے اور دوسروں کے کرداروں کو مخصوص انداز میں دیکھتے ہیں۔

تنقیدی ادراک کی نشوونما

- سوشلائزیشن کے مختلف ایجنٹ صرف سماجی اصولوں کی منتقلی ہی نہیں کرتے بلکہ ان پر تنقیدی غور و فکر کی بھی ترغیب دیتے ہیں۔
- مثال کے طور پر، تعلیم اور میڈیا کے ذریعے مختلف نقطۂ نظر سے آشنائی افراد کو دقیانوسی تصورات، تعصبات اور غیر منصفانہ سماجی رویّوں پر سوال اٹھانے کی صلاحیت فراہم کرتی ہے۔

میری ایک اور اصطلاحی تجویز : آخری ذیلی عنوان "چیلنجنگ تصورات "مناسب اردو نہیں ہے۔اس کے بجائے "تنقیدی ادراک

کی نشوونما "یا "سماجی تصورات پر تنقیدی نظر "زیادہ علمی اور رواں معلوم ہوتا ہے۔ یہ اصل انگریزی Challenging Perceptionsکا مفہوم بھی بہتر انداز میں ادا کرتا ہے۔

4.5 خودی اور شناخت کے بارے میں نظریاتی نقطہ نظر

(Theoretical Perspectives on Self and Identity)

I. چارلس ہورٹن کولی کا نظریہ لوکنگ گلاس سیلف (Looking Glass Self)

امریکی ماہرِ سماجیات چارلس ہورٹن کولی (Charles Horton Cooley) نے 1902ء میں "لوکنگ گلاس سیلف " کا نظریہ پیش کیا۔ اس کے مطابق خودی کوئی فطری یا الگ تھلگ حقیقت نہیں بلکہ سماجی تعامل کے ذریعے تشکیل پاتی ہے۔ انسان اپنے بارے میں وہی تصور قائم کرتا ہے جو اسے محسوس ہوتا ہے کہ دوسرے اس کے بارے میں رکھتے ہیں۔ گویا معاشرہ ایک آئینے کی طرح ہے جس میں انسان اپنی شخصیت کو دیکھتا اور پرکھتا ہے۔

لوکنگ گلاس سیلف کے تین مراحل

1۔ ہم تصور کرتے ہیں کہ دوسرے ہمیں کس طرح دیکھتے ہیں۔

مثلاً ایک طالب علم یہ سمجھتا ہے کہ اس کا استاد اسے ذہین یا محنتی خیال کرتا ہے۔

2۔ ہم یہ اندازہ لگاتے ہیں کہ دوسرے ہماری اس تصویر کا کیا جائزہ لیتے ہیں۔

مثال کے طور پر اگر دوست ہمارے مذاق پر خوش ہوں تو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ ہمیں خوش مزاج اور مقبول سمجھتے ہیں۔

3۔ ان اندازوں کی بنیاد پر ہم اپنے بارے میں احساسات قائم کرتے ہیں۔

تعریف اعتماد اور خود اعتمادی پیدا کرتی ہے، جبکہ تنقید احساسِ کمتری یا شرمندگی کا سبب بن سکتی ہے۔

معاشرے کا کردار

کولی کے مطابق معاشرہ مسلسل ہماری شخصیت پر ردِ عمل دیتا رہتا ہے۔ انہی سماجی تاثرات کی بنیاد پر خودی پروان چڑھتی اور بدلتی رہتی ہے۔

مثالیں

- سوشل میڈیا پر پسندیدگی (Likes) اور تبصرے خود اعتمادی پر اثرانداز ہوتے ہیں۔
- کلاس روم میں اساتذہ کی حوصلہ افزائی یا تنقید طلبہ کے خودی کے تصور کو متاثر کرتی ہے۔
- ملازمت میں مثبت فیڈبیک پیشہ ورانہ اعتماد پیدا کرتا ہے۔

نظریے کی اہمیت

- سماجی تعامل کو خودی کی تشکیل کا بنیادی ذریعہ قرار دیتا ہے۔

- خود اعتمادی پر سماجی ردِ عمل کے اثرات کو واضح کرتا ہے۔
- شناخت کی تشکیل میں دوسروں کی رائے کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔

II. جارج ہربرٹ میڈ کا نظریۂ خودی

امریکی ماہرِ سماجیات جارج ہربرٹ میڈ (George Herbert Mead) کے مطابق خودی پیدائشی نہیں ہوتی بلکہ سماجی تعامل اور سوشلائزیشن کے ذریعے بتدریج تشکیل پاتی ہے۔ انسان دوسروں کے نقطۂ نظر کو سمجھتے ہوئے اپنی شخصیت اور شناخت پیدا کرتا ہے۔

خودی کی تشکیل کے مراحل

1۔ نقلی مرحلہ (Imitation Stage) ابتدائی بچپن میں بچے دوسروں کے اعمال کی نقل کرتے ہیں، اگرچہ ان کے معنی پوری طرح نہیں سمجھتے۔

2۔ کھیل یا کردار ادا کرنے کا مرحلہ (Play Stage) تقریباً 3 سے 6 سال کی عمر میں بچے اہم افراد (Significant Others)، جیسے والدین، اساتذہ یا ڈاکٹر کے کردار ادا کرتے ہیں اور مختلف سماجی کرداروں کو سمجھنا شروع کرتے ہیں۔

3۔ اجتماعی کھیل کا مرحلہ (Game Stage) تقریباً سات سال کی عمر کے بعد بچے ایک ہی وقت میں متعدد کرداروں اور سماجی قواعد کو سمجھنے لگتے ہیں۔ اس مرحلے میں وہ عمومی دوسرے (Generalized Other) کے نقطۂ نظر کو اختیار کرنا سیکھتے ہیں، یعنی یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ مجموعی طور پر معاشرہ ان سے کیا توقع رکھتا ہے۔

"میں" اور "مجھے"

میڈ نے خودی کے دو پہلو بیان کیے:

- "میں" (I): "خودی کا بے ساختہ، تخلیقی اور انفرادی پہلو، جو فوری ردِ عمل اور انفرادیت کی نمائندگی کرتا ہے۔
- "مجھے" (Me): "خودی کا سماجی پہلو، جو معاشرتی اصولوں، اقدار اور توقعات سے تشکیل پاتا ہے۔

خودی دراصل "میں" اور "مجھے" کے مسلسل تعامل کا نتیجہ ہے۔

عمومی دوسرا (Generalized Other)

عمومی دوسرا سے مراد معاشرے کی مجموعی توقعات اور اجتماعی نقطۂ نظر ہے۔ جب فرد ان توقعات کو سمجھ کر اپنے رویے کو ان کے مطابق ڈھالنے لگتا ہے تو اس کی خودی نسبتاً پختہ ہو جاتی ہے۔

نظریے کی اہمیت

- خودی کی تشکیل میں سماجی تعامل کی بنیادی اہمیت واضح کرتا ہے۔
- کردار اخذ کرنے (Role-taking) اور کھیل کی اہمیت پر زور دیتا ہے۔
- فرد کی انفرادیت اور معاشرتی تقاضوں کے درمیان توازن کی وضاحت کرتا ہے۔
- علامتی تعامل پسندی (Symbolic Interactionism) کی نظریاتی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

4.6 خودی اور روزمرہ کی زندگی (Self and Everyday Life)

جارج ہربرٹ میڈ نے واضح کیا تھا کہ خودی سماجی تعامل اور ابلاغ کے ذریعے بتدریج تشکیل پاتی ہے۔ ایروِنگ گوفمین (Erving Goffman) نے اس تصور کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے روزمرہ زندگی میں افراد کے باہمی تعامل کا تجزیہ کیا۔ اپنی مشہور کتاب The Presentation of Self in Everyday Life (1959) میں انہوں نے انسانی سماجی زندگی کو ایک تھیٹر سے تشبیہ دی، جہاں ہر فرد مختلف مواقع پر مختلف کردار ادا کرتا ہے۔ گوفمین کے مطابق لوگ اپنی شناخت کو دوسروں کے سامنے ایک خاص انداز میں پیش کرتے ہیں اور اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ ان کے بارے میں مطلوبہ تاثر قائم ہو۔

گوفمین کے نزدیک افراد اپنے لباس، گفتگو، حرکات و سکنات اور رویّے کے ذریعے دوسروں پر اچھا تاثر قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً عوامی مقرر اپنی تقریر کی تیاری کرتے ہیں، طالب علم کلاس میں خود کو باخبر اور سنجیدہ ظاہر کرتے ہیں، وکیل عدالت میں اعتماد کا مظاہرہ کرتے ہیں اور ملازمین اپنے افسران کی موجودگی میں زیادہ ذمہ داری کا اظہار کرتے ہیں۔ ان مثالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ افراد مختلف سماجی حالات کے مطابق اپنے طرزِ عمل کو ڈھالتے ہیں۔

گوفمین کا خیال تھا کہ خودی کوئی مستقل یا جامد شے نہیں، بلکہ سماجی تعامل کے دوران مسلسل تشکیل پانے والی ایک سماجی پیش کش (Performance) ہے۔ معاشرہ افراد کو کردار فراہم ضرور کرتا ہے، لیکن ان کرداروں کو کس انداز میں ادا کیا جائے، اس میں افراد بھی فعال کردار ادا کرتے ہیں۔

خودی کی پیش کش (The Presentation of Self)

گوفمین نے سماجی تعامل کو سمجھانے کے لیے تھیٹر کی تمثیل استعمال کی، اسی لیے ان کے نظریے کو ڈرامائی نقطۂ نظر (Dramaturgical Perspective) کہا جاتا ہے۔ جیسے تھیٹر میں اسٹیج، اداکار، ناظرین، پسِ پردہ (Backstage) اور منظر نامہ (Props) ہوتے ہیں، اسی طرح روزمرہ زندگی میں بھی افراد مختلف سماجی مواقع پر مختلف کردار ادا کرتے ہیں۔

گوفمین کے مطابق ہر فرد اپنے سامعین (Audience) کے مطابق اپنا اندازِ گفتگو، لباس اور رویہ اختیار کرتا ہے تاکہ مطلوبہ تاثر قائم کر سکے۔ یہ مہارت انسان بچپن ہی سے خاندان، اسکول، دوستوں اور دیگر سماجی اداروں کے ذریعے سیکھتا ہے۔ اس عمل کو خودی کی پیش کش کہا جاتا ہے۔

اگرچہ گوفمین کے نظریے پر بعض تنقیدیں بھی کی گئی ہیں، تاہم اس نے یہ واضح کیا کہ ثقافتی اقدار، سماجی توقعات اور مختلف سماجی ماحول اس بات پر گہرا اثر ڈالتے ہیں کہ افراد اپنی خودی کو دوسروں کے سامنے کس انداز میں پیش کرتے ہیں۔ اسی مسلسل سماجی تعامل کے ذریعے نہ صرف فرد کی شناخت تشکیل پاتی ہے بلکہ معاشرتی حقیقت بھی تشکیل پاتی اور برقرار رہتی ہے۔

معاصر معاشرے میں شناخت کی تشکیل کے چیلنجز

- **متضاد سماجی توقعات** : افراد کو اکثر سوشلائزیشن کے مختلف ایجنٹوں، جیسے خاندان، ساتھی گروہ، اسکول اور میڈیا، کی طرف سے مختلف اور

بعض اوقات متضاد اقدار اور توقعات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ صورتِ حال شناختی الجھن، ذہنی دباؤ اور کردار کے تصادم کا باعث بن سکتی ہے۔

- **میڈیا اور غیر حقیقی معیارات** : روایتی اور سوشل میڈیا اکثر خوبصورتی، کامیابی اور طرزِ زندگی کے ایسے مثالی نمونے پیش کرتے ہیں جو ہر فرد کے لیے قابلِ حصول نہیں ہوتے۔ ان غیر حقیقی معیارات سے مسلسل موازنہ خود اعتمادی میں کمی، احساسِ کمتری اور نفسیاتی دباؤ پیدا کر سکتا ہے۔
- **ثقافتی تبدیلیاں اور گلوبلائزیشن** : گلوبلائزیشن کے نتیجے میں افراد مختلف ثقافتوں، نظریات اور طرزِ زندگی سے مسلسل متاثر ہوتے ہیں۔ اس سے ایک طرف نئے مواقع اور وسیع تر نقطۂ نظر پیدا ہوتے ہیں، جبکہ دوسری طرف روایتی اقدار اور جدید رجحانات کے درمیان توازن قائم کرنا شناخت کی تشکیل میں ایک اہم چیلنج بن جاتا ہے۔

4.7 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

خودی اور شناخت کی تشکیل ایک مسلسل اور متحرک عمل ہے جو سماجیت (Socialization) کے ذریعے وقوع پذیر ہوتا ہے۔ خاندان، اسکول، ساتھی گروہ، میڈیا اور مذہب جیسے مختلف سماجی ایجنٹوں کے ساتھ تعامل کے نتیجے میں افراد اپنی خودی، سماجی کردار، اقدار اور دنیا کے بارے میں اپنے ادراک کو تشکیل دیتے ہیں۔ اگرچہ سماجیت معاشرتی اصولوں اور اقدار کو مضبوط کرتی ہے، لیکن یہ افراد کو تنقیدی سوچ، ذاتی نشوونما اور بدلتے ہوئے سماجی حالات سے ہم آہنگ ہونے کے مواقع بھی فراہم کرتی ہے۔

اس اکائی کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ خودی اور شناخت نہ تو پیدائشی اور جامد ہوتی ہیں اور نہ ہی صرف فرد کی داخلی خصوصیات کا نتیجہ، بلکہ یہ سماجی اور ثقافتی تعاملات کے ذریعے مسلسل تشکیل پاتی اور ارتقاپذیر رہتی ہیں۔ پرائمری سماجیت فرد کی شخصیت، اقدار اور بنیادی سماجی رویّوں کی بنیاد رکھتی ہے، جبکہ ثانوی سماجیت نئی سماجی صورتِ حال، کرداروں اور تجربات کے مطابق شناخت کو مزید وسعت اور پختگی عطا کرتی ہے۔

خودی، شناخت اور سماجیت کے باہمی تعلق کو سمجھنا طلبہ کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ اپنی شناخت کا تنقیدی جائزہ لیں، مختلف سماجی و ثقافتی تناظرات کو بہتر طور پر سمجھیں، اور ایک ذمہ دار، باشعور اور فعال شہری کے طور پر معاشرے میں مؤثر کردار ادا کریں۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں (Test Your Knowledge)

1۔ خودی اور شناخت کے تصورات میں فرق واضح کریں۔
2۔ خودی اور شناخت کی تشکیل میں سماجیت کے کردار کی وضاحت کریں۔
3۔ پرائمری اور ثانوی سماجیت میں کیا فرق ہے؟ مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔
4۔ چارلس ہورٹن کولی کے "لوکنگ گلاس سیلف " کے نظریے کی وضاحت کریں۔
5۔ معاصر معاشرے میں شناخت کی تشکیل کو درپیش اہم چیلنجز کا تجزیہ کریں۔

4.8 کلیدی الفاظ(Key Words)

- **خودی:** ایک فرد کی اپنی شناخت کے بارے میں آگاہی، بشمول ان کے خیالات، احساسات، اور تجربات، سوشلائزیشن کے ذریعہ تشکیل پاتے ہیں۔
- **شناخت:** وہ خصوصیات، عقائد اور خصوصیات جو کسی فرد کی وضاحت کرتی ہیں، سماجی تعامل اور ثقافتی سیاق وسباق سے متاثر ہوتی ہیں۔
- **ادراک:** جس طرح افراد اپنے آس پاس کی دنیا کی تشریح اور ادراک کرتے ہیں، سوشلائزیشن اور ذاتی تجربات سے متاثر ہوتے ہیں۔
- **کردار اخذ کرنا:** اپنے آپ کو کسی دوسرے شخص کی پوزیشن میں تصور کرنے کا عمل، جو افراد کو معاشرتی توقعات کو سمجھنے اور خود کا احساس پیدا کرنے میں مدد کرتا ہے۔
- **جنرلائزڈ اورس:** یہ جارج ہربرٹ میڈ کا وسیع تر کمیونٹی کے نقطہ نظر کو دل نشین کر کے معاشرتی اصولوں اور توقعات کو سمجھنے کا تصور ہے۔
- **ثقافتی شناخت:** کسی خاص ثقافتی گروہ سے تعلق کا احساس، جو سوشلائزیشن اور مشترکہ ثقافتی طریقوں سے تشکیل پاتا ہے۔
- **سماجی شناخت:** کسی فرد کی شناخت کا وہ حصہ جو سماجی گروہوں، جیسے نسل، جنس، یا طبقے میں ان کی رکنیت سے اخذ کیا جاتا ہے۔
- **ایجنسی:** افراد کی آزادانہ طور پر کام کرنے اور انتخاب کرنے کی صلاحیت، یہاں تک کہ سوشلائزیشن کی حدود کے اندر بھی۔
- **ریفلیکسی ویٹی (Reflexivity):** یہ سماجی تعامل اور ثقافتی سیاق وسباق سے متاثر ہو کر اپنے خیالات، اعمال اور شناخت پر غور کرنے کی صلاحیت ہے۔

4.9 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1۔ سوشیالوجی میں "خودی" کیا ہے؟

A. کسی فرد کی حیاتیاتی خصوصیات

B. شناخت کا احساس سماجی تعامل کے ذریعے پیدا ہوتا ہے

C. ایک طے شدہ خصوصیت جو وقت کے ساتھ تبدیل نہیں ہوتی

D. ایک تصور جس کا سوشلائزیشن سے کوئی تعلق نہیں

2۔ مندرجہ ذیل میں سے کس نے "لوکنگ گلاس سیلف" کا تصور تیار کیا؟

A. جارج ہربرٹ میڈ B. ارونگ گوفمین C. چارلس ہورٹن کولی D. سگمنڈ فرائڈ

3۔ "لوکنگ گلاس سیلف" تھیوری کے مطابق، ایک فرد کے خود ادراک کو اس طرح تشکیل دیا جاتا ہے:

A. اکیلے ان کے اپنے آزاد خیالات

B. جس طرح وہ یقین رکھتے ہیں کہ دوسرے ان کو سمجھتے ہیں

C. ان کا جینیاتی رجحان

D. ان کی معاشی حیثیت

4۔ جارج ہربرٹ میڈ کا نظریہ نفس اس کی اہمیت پر زور دیتا ہے:

A. اپنی شناخت کی نشوونما میں سماجی تعامل

B. شناخت کی تشکیل میں جینیاتی وراثت

C. خود کی تشکیل میں معاشی عوامل

D. ذاتی شناخت میں لاشعوری ذہن

5۔ مندرجہ ذیل میں سے کون سا "شناخت" کے تصور کو بہترین طور پر بیان کرتا ہے؟

A. حیاتیات کے ذریعہ متعین کردہ ایک طے شدہ اور غیر تبدیل شدہ جوہر۔

B. سماجی تعاملات اور تجربات کے ذریعہ تشکیل پانے والا خود کا ایک متحرک اور کثیر الجہتی احساس۔

C. ایک خالص نفسیاتی تصور جس کا معاشرے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

D. ایک تصور جو سماجی اثرات سے آزادانہ طور پر موجود ہے۔

6۔ مندرجہ ذیل میں سے کون سا عمل میں "لوکنگ گلاس سیلف" کی مثال ہے؟

A. ایک شخص جو دوسروں سے آزادانہ طور پر فیصلے کرتا ہے

B. ساتھیوں اور اساتذہ سے مثبت رائے حاصل کرنے کے بعد ایک طالب علم اعتماد محسوس کرتا ہے

C. ایک بچہ بغیر کسی بیرونی اثر ورسوخ کے چلنا سیکھتا ہے

D. سماجی اثرات پر غور کیے بغیر تحقیق کرنے والا سائنسدان

7۔ میڈ کے مطابق "کردار ادا کرنا" کیا ہے؟

A. سماجی توقعات کو سمجھنے کے لئے دوسروں کے نقطہ نظر کو اپنانے کا عمل

B. کام کی جگہ پر متعدد پیشہ ورانہ کردار ادا کرنے کا عمل

C. ایک حیاتیاتی خصوصیت جو معاشرتی طرز عمل پر اثرانداز ہوتی ہے

D. معاشرتی اصولوں اور توقعات کو مسترد کرنا

8۔ میڈ کی خود کی نشوونما کے کس مرحلے میں بچے کردار کو سمجھے بغیر دوسروں کی نقل کرتے ہیں؟

A. گیم کا مرحلہ B. کھیل کا مرحلہ C. نقلی مرحلہ D. کردار ادا کرنے کا مرحلہ

9۔ میڈ کے مطابق، کس مرحلے پر، بچے معاشرے میں متعدد کرداروں کو سمجھنا شروع کرتے ہیں؟

A. نقلی مرحلہ B. کھیل کا مرحلہ C. گیم کا مرحلہ D. پری آپریشنل مرحلہ

10۔ میڈ کے نظریے میں "عمومی دوسرے" کا تصور کیا ہے؟

A. وہ مخصوص افراد جو بچے کی نشوونما پر براہ راست اثرانداز ہوتے ہیں۔

B. معاشرتی توقعات اور اصول جو کسی فرد کے طرز عمل پر اثرانداز ہوتے ہیں

C. کسی شخص کے قریبی دوستوں کا گروپ

D. حیاتیاتی عوامل جو شناخت کا تعین کرتے ہیں

مختصر جوابات کے حامل سوالات

1۔ چارلس کولی کی طرف سے "لوکنگ گلاس سیلف" کے تصور کی وضاحت کریں۔ یہ خود اور شناخت کی تشکیل پر سوشلائزیشن کے اثرات کی وضاحت کیسے کرتا ہے؟

2۔ جارج ہربرٹ میڈ کا "عمومی دوسرے" کا تصور خود اور شناخت کی تشکیل میں کس طرح کردار ادا کرتا ہے؟ اپنے جواب کی حمایت کے لئے مثالیں فراہم کریں۔

3۔ سوشلائزیشن کس طرح کسی فرد کے اپنے اور اس کے آس پاس کی دنیا کے بارے میں تصور کو متاثر کرتی ہے؟ اپنے جواب کی وضاحت کے لئے مثالیں فراہم کریں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات

1۔ خود کی نشوونما میں میڈ کے "میں" اور "مجھے" کے تصور کی وضاحت کریں۔

2۔ ثقافتی پس منظر شناخت کی تشکیل پر کس طرح اثرانداز ہوتا ہے؟

3۔ سوشلائزیشن کے مختلف ایجنٹ زندگی کے مختلف مراحل میں خود کے ادراک کو کس طرح متاثر کرتے ہیں؟

4.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Materials)

1۔ Berger, P., & Luckmann, T. (1966). *The Social Construction of Reality.* New York: Anchor Books.

2۔ Cooley, C. H. (1902). *Human Nature and the Social Order.* New York: Scribner's.

3۔ Erikson, E. H. (1968). *Identity: Youth and Crisis.* New York: Norton.

4۔ Goffman, E. (1959). *The Presentation of Self in Everyday Life.* New York: Doubleday.

5. McCall, G. J., & Simmons, J. L. (1978). Identities and interactions. New York: Free Press.
6. Mead, G. H. (1934). *Mind, Self, and Society.* Chicago: University of Chicago Press.
7. Stryker, S. (1980). Symbolic interactionism: A social structural version. Menlo Park: Benjamin Cummings.

اکائی 5۔ سماج، میڈیا اور حقیقت کی تعمیر

(Society, Media and Reality Construction)

اکائی کے اجزاء

5.0 تمہید

5.1 مقاصد

5.2 حقیقت کا تصور اور سماج

5.3 حقیقت سازی میں سماجی کرن کا کردار

5.4 پیٹر برجر اور تھامس لکمن کے خیالات

5.5 'حقیقت کی سماجی تعمیر' کا نظریہ

5.6 حقیقت کی تعمیر میں زبان (لینگویج) اور اشارات (signs) کا کردار

5.7 حقیقت کی سماجی تعمیر میں میڈیا کا کردار

5.8 اکتسابی نتائج

5.9 کلیدی الفاظ

5.10 نمونہ امتحانی سوالات

5.0 تمہید (Introduction)

انفرادی و اجتماعی زندگی میں انسان کے افکار و اعمال کا تعین حقیقت سے متعلق تصور سے ہوتا ہے۔ حقیقت سے متعلق تصورات نہ صرف فرد کی انفرادی زندگی کی صورت گری کرتے ہیں بلکہ سماجی احوال اور سماج میں پائی جانے والی روایات، اقدار، رسومات پر بھی اثرانداز ہوتے ہیں۔ پیٹر برجر اور تھامس لکمن مشہور ماہرین سماجیات ہیں جنہوں نے سماجی دنیا میں حقیقت کا وجود کیسے ہوتا ہے اور حقیقت کے تصور اور فہم میں سماج کے احوال و کوائف کیا کردار ادا کرتے ہیں، جیسے بنیادی سوالات پر تفصیل سے کلام کیا ہے۔ اس اکائی میں برجر اور لکمن کے 'حقیت کی سماجی تعمیر' کے نظریہ کا مطالعہ کیا جائے گا۔ ساتھ ہی حقیقت کے بننے میں ذرائع ابلاغ (میڈیا) کے کردار پر بھی روشنی ڈالی جائے گی۔

5.1 مقاصد(Objectives)

اس اکائی کے مطالعے سے طلباء

- حقیقت سازی میں سماج کے کردار واثرات کو سمجھ پائیں گے۔
- حقیقت کی سماجی تعمیر سے متعلق برجر اور لکمن کے نظریے کو جانیں گے۔
- حقیقت کی تعمیر میں سماجی کرن اور زبان کے کردار کو سمجھ پائیں گے۔
- حقیقت کے تصور اور رائے عامہ پر میڈیا کے اثرات کو جانیں گے۔

5.2 حقیقت کا تصور اور سماج(Society and concept of Reality)

جس چیز کو ہم حقیت کہتے اور سمجھتے ہیں، کیا وہ فی الواقع حقیقت ہے یا یہ ہمارا تصور ہوتا ہے؟ حقیقت کے متعلق ہمارا فہم سماج اور سماجی ماحول سے آزاد ہوتا ہے یا اس سے متاثر ہوتا ہے، حقیقت کی تعریف کیا ہوگی؟ یہ وہ بنیادی سوالات ہیں جن کے جوابات سماجی دنیا کی تشکیل کرتے ہیں۔

چاہے ہماری انفرادی زندگی ہو یا سماجی زندگی، معیشت کے لیے بھاگ دوڑ ہو یا ہمارے سیاسی رجحانات، غرض زندگی میں درپیش مختلف معاملات میں انسان کے رویے کا تعین حقیقت کے فہم وادارک سے ہوتا ہے۔ گویا کہ حقیقت کا تصور، زندگی کی صورت گری میں، ہمارے اعمال میں وسیع پیمانے پر اثرانداز ہوتا ہے۔ اسی بناء پر ماہرین علوم نے ابتداء ہی سے حقیقت کے تصور کو غور وفکر کا موضوع بنایا ہے۔ اسی طرح سماجیات میں بھی حقیقت سے متعلق تصورات اور ان تصورات کے ماخذ وذرائع سے متعلق گفتگو کی جاتی رہی ہے۔

سماج کے افراد مخصوص عقائد اور اصولوں پر یقین رکھتے ہیں اور انہی سے مختلف معاملات کے متعلق انسان کا تصور تشکیل پاتا ہے۔ تصوارت کی تشکیل میں سماجی ماحول، تہذیب وثقافت، اجتماعی مزاج ونفسیات، مخصوص جغرافیائی خصوصیات، تاریخی تجربات اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس طرح ان تصورات کی کوئی ایک سطح نہیں ہوتی بلکہ مختلف زمروں میں مختلف طرح کے تصورات رائج ہونے لگتے ہیں۔ اسی لیے بالخصوص ہمہ تہذیبی معاشرہ میں مخصوص سماجی وثقافتی مظاہر کی تعبیریں مختلف ہوتی ہیں۔ تعبیریں مختلف ہونے سے اظہار بھی مختلف ہوتا ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حقیقت سے متعلق تصور مختلف اسباب وعوامل کی مرہون منت ہوتا ہے، جن کا تذکرہ اوپر کیا جاچکا ہے۔ اس بات کو سمجھنا بھی ضروری ہے کہ سماج حقیقت سے متعلق ایک ہی تصور نہیں پیش کرتا بلکہ مختلف نظاموں(reality system) کو بیان کرتا ہے۔

5.3 حقیقت سازی میں سماجی کرن کا کردار(Socialization and Reality Construction)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سماج حقیقت کی صورت گری کی شروعات کیسے کرتا ہے اور کیسے حقیقت سے متعلق تصور بناتا ہے؟ اس کی شرعات اسی وقت ہو جاتی ہے جب سماج کے نونہالان میں سمجھ اور شعور پیدا ہونے لگتی ہے۔ بچوں کو ابتداء ہی سے اخلاق، رویے، اعمال وغیرہ

سے متعلق باتیں سکھائی اور سمجھائی جاتی ہیں، مخصوص طریقوں کی پیروی کے ذریعے خاص طرح کے سماجی سانچے (pattern) میں ڈھالا جاتا ہے، جس سے ہم آہنگ ہونے پر داد وستائش اور انحراف کرنے پر مذمت وسزا دی جاتی ہے۔ سیکھنے کے اس عمل کو سماجیات کی اصطلاح میں سماجی کرن (socialization) کہتے ہیں اور اس کے ذریعے سماج کے نئے افراد میں حقیقت سے مراد تصور تشکیل پانے لگتا ہے۔

کوئی بھی سماج حقیقت سے متعلق اپنے تصورات سے گہری وابستگی رکھتا ہے اور نئی نسل تک اس کی ترسیل کو اپنا فرض گردانتا ہے۔ اس طرح سماجی حقائق سے متعلق تصورات نسل در نسل منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ مختلف روایات، رسومات اور طریقوں کے ذریعے ان تصورات کے عملی مظاہر کو باقی رکھا جاتا اور مضبوط کیا جاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حقیقت اور سماجی تناظر میں ربط و تعلق پایا جاتا ہے۔ سماجی حقیقت کی تعمیر کا یہ عمل کیسے انجام پاتا ہے اور اس کے خدوخال کیا ہیں، اس کے بارے میں علم کی سماجیات (sociology of knowledge) میں بحث کی جاتی ہے، جس سے فی الاصل سماجی تصورات کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ کئی سماجی سائنسداں اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ گرچہ انسانی تصورات کی تشکیل میں سماجی تناظر ایک کردار ادا کرتا ہے، لیکن یہ فرد کو مکمل طور پر بندش میں نہیں ڈالتا بلکہ فرد کے پاس کسی درجے میں آزادنہ فکر و عمل کی گنجائش موجود ہوتی ہے۔ اس کے برخلاف دیگر کچھ سائنسداں یہ کہتے ہیں کہ انسانی تصورات سماج کے مخصوص علمی و نظریاتی تناظر کے تابع ہوتے ہیں۔

5.4 پیٹر برجر اور تھامس لکمن کے خیالات

(Ideas of Peter Burger and Thomas Luckmann)

پیٹر برجر (Peter Burger) اور تھامس لکمن (Thomas Luckmann) نے سماجی حقیقت کی تعمیر میں انسانی تعامل (Human interaction) کے کردار اور سماجی تناظر کی اہمیت پر تفصیل سے کلام کیا ہے۔ انہوں نے اپنے خیالات شہرہ آفاق تصنیف The Social Construction of Reality: A treatise of Sociology of Knowledge میں پیش کیے۔ یہ کتاب 1966ء میں شائع ہوئی اور انٹرنیشنل سوشولوجکل اسوسی ایشن نے اسے بیسویں صدی کی اہم ترین سماجیاتی کتابوں میں سے ایک تسلیم کیا۔ اس کتاب کے مباحث فینامینولوجکل اپروچ کے لیے بھی اہم بنیادیں فراہم کرتے ہیں۔ حقیقت کی سماجی تعمیر کا یہ تصور مائکرو سطح پر ہونے والے انفرادی اعمال کو میکرو سطح پر پائے جانے والے ادارہ جاتی ڈھانچوں (institutional structure) سے جوڑتے ہوئے بہتر تفہیم (understanding) میں مدد کرتا ہے۔

برجر اور لکمن کے مطابق، افراد ایک دوسرے کے ساتھ باہمی تعامل (interaction) کے نتیجے میں، وقت کے گذرنے کے ساتھ علم اور سماجی حقیقت کے متعلق تصورات بنانے لگتے ہیں۔ حقیقت سے متعلق یہ تصور انہیں اپنے سماجی کردار (social role) کے تعین میں مدد کرتا ہے۔ اس طرح سماج کے مختلف افراد کے ذریعے اپنے سماجی کردار کی انجام دہی کے نتیجے میں ایک خاص سانچہ (پیٹرن) وجود میں آتا ہے جو وقت گذرنے کے ساتھ ادارہ جاتی (institutionalized) حیثیت اختیار کرلیتا ہے۔ اس طرح سماج میں معنی وجود میں آتے ہیں۔ علم اور حقیقت سے متعلق سماج کے تصورات، سماج اور سماجی اداروں (institutions) میں راسخ ہونے لگتے ہیں۔ لہذا یہ بات

کہی جاسکتی ہے کہ حقیقت سماج کی جانب سے تعمیر شدہ ہوتی ہے۔اور مائیکرو سطح پر انجام دیئے جانے والے کردار، میکرو سطح پر سماجی اداروں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

حقیقت کی دو قسمیں

پیٹر برجر اور تھامس لکمن نے حقیقت کی دو قسموں پر بات کی ہے۔ایک ہے، معروضی حقیقت(Objective reality) جو قدرتی دنیا(نیچرل ورلڈ) سے متعلق حقائق پر مشتمل ہوتی ہے۔یعنی سورج، ستارے، سمندر وغیرہ جو ہمیشہ موجود ہوتے ہیں اور نہیں بدلتے۔ دوسری ہے موضوعی حقیقت(Subjective reality) جو سماج کی جانب سے تعمیر ہوتی ہے۔مثال کے طور پر سماج میں صنفوں کے درمیان ذمہ داریوں کی تقسیم، سماجی طور پر بیان کی گئی تعریف اور افراد کے ذریعے ایک پیٹرن کی شکل میں ان پر مستقل عمل درآمد سے ہوتی ہے۔انسانوں کے باہمی تعامل کے درمیان اس تعریف کی مستقل پابندی، اسے مضبوط سے مضبوط تر کرنے لگتی ہے۔

برجر اور لکمن کے مطابق سماجی کرن(سوشلائزیشن) کا عمل نسل در نسل موضوعی سماجی حقیقت(Subjective reality) کے معنی و مفہوم کی ترسیل کا سبب بنتا ہے اور اسے برقرار رکھتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ افراد سماج کے ارکان(ممبرس) کے طور پر پیدا نہیں ہوتے بلکہ انہیں سماج کے ارکان کے طور پر بنایا جاتا ہے۔لوگوں کے درمیان باہمی تعامل اسے ایک حقیقت بناتا ہے۔

موضوعی حقیقت(subjective reality) کی تعریف اس طرح بھی بیان کی جاتی ہے کہ وہ معروضی حقائق کی موضوعی سمجھ کا نام ہے۔ روزمرہ کی زندگی میں ہم مختلف امور و معاملات کے متعلق موضوعی(سبجیکٹیو) سمجھ قائم کرتے ہیں، جن کا تعلق فہم عامہ (common sense) سے ہوتا ہے۔ برجر اور لکمن کہتے ہیں کہ حقیقت کی سماجی تعمیر میں فہم عامہ اہم کردار ادا کرتا ہے۔ فہم عامہ کی تشکیل روزمرہ کے تعامل(انٹریکشن)، اعمال(پریکٹس) سے ہوتی ہے۔اسی تعامل کے ذریعے فہم عامہ رائج ہوتا اور فروغ پاتا ہے۔

5.5 'حقیقت کی سماجی تعمیر' کا نظریہ (Theory of Social Construction of Reality)

اس طرح 'حقیقت کی سماجی تعمیر' کا نظریہ یہ کہتا ہے کہ انسانی اعمال، سماجی اداروں اور موضوعی سمجھ (subjective consciousness) کے درمیان باہمی ربط و تعلق پایا جاتا ہے۔ برجر اور لکمن کے مطابق حقیقت کی تعمیر کا عمل تین ادوار کے ذریعے انجام پاتا ہے۔ خارجیت (externalization)، آبجیکٹی فکیشن (objectification) اور اِنٹرنلائیزیشن (internalization)۔

حقیقت کی سماجی تعمیر کا پہلا دور externalization ہے۔اس نکتہ کو سمجھنے کے لیے اس بات کو سمجھنا ضروری ہے کہ سماج میں پائے جانے والی مختلف چیزوں کو مادی اور غیر مادی زمروں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ مادی اور غیر مادی کی یہ تقسیم مختلف سماجی سائنسدانوں نے استعمال کی ہے۔پیداوار کے ذرائع، ٹولس، ٹیکنالوجی جیسی چیزوں کا شمار مادی اجزاء میں ہوتا ہے، جبکہ سماج میں رائج افکار، اقدار، عقائد کا شمار سماجی دنیا کے غیر مادی پہلو کے طور پر کیا جاتا ہے۔

externalization سے مراد روزمرہ کی زندگی میں فرد کی جانب سے انجام دیے جانے والے وہ اعمال اور سرگرمیاں ہیں جو

سماج کے مادی و غیر مادی پہلوؤں سے متاثر ہوتے ہیں اور انہیں خود بھی متاثر کرتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ سماج میں کلچر کے مادی اور غیر مادی پہلو انسانی سرگرمیوں کے ذریعے وجود میں آتے (produce) اور از سرِ نو بننے لگتے ہیں۔ مختلف قسم کے سماجی ڈھانچے جیسے خاندان، دوستانہ تعلقات، مختلف طرح کے ادارے وغیرہ انسانی سرگرمیوں اور تعامل کی بنیاد پر وجود میں آتے ہیں۔ تعامل کے ذریعے کلچر، اقدار، روایات وغیرہ سے متعلق افکار و خیالات کی ترویج و اشاعت اور تبادلہ ہوتا ہے۔ اس طرح سماجی دنیا میں ایک پیٹرن وجود میں آنے لگتا ہے۔ اس عمل کو externalization کہتے ہیں۔

دونوں مصنفین نے عادت (habit) کے بننے اور فروغ پانے کے حوالے سے بھی گفتگو کی ہے۔ جب افراد انفرادی یا سماجی زندگی میں کسی عمل کو دہراتے ہیں، تو وہ ایک عادت کی شکل اختیار کرنے لگتی ہے۔ عادتوں کا یہ نظام انسانی زندگی کو قابل قیاس (predictable) بناتا ہے۔ عادتوں کا اس طرح بننا، کسی چیز کے ادارہ جاتی حیثیت اختیار کرنے (institutionalization) کی پہلی سیڑھی ہوتی ہے۔ یعنی جب عادتیں مستقل حیثیت اختیار کرنے لگتی ہیں اور انسانی کے باہمی تعامل کے ذریعے بار بار انجام دی جانے لگتی ہیں تو وہ ایک ادارہ کی شکل اختیار کرنے لگتی ہیں۔

سماج میں کوئی ادارہ اچانک سے وجود میں نہیں آتا بلکہ انسانوں کے باہمی تعامل میں ایک خاص پیٹرن کے مستقل دہرائے جانے سے وجود میں آتا ہے۔ لیکن یہاں صرف دہرانے کا عمل کافی نہیں ہے، جب تک کہ سماج کے افراد کی جانب سے اسے قانونی حیثیت (legitimation) نہ مل جائے، یعنی کہ سوسائٹی کے افراد اسے متفقہ طور پر قبول نہ کرلیں۔ ان اداروں کو برقرار رکھنے کے لیے بھی سوسائٹی کوشاں ہوتی ہے۔ اس طرح ایک دائروی عمل کے ذریعے اداروں اور سماجی ڈھانچے کے ذریعے سماجی حقیقت کے بنتے رہنے اور نئے افراد تک پہنچنے کا عمل جاری رہتا ہے۔

حقیقت کی سماجی تعمیر کا دوسرا دور objectification ہے۔ جب انسانوں کے باہمی تعامل اور مستقل سرگرمیوں کے ذریعے کوئی چیز ادارہ جاتی حیثیت اختیار کر جاتی ہے، تو وہ ایک 'خارجی دنیا' کا حصہ سمجھی جانے لگتی ہے، یعنی کہ یہ سمجھا جانے لگتا ہے کہ اس کا ایک آزاد نہ وجود ہے۔ اسے objectification کہتے ہیں۔ رفتہ رفتہ یہ بات محو ہونے لگتی ہے کہ یہ انسانوں ہی کی تخلیق ہوتی ہے۔ اسی لیے سماج کے اقدار، روایات، عقائد جیسے غیر مادی مظاہر یا تعمیرات، ٹکنالوجی وغیرہ جیسے مادی مظاہر خارجی حیثیت کے حامل اور معروضی حقیقت کے طور پر نظر آنے لگتے ہیں۔

برجر اور لکمن نے یہاں reification کے تصور کو پیش کیا ہے۔ آسان لفظوں میں سمجھنے کی کوشش کی جائے تو reification وہ عمل ہے جس کے ذریعے سماجی دنیا کو انسانی مداخلت سے آزاد Objects کی حیثیت میں سمجھا جانے لگتا ہے۔ یعنی انسانوں کے باہمی تعامل اور سرگرمیوں کے ذریعے جو چیزیں بننے لگتی ہیں (جیسے روایات، اقدار وغیرہ) ان کے بارے میں یہ سمجھنا کہ وہ انسانی پیداوار (human product) نہیں ہے، بلکہ وہ مستقل حقائق ہیں۔ دوسرے لفظوں میں reification یعنی کسی مظہر کو ایک معروضی شئے object کے طور پر تصور کرنا۔ اس طرح جب سماجی دنیا وجود میں آنے لگتی ہے تو سماجی دنیا کے کئی مظاہر کو معروضی حقیقت کے طور پر سمجھا جانے لگتا ہے اور افراد کے ذہنوں میں یہ تصور راسخ ہونے لگتا ہے۔

حقیقت کی سماجی تعمیر کے نظریہ کا تیسرا حصہ internalization ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ افراد سماجی کرن کے عمل کے ذریعے ایک خاص کلچر کو سیکھتے ہیں، زندگی کے امور و معاملات سے متعلق فہم حاصل کرتے ہیں اور اسے بروئے کار لاتے (پریکٹس کرتے) ہیں۔ 'صحیح' اور 'غلط' کے متعلق انسان کا تصور بننے لگتا ہے اور subjective شعور میں راسخ ہونے لگتا ہے۔ یہ فرد کے فہم عامہ (کامن سینس) کا بھی حصہ بننے لگتا ہے۔ ان کے وجود یا حیثیت پر سوال کھڑا نہیں کیا جاتا بلکہ انہیں خارجی دنیا کا حصہ مانا جاتا اور taken for granted لیا جاتا ہے۔

5.6 حقیقت کی تعمیر میں زبان (لینگویج) اور اشارات (signs) کا کردار

(Role of Language and signs in reality construction)

برجر اور لکمن کے مطابق حقیقت کی سماجی تعمیر میں زبان اور اشارات بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ سوشلائیزیشن کے عمل میں زبان ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ مخصوص الفاظ اور اصطلاحات کے ذریعے سماج کے نئے افراد کو جو باتیں سکھائی جاتی ہیں، ان کے پیچھے معنی اور تصور کی گہرائی چھپی ہوتی ہے۔ اسی طرح اشارات (signs) ایک اہم ذریعہ ہے جس کے ذریعے سماج میں معنی پیدا ہوتے اور ان کی ترسیل کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر 'ہاتھ ملانا' نِرا کوئی عمل یا اشارہ نہیں، بلکہ دوستی کا پیغام سمجھا جاتا ہے۔ جیت کے نشان (victory sign) کے بارے میں آپ جانتے ہی ہوں گے۔ ایسے مختلف اشارات روزمرہ کی زندگی میں استعمال کیے جاتے ہیں جو محض اشارات نہیں ہوتے بلکہ ان کے ساتھ ایک معنی جڑے ہوتے ہیں۔ اور اشارات کے ان معنوں کو سماج میں عوامی توثیق (legitimation) حاصل ہوتی ہے۔ ہاتھ ملانے ہی کی مثال لیجیے۔ ہاتھ ملانے کا مطلب دوستی ہی سمجھا جائے گا، دشمنی نہیں۔

اسی طرح زبان کے ذریعے سماجی تصورات، روایات، رسومات وغیرہ کو شناخت یا پہچان عطا کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر لفظ 'عبادت' کو لیجیے۔ 'عبادت' زبان کا محض کوئی لفظ نہیں بلکہ خاص معنی و مفہوم کا حامل ہے۔ عبادت لفظ جب بولا جائے تو فوری ذہن میں چند تصورات، خیالات آتے ہیں۔ 'جرم' لفظ کہا جائے تو فوری ذہن میں آتا ہے کوئی ایسا عمل جسے سماج میں غلط سمجھا جاتا ہے اور جو فرد اور سماج کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے۔ اس طرح زبان میں لغت وجود میں آتی ہے اور الفاظ کا ذخیرہ بننے لگتا ہے، جس میں مختلف الفاظ کسی سماجی تصور کا آئینہ دار اور ترجمان ہوتا ہے۔ الفاظ اور زبان، فرد کو اپنے بیرونی دنیا اور سماج میں پائے جانے والے مختلف مظاہر کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ اس طرح زبان سماجی حقیقت کے تصور کو نہ صرف باندھ کر رکھتی ہے بلکہ اس کی ترسیل و تبلیغ کا ذریعہ بھی ہوتی ہے۔ اس لیے حقیقت کے سماجی تصور کو سمجھنے کے لیے زبان کے ڈھانچے، قواعد اور لغت کا مطالعہ بھی کلیدی اہمیت رکھتا ہے۔

5.7 حقیقت کی سماجی تعمیر میں میڈیا کا کردار (Role of Media in Reality Construction)

ذرائع ابلاغ (میڈیا) بھی سماج کا وہ اہم حصہ ہے جو حقیقت کی سماجی تعمیر میں موثر کردار ادا کرتا ہے۔ میڈیا کا کام صرف خبر یا معلومات کی ترسیل و ابلاغ تک محدود نہیں ہے بلکہ وہ عوام کی رائے اور نفسیات پر اثرانداز ہونے کی بے پناہ صلاحیت رکھتا ہے۔

میڈیا سماج میں جاری مسائل و معاملات کے متعلق عوام کو باخبر کرتا ہے، مختلف سماجی امور کے متعلق ان کی معلومات میں اضافہ کرتا ہے۔ میڈیا میں یہ صلاحیت موجود ہوتی ہے کہ وہ بھی سماجی مسئلے سے متعلق عوام میں حساسیت اور بیداری پیدا کر سکتا ہے۔ ٹکنالوجی کی ترقی کے باعث میڈیا کے اثرات بھی وسعت اور ہمہ گیری اختیار کر گئے ہیں۔

لیکن جیسا کہ عرض کیا گیا، میڈیا صرف خبروں کی ترسیل کا کام انجام نہیں دیتا بلکہ خبروں کے ساتھ مخصوص تصورات اور زاویہ نظر (point of view) کی بھی ترسیل کرتا ہے۔ دنیا کی سینکڑوں کی تعداد میں قومیں بستی ہیں اور ہر قوم کا اپنا مخصوص کلچر، تہذیب، اخلاقی اقدار و روایات ہوتی ہیں۔ اس لحاظ سے مختلف معاملات کو دیکھنے کے نقطہ نظر میں بھی فرق پایا جاتا ہے۔ ایسے میں ایک ہی نقطہ نظر کو پیش کرنے سے عوام میں حقیقت کا ایک محدود تصور رائج ہونے لگتا ہے۔ میڈیا کے ذریعے متعصب یا منتخبہ رپورٹنگ کے ذریعے بھی عوام کی نفسیات پر اثرانداز ہوا جا سکتا ہے، جس سے عوام حقیقت کے توڑ مروڑ کر پیش کیے گئے تصور کو قبول کر سکتے ہیں۔

سماج میں میڈیا کی حیثیت پر بھی ماہرین کے درمیان گفتگو رہی ہے اور میڈیا کی معروضیت پر سوالات اٹھائے جاتے رہے ہیں۔ میڈیا عوام میں صحیح اور غلط کے تصورات کو راسخ کرتا ہے، جس سے سماجی معمولات اور روایات متاثر ہوتی ہیں۔ اس طرح میڈیا سماجی تبدیلی کے عمل کو مہمیز کر سکتا ہے۔

5.8 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی میں ہم نے اس بات کو سمجھنے کی کوشش کی کہ حقیقت سے متعلق تصور قائم میں سماج کیا کردار ادا کرتا ہے۔ سماجی کرن کے ذریعے سے سماجی روایات، اقدار وغیرہ کی ترویج کی جاتی ہے اور معاشرہ کے نئے افراد اسے حقیقت کے طور پر قبول کرتے ہیں۔ پیٹر برجر اور تھامس لکمن نے 'حقیقت کی سماجی تعمیر' کے عنوان سے اپنے نظریہ کو پیش کیا جسے قبول عام حاصل ہوا۔ ان کے مطابق سماجی دنیا میں افراد باہمی تعامل اور سرگرمیوں کے ذریعے ایک خاص ڈھانچے (پیٹرن) کو بناتے ہیں جو وقت گذرنے کے ساتھ ادارہ جاتی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔ رفتہ رفتہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ ادارے (جو انسانی تعامل و سرگرمی کے نتیجے میں وجود میں آئے ہوئے ہوتے ہیں) معروضی حیثیت کے حامل ہیں۔ اس طرح پہلے externalization، پھر objectification اور آخر میں internalization کے عمل کے ذریعے سماجی طور پر حقیقت تشکیل پانے لگتی ہے۔

حقیقت کی تصور و تفہیم میں زبان بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ الفاظ اور اصطلاحات میں معنی و تصور کی ایک دنیا چھپی ہوئی ہے، جسے زبان اور اشارات کے ذریعے سماجی دنیا میں رائج کیا جاتا ہے۔ اسی طرح میڈیا بھی حقیقت کے تصور پر اثرانداز ہونے کی بے پناہ صلاحیت رکھتا ہے۔ میڈیا کا کام صرف معلومات اور خبر کی ترسیل تک محدود نہیں بلکہ وہ عوام کی ذہن سازی اور رائے عامہ کی تشکیل میں مثبت اور منفی دونوں طریقوں سے اثرانداز ہو سکتا ہے۔

5.9 کلیدی الفاظ(Keywords)

- **سماجی کرن(socialization):** وہ عمل جس کے ذریعے سماج کے نئے افراد کو سماجی روایات، طور طریقوں، اقدار وغیرہ کی تعلیم دی جاتی ہے اور اس کی پابندی سکھائی جاتی ہے۔
- **انسانی تعامل(Human interaction):** انسانوں کا مختلف اغراض کے تحت ایک دوسرے سے ملنا جلنا، ربط و تعلق استوار کرنا۔
- **معروضی حقیقت(Objective reality):** خالص حقیقت جو کسی خاص نظریہ یا نقطہ نظر کی پابند نہ ہو
- **موضوعی حقیقت(subjective reality):** حقیقت کا وہ فہم جو کسی خاص نظریے یا نقطہ نظر کی پیروی کے نتیجے میں وجود میں آئے

5.10 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1۔ کتاب 'دی سوشل کنسٹرکشن آف رئیلٹی' کے مصنف کون ہیں؟

الف) پیٹر برجر ب) تھامس لکمن ج) دونوں د) دونوں میں سے کوئی نہیں

2۔ حقیقت کی سماجی تعمیر کی ابتداء کس سے ہوتی ہے؟

الف) انسانی تعامل ب) externalization ج) internalisation د) reification

3۔ درج ذیل میں سے کیا سماج کی جانب سے تعمیر کی ہوئی ہوتی ہے؟

الف) معروضی حقیقت ب) موضوعی حقیقت ج) دونوں د) دونوں میں سے کوئی نہیں

4۔ درج ذیل میں سے کیا حقیقت کی سماجی تعمیر پر اثرانداز ہوتا ہے؟

الف) میڈیا ب) ادارہ ج) زبان د) یہ سبھی

5۔ تصور حقیقت کی ترسیل و تبلیغ میں کونسا عمل اہم کردار ادا کرتا ہے؟

الف) معاشی عمل ب) سماجی کرن ج) سیاست د) آبجیکٹی فکیشن

مختصر جوابات کے حامل سوالات

1۔ حقیقت سازی سے متعلق برجر اور لکمن کے نظریہ کا مرکزی نکتہ کیا ہے؟

2۔ سماجی کرن (سوشالائزیشن) کا عمل حقیقت کے تصور پر کیسے اثرانداز ہوتا ہے؟

3۔ حقیقت کی سماجی تعمیر کے عمل میں زبان کے کردار پر روشنی ڈالیے

طویل جوابات کے حامل سوالات

1۔ برجر اور لکمن کے مطابق حقیقت کی سماجی تعمیر کے تین مختلف ادوار کون سے ہیں، تفصیل سے بتائیں؟

2۔ میڈیا کس طرح حقیقت کی سماجی تعمیر پر اثرانداز ہوتا ہے؟

اکائی6۔ سائنس اور حقیقت: پاپر اور کُون کے نظریات

(Science and Reality: Theories of Popper and Kuhn)

اکائی کے اجزاء

6.0 تمہید

6.1 مقاصد

6.2 سائنس: تعریف اور اثرات

6.3 مثبتیت کے اصول اور فلسفہ سائنس

6.4 کارل پاپر کے سائنس سے متعلق نظریات

6.5 تھامس کُون کے سائنس سے متعلق نظریات

6.6 اکتسابی نتائج

6.7 کلیدی الفاظ

6.8 نمونہ امتحانی سوالات

6.0 تمہید(Introduction)

حقیقت(Reality) کیا ہے، حقیقت کو جاننے کے ذرائع کیا ہیں، کس بات کو حقیقت مانا جائے گا اور کس بات کو نہیں، یہ اور ان جیسے سوالات ابتداء ہی سے فلاسفہ اور ماہرین علوم کے درمیان موضوع بحث رہے ہیں۔ سائنس، پھر چاہے وہ قدرتی(نیچرل) سائنس ہو یا سماجی(سوشل) سائنس، اپنے زیر مطالعہ موضوع کی حقیقت کو جاننے کی متلاشی ہوتی ہے۔ انیسویں صدی میں مثبتیت کے فلسفے نے حقیقت کی تلاش اور اس تک رسائی کا ایک خاص طریقہ پیش کیا، جسے استقرائیت(inductivism) کہا جاتا ہے۔ بیسویں صدی میں کچھ ماہرین علوم ایسے گذرے جنہوں نے مثبتیت کے اصولوں پر تنقید کی اور متبادل نظریات پیش کیے۔ ان میں ایک اہم نام کارل پاپر(Karl Popper) کا ہے۔ اسی زمانے میں سائنسی ترقی اور اصولوں کے متعلق تھامس کُون(Thomas Kuhn) کے خیالات کو بھی اہم مانا گیا۔ سائنسی انقلابات کے متعلق ان کے نظریہ اور پیراڈائم کے تصور کو کافی قبولیت ملی۔ اس اکائی میں درج بالا نکات کو تفصیل سے سمجھا جائے گا۔

6.1 قاصد(Objectives)

اس اکائی کے مطالعے سے طلباء:

- مثبتیت کے فلسفہ سائنس اور اس کے اصولوں کو سمجھ پائیں گے۔
- مثبتیت کے اصولوں پر کارل پاپر کی تنقید کا ادارک کر پائیں گے۔
- سائنس کے اصولوں سے متعلق کارل پاپر کی تھیوری کا بنیادی فہم حاصل کریں گے۔
- سائنسی نظریات اور پیراڈائم سے متعلق تھامس کُون کے نظریات کو جانیں گے۔

6.2 سائنس: تعریف اور اثرات(Science: Definition and Implications)

سائنس کی تعریف اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ، تجربات اور مشاہدات سے حاصل ہونے والے علم کو سائنس کہتے ہیں۔ یورپ میں نشاۃ الثانیہ کے بعد سائنس اور سائنسی نقطہ نظر کو مرکزی اہمیت حاصل ہونے لگی۔ سائنس نے زندگی کے مختلف شعبوں کو متاثر کیا وہی علم اور حقیقت کو جاننے اور اس تک پہنچنے کے راستوں کے متعلق انسانی فہم کو نئی راہیں دکھائیں۔ سائنس نے ایک ایسا طرز فکر اور طرز طریق پیش کیا جس میں اشیاء اور حقائق کے معروضی مطالعہ کو اہمیت دی گئی۔ سائنسی ایجادات اور سائنسی طرز تحقیق کے نتائج نہ صرف مادی آسودگی کا سبب بن رہے تھے وہیں علم و حقیقت کے متلاشی انسانی اذہان کو جِلا بخش رہے تھے، لہذا عمومی طور پر سائنس کو بے پناہ مقبولیت حاصل ہو رہی تھی۔

رفتہ رفتہ سائنس بذات خود غور و فکر اور تحقیق کا موضوع بننے لگا۔ سائنس کی نوعیت، اس کے اصول، اس کے لوازمات اور سائنسی اصول کو تسلیم کرنے کے نتائج پر مختلف مفکرین نے اظہار کیا اور سائنس کی حتمیت پر سوال کھڑا کیا جانے لگا۔ گرچہ فلسفے میں ان مباحث کی ایک قدیم تاریخ اور ورثہ رہا ہے، لیکن بیسویں صدی میں ان مباحث میں تیزی اور ترقی ہوئی۔

اسی تناظر میں کارل پاپر اور تھامس کُون کے نظریات اہمیت کے حامل ہیں۔ سائنس سے متعلق کارل پاپر کے نظریات کو سمجھنے سے قبل مثبتیت کے فلسفہ سائنس کو سمجھنا ضروری ہے، کیونکہ پاپر نے مثبتیت کے اصولوں پر تنقید کرتے ہوئے متبادل نظریہ پیش کیا تھا۔

6.3 مثبتیت کے اصول اور فلسفہ سائنس

(Positivism: Principles and Philosophy of Science)

نشاۃ الثانیہ سے قبل علم، بالخصوص فلسفے کے میدان میں مابعد الطبیعات (Metaphysics) کو کلیدی اہمیت حاصل تھی۔ فلسفے میں مابعد الطبیعات کا اثر و رسوخ اتنا تھا کہ اکثر دونوں کو ہم معنی تصور کر لیا جاتا تھا۔ مابعد الطبیعات، بہت بنیادی قسم کے امور اور سوالات جیسے انسان کی حقیقت کیا ہے؟، روح کیا چیز ہے؟، انسانی روح اور جسم کے درمیان کیا رشتہ ہے؟، تقدیر کیا ہے (کیا انسان کے اعمال اور نتائج پہلے سے متعین ہیں یا انسان اختیار اور آزادی رکھتا ہے)؟، کیا خدا موجود ہے؟، وغیرہ سے بحث کرتا ہے۔ مثبتیت (positivism) کا نقطہ نظر

رکھنے والوں نے مابعد الطبیعات پر سخت تنقید کی۔ یہ وہ دور تھا جب طبعی اور حیاتیاتی دنیا کو سمجھنے کے لیے مشاہدہ(observation)، منطق(reason)، معروضیت(objectivity)، قابل تصدیق ہونا(verifiable) جیسے سائنسی اصول بروئے کار لائے جارہے تھے۔ قیاس، گمان، مذہبی عقیدہ، توہمات وغیرہ پر مثبتیت کے حامل افراد نے تنقید کی۔ انہوں نے کہا کہ مابعد الطبعیات کے کئی امور کی چونکہ حقیقی دنیامیں میں جانچ یا تصدیق(verification) نہیں کی جاسکتی، اس لیے وہ کوئی معنی نہیں رکھتے۔ ان کے مطابق کسی بیان کو اسی وقت معنی خیز یا حقیقت کے طور پر تسلیم کیا جائے گا جب وہ جانچ یا تصدیق کے قابل(verifiable) ہو۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے تجربیت(empiricism) پر بھی زور دیا اور تجربہ کو علم و حقیقت تک پہنچنے کا اہم ذریعہ قرار دیا۔

مثبتیت کے مطابق سائنس میں چیزوں کو سمجھنے کی ابتداء کسی معاملے کے مخصوص مشاہدہ(particular observation) سے کی جاتی ہے، اس مشاہدہ سے ایک نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے۔ اسے استقرار(induction) کہتے ہیں، یعنی ایک خاص مشاہدہ کی بنیاد پر ایک عام نتیجہ اخذ کرنا۔ اب یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس نتیجے سے منطقی طور پر کیا معنی اور مطالب حاصل ہوتے ہیں، اسے استنباط(deduction) کہا جاتا ہے، یعنی ایک عمومی نتیجے سے معنی و مطالب اخذ کرنا اور اس کا اطلاق کرنا۔ لہذا تجربہ، اس کا مشاہدہ، مشاہدہ سے حاصل ہونے والے نتائج، نتائج سے حاصل ہونے والے عمومی معنی و مطالب—یہ حقیقت کو جاننے کے سائنسی عمل کی کڑیاں ہیں۔ اس طرح سائنس میں ایک مخصوص مشاہدے کی بنیاد پر ایک عمومی تعریف تک پہنچا جاتا ہے اور نظریہ (تھیوری) کو بیان کیا جاتا ہے۔ لہذا استقرار اور استنباط (Induction and Deduction) حقیقت کو جاننے کے سائنسی طریقے کے دو اہم اجزاء ہیں۔

مثبتیت کے حامل افراد کے نزدیک حقیقت کو جاننے کا یہ طریقہ امتیازی حیثیت رکھتا ہے اور اسی وجہ سے سائنس دیگر تمام علوم کی بہ نسبت ایک اعلیٰ و برتر مقام رکھتا ہے۔ یہی طریقہ دیگر علوم کے لیے بھی مثالی (آئیڈیل) ہے۔ مثبتیت کے مطابق سائنسی طریقے کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں۔

1۔ سائنسی طریقے سے حاصل ہونے والے نتائج کی وقتاً فوقتاً منظم انداز سے جانچ کی جاسکتی ہے۔ یعنی سائنسی طریقے سے کسی حقیقت کو دریافت کرلیا جائے، تو اس کی صداقت کو کسی بھی وقت اس طریقے سے جانچا جاسکتا ہے۔

2۔ سائنسی مشاہدات خالص(pure) ہوتے ہیں، یعنی کہ وہ نظریات (تھیوریز) سے آزاد ہوتے ہیں۔ جبکہ ان مشاہدات اور حقائق کی بنیاد پر نظریات وضع کیے جاسکتے ہیں۔

3۔ سائنس منطقی(rational) ہوتی ہے، کیونکہ سائنس کے ذریعے پیش کیے جانے والے حقائق منطقی دلائل کے حامل ہوتے ہیں۔

اس طرح مثبتیت کے حامل افراد کے مطابق سائنس میں مشاہدہ اور نظریہ (تھیوری) کے مابین راست تعلق اس طرح پایا جاتا ہے کہ نظریہ (تھیوری)، مشاہدہ پر منحصر ہوتا ہے۔ جبکہ مشاہدہ، تھیوری سے آزاد ہوتا ہے۔ مشاہدہ جتنا درست، بہتر، نقائص سے پاک ہوگا، حقیقت کا ادراک، حاصل ہونے والا نتیجہ اور قائم کیا جانے والا نظریہ بھی اتنا ہی غیر مبہم اور صاف ہوگا۔

سائنس چونکہ حقائق کی تلاش کی بات کرتی ہے اس لیے یہ کسی خاص اقدار (ویلیوز) سے وابستہ نہیں ہوتی۔ سائنس میں علم کی دریافت و تلاش کا عمل اقدار سے پاک(value neutral) ہوتا ہے۔ اسی طرح سائنس کسی نظریہ کی پابند نہیں، بلکہ اپنی اصل کے اعتبار

سے معروضی(objective)ہوتی ہے، کیونکہ یہ استنباط(interpretation)اور تھیوری سے آزاد ہوتے ہیں۔
چونکہ سائنس میں حقیقت کی تلاش کا عمل مشاہدہ سے شروع ہوتا ہے، لہذا سائنسی نظریات انہی چیزوں اور معاملات کے متعلق وضاحت کرتے ہیں جو قابل مشاہدہ ہوں۔ سائنس ایسے امور کی وضاحت کا کوئی دعویٰ نہیں کرتی جن کا مشاہدہ نہ کیا جاسکتا ہو۔

6.4 کارل پاپر کے سائنس سے متعلق نظریات(Karl Popper's ideas about science)

مثبتیت کے نظریہ سائنس پر تنقید کرنے والوں میں ایک اہم نام کارل پاپر کا ہے۔ سائنس کے نظریہ اور طریقے پر ان کے کام کو کافی اہم مانا گیا۔ جیسا کہ ہم نے دیکھا کہ مثبتیت میں استقراریت(inductivism) کو مرکزی اہمیت دی گئی تھی، اس کے برخلاف کارل پاپر نے مفروضیت(hypothesisism) کو سائنس کے اہم اصول کے طور پر پیش کیا۔ سائنس کے متعلق ان کی تھیوری کے اہم نکات ذیل میں بیان کیے جارہے ہیں۔

1۔ قابل تردید ہونے کا اصول(Principle of falsifiability)

پاپر کے مطابق استقرار(induction) کا طریقہ، سائنس کا طریقہ نہیں ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ نظریہ سائنس کے حوالے سے اہم تر سوال یہ ہے کہ وہ کیا چیز ہے جو سائنس کو غیر سائنس سے ممتاز کرتی ہے، یا بالفاظ دیگر سائنس اور غیر سائنس میں جوہری فرق کیا ہے؟۔ پاپر کا ماننا تھا کہ جو چیز سائنس کو دیگر علوم سے ممتاز کرتی ہے وہ سائنسی نظریات کے لائق رد ہونے کی منظم اہلیت (systematic falsifiability) ہے۔ گویا لائق رد ہونا falsifiability سائنس کا حقیقی معیار ہے، جو سائنس کو غیر سائنس سے الگ کرتا ہے۔ کسی بات کو اسی وقت سائنسی کہا جاسکتا ہے جبکہ وہ falsifiable ہو۔

انہوں نے سائنس کا وہ ماڈل پیش کیا جو مثبتیت کے سائنس کے ماڈل سے مختلف تھا۔ انہوں نے کہا کہ سائنس کا طریقہ، استقرار کا طریقہ (method of induction) نہیں بلکہ مفروضی-استنباط کا طریقہ (method of hypothetico-Deduction)۔ ان دونوں طریقوں میں فرق یہ ہے کہ طریقہ استقرار کے مطابق ہمارے مشاہدات معروضی ہوتے ہیں اور نظریات سے آزاد ہوتے ہیں، لہذا وہ شک وشبہ سے بالاتر ہیں۔ اور چونکہ نظریات انہی مشاہدات سے حاصل ہونے والے نتائج سے اخذ شدہ ہوتے ہیں ، لہذا وہ بھی درست ہی ہوتے ہیں۔ پاپر اس خیال کو رد کرتے ہیں کہ ہمارے مشاہدات نظریات سے آزاد ہوتے ہیں اور ان کے غلط ہونے کا کوئی امکان نہیں ہوتا۔ ان کا کہنا تھا کہ نظریات (تھیوریز)، مشاہدات یا حقائق سے اخذ نہیں کیے جاتے بلکہ وہ انسانی ذہن کی اُپج ہوتے ہیں۔ سائنسی خیالات، صرف مشاہدات کا نتیجہ نہیں بلکہ خالص دریافت ہوتے ہیں۔ اسی لیے سائنسی تھیوریز کے غلط ہونے کا امکان بھی ہوتا ہے، بمعنی دیگر وہ شک وشبہ سے بالاتر نہیں ہوتے۔ ان کے نزدیک خالص مشاہدہ محض ایک تخیل ہے۔

اسی بات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ سائنسی تجربات، سائنسی تھیوریز کی صداقت کی جانچ نہیں ہوتے، گرچہ کہ جانچ کا نتیجہ مثبت ہی کیوں نہ آئے۔ یعنی فرض کیجیے کوئی سائنسی تجربہ کیا گیا اور کسی تھیوری کے مطابق اس کا نتیجہ مثبت آیا، تو inductivist کہیں گے کہ اس سے کسی تھیوری کا درست ہونا ثابت ہوتا ہے، جبکہ کاپر کہتے ہیں کہ ایسا ہونے سے محض یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے

کہ اس تھیوری کی تردید نہیں ہو سکی یا اس تھیوری کا غلط ہونا ثابت نہیں ہو سکا ہے۔ پاپر کے مطابق سائنسی تجربات میں متعدد دفعہ مثبت نتیجے کا حصول بھی کسی تھیوری کی صداقت کا ثبوت نہیں ہے، بلکہ وہ عبوری ہی ہوتی ہے۔

2۔ مفروضہ اور استنباط: سائنسی عمل کے دو اہم اجزاء

(Hypothesis and Deduction: Important parts of scientific process)

پاپر نے سائنسی علم کی دریافت اور حصولیابی کا جو طریقہ بیان کیا اس میں شروعات کسی مسئلے کی شناخت سے ہوتی ہے، اس کے عبوری حل کے طور پر ایک مفروضہ فرض کیا جاتا ہے، اب تجربہ کرتے ہوئے اس مفروضے کو غلط ثابت کرنے (falsify) کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، متعدد دفعہ مفروضہ کو غلط ثابت کرنے کی کوشش ناکام ہو جائے تو جس حل کو مفروضے کے طور پر پیش کیا گیا تھا اس کی توثیق کی جاتی ہے۔ لہذا مسئلہ، عبوری حل (مفروضہ)، مفروضے کی تردید کا عمل (falsification) اور اس عمل میں متعدد دفعہ ناکام ہونے کے بعد اس مفروضے کی توثیق، پاپر کے نزدیک سائنسی عمل کے اجزاء ہیں۔

سائنسی طریقے کے متعلق پاپر کی تھیوری کو Hypothetico-Deductivism کہا جاتا ہے، کیونکہ ان کی تھیوری میں جن دو عناصر کو مرکزیت حاصل ہے، وہ ہیں: مفروضہ اور استنباط۔ یعنی کسی مفروضے سے حاصل ہونے والے نتائج کا استنباط کرنا اور پھر مفروضے کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کرنا۔ اس طرح کوئی بھی سائنسی تھیوری عبوری ہوتی ہے۔ اس تھیوری کے مطابق کوئی ایک بھی منفی نتیجہ کسی تھیوری کے غلط ہونے کے لیے کافی ہوتا ہے، اسے محض استثنا (exception) نہیں کہا جا سکتا۔ اس کے برخلاف کسی تجربے کے چاہے کتنے ہی مثبت نتائج کیوں نہ برآمد ہوں، اس تھیوری کو حتمی قرار نہیں دیا جا سکتا اور اس کے غلط ہونے کے امکانات ہنوز باقی ہوتے ہیں۔

3۔ سائنسی ترقی سے ہم آہنگ نظریہ (Theory compatible with scientific progress)

پاپر کے مطابق یہ سائنسی ماڈل inductivist ماڈل کے بالمقابل بہتر ہے۔ ان کے نزدیک سائنسی مزاج کی حقیقی روح ذہنی طور پر آزاد (open mind)، تنقیدی نقطہ نظر اور anti-dogmatic ہونا ہے۔ یعنی سائنسی تھیوریز کو ہمیشہ کے لیے درست ماننے کے بجائے، ان کے غلط ہونے کے امکان پر غور، اور انہیں غلط ثابت کرنے کی کوشش خود سائنس کی ترقی کا سبب بنتی ہے۔ کسی مفروضے یا تھیوری کے غلط ہونے کا چھوٹا یا بظاہر محدود امکان سائنس کو مزید کشادہ اور مضبوط بناتا ہے۔

سائنس کی تاریخ سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ پہلے ایک تھیوری موجود تھی، کچھ وقت کے بعد مزید تجربات کی روشنی میں سابق تھیوریز کی کمزوریاں/غلطیاں واضح ہوئیں اور اس سے بہتر تھیوری وضع کی گئی۔ یہاں پہلے سے بہتر ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ کسی وقت ایک خاص تھیوری کی توثیق ہی کیوں نہ ہو چکی ہو، بہر حال وہ حتمی یا مکمل طور پر حقیقی نہیں تھی۔

4۔ سائنس کا مقصد (aim of science)

ان ہی اسباب کی بناء پر کاپر نے سائنس کے مقصد کے طور پر حقیقت (truth) کے بالمقابل Verisimilitude (حقیقت کے مماثل یا حقیقت سے قریب) کا تصور پیش کیا۔ بالفاظ دیگر، سائنس کے ذریعے حتمی یا کامل حقیقت تک رسائی ممکن نہیں ہے، بلکہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجے میں حقیقت سے قریب ہونا (higher degrees of Verisimilitude) سائنسی تھیوریز کا مقصد ہونا چاہیے۔ کسی

تھیوری میں قابل تردید عناصر کے بالقابل قابل تصدیق عناصر کا زیادہ ہونا اسے حقیقت سے قریب تر بناتا ہے۔

پاپر کے متعلق ایک مزید دلچسپ بات یہ کہ چونکہ وہ 'خالص یا معروضی مشاہدہ' کے قائل نہیں تھے، کیونکہ ان کے مطابق مشاہدات خالص نہیں ہوتے بلکہ تھیوری پر منحصر ہوتے ہیں۔ لہذا سائنس اقدار سے پاک (value neutral) نہیں ہوتی۔

6.5 تھامس کُون کے سائنس سے متعلق نظریات (Thomas Kuhn's ideas about Science)

فلسفہ سائنس کے متعلق تھامس کون (Thomas Kuhn) کے نظریات بھی بیسویں صدی کے اواخر میں کافی اہمیت اختیار کر گئے۔ ان کی کتاب 'دی اسٹرکچر آف سائنٹفک ریوالیوشن' (The structure of Scientific Revolution) کو سائنسی فلسفے کے میدان میں ایک اہم تصنیف مانا گیا۔ گرچہ یہ کتاب قدرتی سائنس (نیچرل سائنس) پر زیادہ مرکوز ہے، لیکن سماجی علوم کے حوالے سے متعدد اہم نکات کی نشاندہی اس میں ہوتی ہے۔ سائنس سے متعلق تھامس کُون کے نظریات کے اہم نکات حسب ذیل ہیں:

1۔ سائنس کے ادوار (Stages of Science)

کُون کے مطابق، سائنس کی ہر بڑی شاخ کی زندگی میں دو ادوار (مراحل) ہوتے ہیں۔

پہلا، پری پیراڈائمٹک اسٹیج (Pre-paradigmatic stage)

اور دوسرا، پیراڈائمٹک اسٹیج (paradigmatic stage) ۔

پہلے مرحلے میں سائنس پر عمل آوری کے ایک سے زیادہ طریقے رائج ہوتے ہیں، یعنی علم کی تلاش و دریافت کے لیے مختلف ماہرین، مختلف طریقے اختیار کرتے ہیں۔ لیکن ایک وقت کے بعد، طریقوں کی کثرت ختم ہونے لگتی ہے اور سائنس دوسرے دور paradigmatic stage میں داخل ہوتی ہے۔

کُون کے مطابق پہلے دور سے دوسرے دور میں منتقلی کا سبب پیراڈائم کا حصول ہوتا ہے۔ اس مرحلے میں پہنچنے کے بعد یہ بات کہی جاتی ہے کہ اب سائنس 'پختہ' یا مضبوط ہو چکی اور حقیقی معنوں میں سائنس بن چکی ہے۔ ان کے مطابق فلکیات، طبیعات، علم کیمیاء، حیاتیات پہلے ہی اس مرحلے میں پہنچ چکے ہیں، جبکہ سماجی علوم ہنوز پہلے مرحلے ہی میں موجود ہیں۔ جیسا کہ مشاہدہ کیا جاسکتا ہے کہ سماجی علوم میں بنیادوں پر اتفاق موجود نہیں ہے، اسی لیے مختلف نقاط ہائے نظر رکھنے والے (schools) پائے جاتے ہیں۔

2۔ سائنس کی ترقی اور انقلاب (Progress and Revolution in Science)

سائنس کی تاریخ اور ترقی کے بارے میں عمومی طور پر یہ نقطہ نظر پایا جاتا ہے کہ انسانی تاریخ میں سائنس کی نشو نما اور ترقی پہلے سے موجود علوم میں نئے علم کے اضافے سے ہوتی ہے۔ یعنی کہ ہر سائنسی دریافت یا ایجاد اپنے سے ماقبل کی سائنسی دریافتوں کا تسلسل ہوتی ہے۔ اس طرح سائنسی اصولوں اور دریافتوں کے ذخیرہ میں مستقل اضافہ (accumulation) سائنسی ترقی کی راہ ہموار کرتا ہے۔ سائنسی ترقی کے متعلق اس نقطہ نظر پر کُون نے تنقید کی اور اسے ایک واہمہ (myth) قرار دیا۔ کُون کے مطابق گرچہ یہ اضافہ سائنسی ترقی میں ایک کردار ادا کرتا ہے، لیکن سائنس کے میدان میں حقیقی بڑی تبدیلی سابقہ اصولوں یا دریافتوں میں اضافے کے بجائے انقلابات (revolutions)

سے ہوتی ہے۔ کُون نے سائنسی ترقی کے متعلق اپنے نظریہ (تھیوری) کو بیان کیا۔ ان کے مطابق کسی خاص وقت میں سائنس ایک مخصوص پیراڈائم سے متاثر ہوتی ہے۔

3۔ پیراڈائم (Paradigm)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ 'پیراڈائم' کیا ہے، جس کے بننے کے بعد کوئی سائنس پختہ اور مضبوط ہو جاتی ہے۔

کُون کے مطابق، پیراڈائم:

- یہ بتاتا ہے کہ حقیقت کے وہ کونسے اجزاء ہیں جن کے بارے میں کسی سائنس کو مطالعہ کرنا چاہیے۔
- سائنس کے مخصوص زمرہ کے اصولی سوالات (جن کے جوابات مطلوب ہوں) کی نشاندہی کرتا ہے۔
- ان سوالات کے تمام ممکنہ حل اور جوابات کی نشاندہی کرتا ہے۔
- جوابات کی تلاش بالفاظ دیگر مسائل کے حل کے لیے درکار طریقوں، حکمت عملی اور تکنیکوں کی وضاحت کرتا ہے۔

آسان لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ پیراڈائم یہ متعین کرتا ہے کہ سائنس کے کسی مضمون کے ماتحت کن موضوعات اور مسائل کا احاطہ اور مطالعہ مطلوب ہے، اس کا طریقہ کیا ہونا چاہیے اور اس دوران کن اصولوں کی پابندی کرنی چاہیے۔ اس طرح پیراڈائم کسی سائنس کے لیے disciplinary matrix ہوتا ہے۔ جب کوئی سائنس کسی خاص پیراڈائم کو اختیار کر لیتی ہے، تب اس سائنس کے ماتحت تمام تحقیقات اور دریافتوں کو پیراڈائم کے زیر اثر دیکھنے اور سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن جب یہ پیراڈائم نئی دریافتوں کی مناسب تفہیم میں ناکام رہتا ہے، تو ایک بحرانی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور سائنس کی ہموار ترقی میں رکاوٹ کھڑی ہو جاتی ہے۔ یہ بحرانی کیفیت حد سے زیادہ بڑھ جائے تو پہلے پیراڈائم کے بجائے، ایک دوسرا پیراڈائم وجود میں آتا ہے۔ پیراڈائم کی اسی تبدیلی کو کُون نے سائنسی انقلاب (scientific revolution) کا نام دیا ہے۔

اس طرح کُون کے مطابق جب کوئی سائنس paradigmatic stage میں داخل ہوتی ہے تو پہلے وہ 'نارمل سائنس' ہوتی ہے اور پھر انقلاب (revolution) کے ذریعے اس میں تبدیلی و ترقی واقع ہوتی ہے۔

نارمل سائنس میں موجود پیراڈائم پر سوال نہیں کھڑا کیا جاتا بلکہ کسی مشاہدہ اور تھیوری کے درمیان فاصلے کو کم سے کم کرتے ہوئے دونوں میں مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ساتھ ہی ایسے نئے میدانوں میں تھیوری کا اطلاق کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جہاں اب تک اس کا اطلاق نہ ہوا ہو۔ اس طرح نارمل سائنس میں موجود پیراڈائم کی حد میں رہتے ہوئے ہی مسائل کے حل کی کوشش کی جاتی ہے۔

لیکن موجودہ پیراڈائم کی روشنی میں کوئی مسئلہ حل نہ ہوتا ہو تو بے ضابطگی (anomaly) پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسی چند بے ضابطگیوں کا پیدا ہونا پیراڈائم کو متاثر نہیں کرتا، لیکن یہ جب کیفیت اور کمیت کے اعتبار سے بڑھنے لگے تو پیراڈائم پر سوالات کھڑے ہونے لگتے ہیں۔ اور متبادل پیراڈائم کی تلاش شروع ہو جاتی ہے۔ متبادل پیراڈائم کی تلاش محض منطق یا سائنسی تجربے سے نہیں کی جاسکتی کیوں کہ بہر حال ان کے موجودہ پیراڈائم سے متاثر ہونے کا امکان موجود ہوتا ہے۔ یہاں کُون 'سائنٹفک کمیونٹی' کے تصور کو استعمال کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ متبادل پیراڈائم کی تلاش میں متعلقہ سائنٹفک کمیونٹی کا اتفاق اہم ہے۔

6.6 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

اس اکائی میں ہم نے مثبتیت کے نظریہ سائنس کو سمجھا جس میں سائنس کے معروضی، خالص مشاہدہ و تجربے پر مبنی ہونے اور مخصوص مشاہدہ سے عمومی نتائج اخذ کرنے پر زور دیا گیا۔ کارل پاپر نے مثبتیت کے سائنس کے اصولوں پر تنقید کی اور متبادل نظریات پیش کیے۔ ان کے مطابق کوئی بھی سائنسی تھیوری، خواہ کتنے ہی مضبوب دلائل کی حامل ہو، بہر حال عارضی ہوتی ہے اور حتمی نہیں ہوتی۔ انہوں نے کسی تھیوری کے غلط ہونے کے امکان کو سائنس کا اہم اصول قرار دیا۔ تھامس کُون نے سائنس میں انقلاب سے متعلق نظریہ پیش کیا جس میں پیراڈائم کی تبدیلی سے سائنس میں انقلابی تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ ان کے مطابق کوئی بھی سائنسی نظریہ اپنے وقت کے پیراڈائم سے متاثر ہوتا ہے اور سائنسی نظریات محض اپنے سے ماقبل نظریات کا تسلسل نہیں ہوتے بلکہ ان کا متبادل ہوتے ہیں۔

سائنس کی نوعیت اور درست سائنسی طریقے کے متعلق پاپر اور کُون کے نظریات سائنس کے متعلق فہم کو جلا بخشتے اور غور و فکر کا مختلف زاویہ پیش کرتے ہیں۔

6.7 کلیدی الفاظ(Key Words)

- مثبتیت(Positivism): یہ نظریہ کہ سائنسی طریقہ ہی حقیقت کی تلاش کے لیے مناسب ہے جس میں خالص مشاہدہ اور تجربے کی بنیاد پر نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے۔
- استقرائیت(inductivism): مخصوص مشاہدے سے عمومی نتائج کو اخذ کرنا اور اسی ترتیب کو درست عمل ماننا۔
- مابعد الطبیعات(Metaphysics): ان امور و معاملات کا مطالعہ جس کا انسانی حواس کے ذریعے مشاہدہ ناممکن ہو، مثلاً روح، خدا، مرنے کے بعد کی زندگی وغیرہ۔
- معروضیت(objectivity): کسی بھی عصبیت، نظریے، اقدار وغیرہ سے آزاد ہو کر خالص مطالعہ و مشاہدہ۔
- تجربیت(empiricism): یہ نظریہ کہ اسی بات کو حقیقت کے طور پر تسلیم کیا جائے گا جو تجربہ سے ثابت ہو۔
- استنباط(deduction): کسی نتیجے سے معنی و مطالب حاصل کرنا
- لائق رد ہونا(falsifiability): کسی نظریہ (تھیوری) کے غلط ہونے کا امکان
- مفروضے کی تردید کا عمل(falsification): دلائل کے ذریعے کسی تھیوری کو غلط ثابت کرنے کی کوشش

6.8 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1۔ 'دی اسٹرکچر آف سائنٹفک ریوالیوشن' کتاب کے مصنف کون ہیں؟

الف)اگسٹ کامٹ ب)تھامس کوُن ج)کارل پاپر د)آئزک نیوٹن

2۔ مثبتیت کے نظریہ سائنس میں درج ذیل میں سے کون سا عنصر شامل نہیں ہے؟

الف)معروضیت ب)مشاہدہ ج)تجربہ د)لائق تردید ہونا

3۔ تھامس کوُن کے مطابق وہ کیا چیز ہے، جس کے نتیجے میں سائنسی تھیوریز میں انقلاب آتا ہے؟

الف)تجربات ب)پیراڈائم کی تبدیلی ج)مفروضے کی تردید کا عمل د)ان میں سے کوئی نہیں

4۔ کارل پاپر کی تھیوری میں کن دو عناصر کو اہمیت دی گئی ہے؟

الف)مفروضہ اور استنباط ب)تجربہ اور مشاہدہ ج)استقرائیت اور معروضیت د)مثبتیت اور معروضیت

مختصر جوابات کے حامل سوالات

1۔ مثبتیت کے مطابق سائنسی طریقے کی اہم خصوصیات کیا ہیں؟

2۔ پیراڈائم کسے کہتے ہیں؟

3۔ ۔کارل پاپر کے مطابق سائنس کا مقصد کیا ہونا چاہیئے؟

4۔ قابل تردید ہونے کے اصول(Principle of falsifiability)کو بیان کیجیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات

1۔ کارل پاپر کے نظریہ سائنس اور مثبتیت کے نظریہ سائنس میں پائے جانے والے فرق کو بیان کیجیے۔

2۔ سائنس میں انقلاب سے متعلق تھامس کوُن کے نظریہ کو بیان کیجیے۔

اکائی 7۔ عالمگیریت اور سماجی حقیقت: ثقافت اور معلومات کا بین الاقوامی تبادلہ— امتزاج اور عالمی-مقامی اِتصال

(Globalisation and Social Reality: Transnational Flows of Culture and Information – Hybridization and the Global-Local Nexus)

اکائی کے اجزا

7.0 تمہید

7.1 مقاصد

7.2 عالمگیریت اور سماجی حقیقت

7.3 ثقافت اور معلومات کا بین الاقوامی تبادلہ

7.4 ثقافتی امتزاج

7.5 عالمی-مقامی اِتصال

7.6 اکتسابی نتائج

7.7 کلیدی الفاظ

7.8 نمونہ امتحانی سوالات

7.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد

7.0 تمہید (Introduction)

سابقہ اکائی میں آپ نے حقیقت اور سائنس سے متعلق کوہن اور پوپر کے نظریات سے واقفیت حاصل کی ہے۔ اب اس اکائی میں ہم عالمگیریت اور سماجی حقیقت کے تعلق کو سمجھیں گے۔ نیز اِس تعلق کے نتائج اور اثرات کا جائزہ بھی لیں گے۔

عالمگیریت (Globalisation) ایک پیچیدہ پروسیس ہے جو عالمی سطح پر مختلف معیشتوں، معاشروں اور ثقافتوں کے انضمام اور تعامل کو اجاگر کرتا ہیں۔ یہ ٹیکنالوجی، نقل و حمل، مواصلات اور تجارت میں ترقی کے نتیجے میں دنیا بھر کے ممالک اور خطوں کے بڑھتے ہوئے باہمی ربط اور باہمی انحصار کو بھی واضح کرتا ہے۔ عالمگیریت کی وجہ سے زندگی کا ہر پہلو متاثر ہو رہا ہے۔ دنیا بھر میں معلومات، ثقافت، نظریات، ٹیکنالوجی اور معاشی وسائل کی تیز رفتار منتقلی نے نئی سماجی حقیقت (Social Reality) کو جنم دیا ہے، جس میں مقامی اور عالمی سطح پر

معاشرتی تعلقات اور شناختوں کی تشکیل نئے انداز میں ہو رہی ہے۔ اس تیزی سے بدلتے ہوئے منظر نامے میں، ثقافت اور معلومات کا بین الاقوامی تبادلہ (Transnational Flow of Culture and Information) بنیادی حیثیت رکھتا ہے، کیونکہ یہی وہ عوامل ہیں جو مختلف معاشروں کو ایک دوسرے سے جوڑتے اور ان کی شناخت کو نئے زاویے دیتے ہیں۔

عالمگیریت ایک ایسا پیچیدہ عمل ہے جو معیشت، سیاست، ثقافت، اور سماجی ڈھانچے کو یکجا کرتا ہے۔ اس کی ایک بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ یہ مقامی (Local) اور عالمی (Global) سطح پر تعلقات کو نہایت گہرے انداز میں جوڑتا ہے، جس کے نتیجے میں ایک نئی سماجی حقیقت جنم لیتی ہے۔

ماضی میں مختلف خطے اپنی مخصوص ثقافتی شناخت کے حامل تھے، اور ان کی معاشرتی زندگی زیادہ تر مقامی روایات اور عقائد کے تحت منظم تھی۔ لیکن صنعتی ترقی، جدید ٹیکنالوجی، ڈیجیٹل میڈیا اور بین الاقوامی تجارت کے بڑھتے ہوئے رجحان نے اس صورتحال کو بدل دیا۔ اب دنیا ایک 'عالمی گاؤں (Global Village) ' کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ فاصلوں کی نوعیت تبدیل ہونے سے ممالک ایک دوسرے سے قریب ہو چکے ہیں، ان کا آپس میں دارومدار اور رابطہ تیزی سے بڑھ چکا ہے۔ اُن کے مابین تجارتی لین دین کے ساتھ ثقافتی اور معلوماتی تبادلہ بھی مسلسل جاری ہے۔

یہ عمل نہ صرف افراد کے طرزِ زندگی اور شناخت پر اثرانداز ہو رہا ہے بلکہ یہ قوموں، ریاستوں اور مختلف سماجی گروہوں کے درمیان تعلقات کو بھی نئی شکل دے رہا ہے۔ اس لیے سماجی حقیقت اب محض مقامی عوامل تک محدود نہیں رہی بلکہ اس کی تشکیل میں عالمی عوامل بھی اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

ثقافت اور معلومات کے بین الاقوامی تبادلے کا مطلب یہ ہے کہ مختلف تہذیبوں، زبانوں، خیالات، اقدار اور طرزِ زندگی کے عناصر دنیا کے مختلف حصوں میں منتقل ہو رہے ہیں اور وہاں کے مقامی معاشروں میں ضم ہو رہے ہیں۔ ضم ہونے کے بعد ایک نئی ثقافت کا جنم ہو رہا ہے۔ یہ تبادلہ مختلف ذرائع سے ہوتا ہے، جن میں اہم میڈیا، ڈیجیٹل ٹیکنالوجی، تعلیم و تحقیق، تجارت، سرمایہ کاری، ہجرت، سیاحت شامل ہیں۔

اس اکائی میں ہم ان تمام پہلوؤں کا تفصیل سے جائزہ لیں گے اور دیکھیں گے کہ کیسے عالمگیریت اور ثقافتی تبادلے نے سماجی حقیقت کو تشکیل دیا ہے۔ اس کا مقصد طلبہ کو نہ صرف اس رجحان کے بنیادی نظریات سے روشناس کرانا ہے بلکہ انہیں اس قابل بنانا ہے کہ وہ اپنے ارد گرد کے سماجی ماحول کو بہتر طریقے سے سمجھ سکیں اور عالمگیریت کے مثبت و منفی پہلوؤں پر تنقیدی نظر ڈال سکیں۔

7.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- عالمگیریت اور سماجی حقیقت کے تعلق کو سمجھ پائیں گے۔
- عالمگیریت کے باعث ثقافت اور معلومات کے بین الاقوامی تبادلہ سے واقف ہو سکیں گے۔

- مختلف ثقافتوں کے انضمام اور امتزاج کو سمجھ پائیں گے۔
- نیز مقامی ثقافت پر عالمی اثرات اور مزاحمت سے بھی واقف ہو سکیں گے۔

7.2 عالمگیریت اور سماجی حقیقت (Globalization and Social Reality)

عالمگیریت کی تعریف اور مفہوم

"گلوبلائزیشن" (عالمگیریت) کی اصطلاح انگریزی زبان سے ماخوذ ہے، جس کی بنیاد "گلوبل" (عالمی) ہے، اور اس سے مراد ایک ایسے بین الاقوامی نیٹ ورک کا ابھرنا ہے جو اقتصادی اور سماجی نظام سے وابستہ ہے۔ اس اصطلاح کا پہلی مرتبہ استعمال 1930 میں Towards New Education کے عنوان سے شائع ہونے والی ایک تحریر کیا گیا تھا، جس میں 'گلوبلائزیشن' کو تعلیمی میدان میں انسانی تجربے کے ایک جامع جائزے کے طور پر پیش کیا گیا تھا۔

عالمگیریت (Globalisation) ایک ایسا پیچیدہ اور کثیر الجہتی عمل ہے جو دنیا کے مختلف معاشروں، معیشتوں، ثقافتوں اور سیاسی نظاموں کو آپس میں جوڑتا ہے۔ یہ ایک ایسا رجحان ہے جو دنیا کو ایک دوسرے کے قریب لا رہا ہے، البرو (Albrow) کے الفاظ میں، گلوبلائزیشن میں وہ تمام پروسیس شامل ہیں جن کے ذریعے دنیا کے مختلف خطوں میں رہنے کے باوجود لوگوں کو ایک ہی عالمی معاشرے میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ عالمگیریت کے نتیجے میں ممالک کے مابین نہ صرف اشیاء اور خدمات (Goods and Services) بلکہ خیالات، نظریات، اقدار، رسوم و رواج اور طرزِ زندگی کا بھی تبادلہ ہو رہا ہے۔ سماجیات میں عالمگیریت کو ایک ایسے عمل کے طور پر دیکھا جاتا ہے جس کے ذریعے دنیا ایک دوسرے سے مربوط ہوتی جا رہی ہے، اور قومی سرحدوں کی روایتی اہمیت کم ہوتی جا رہی ہے۔ اس کا اثر سیاست، معیشت، ثقافت، ماحول اور سماجی ڈھانچوں پر واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔

سماجی حقیقت کیا ہے؟

سماجی حقیقت (Social Reality) کا تصور یہ ظاہر کرتا ہے کہ ایک معاشرہ کس طرح اپنے گرد و پیش کی دنیا کو دیکھنے اور سمجھنے کے مختلف طریقے تشکیل دیتا ہے۔ یہ حقیقت جامد یا مستقل نہیں ہوتی، بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتی ہے کیونکہ ہر نسل اپنے مخصوص سماجی، ثقافتی اور تاریخی پس منظر کے مطابق حقیقت کو مختلف انداز میں دیکھتی اور سمجھتی ہے۔

ہر معاشرے میں کچھ بنیادی تصورات، اقدار اور روایات ہوتی ہیں جو اس کے افراد کی سوچ اور طرزِ زندگی پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ یہ تصورات نئی نسل کو منتقل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ سماجی تسلسل برقرار رہے۔ تاہم، یہ منتقلی مکمل طور پر کامیاب نہیں ہوتی، کیونکہ ہر نئی نسل اپنی مخصوص زندگی کے تجربات، ٹیکنالوجی اور بدلتے ہوئے عالمی حالات کے زیرِ اثر اپنی الگ شناخت قائم کرتی ہے۔ اس طرح، سماجی حقیقت ایک مسلسل تغیر پذیر عمل ہے جو پرانی اور نئی اقدار کے امتزاج سے وجود میں آتی ہے۔

سماجی حقیقت اس مجموعی صورتِ حال کو کہا جاتا ہے جو کسی معاشرے کے افراد کی روزمرہ کی زندگی، ان کے خیالات، عقائد، طرزِ زندگی، ثقافتی رجحانات، اور سماجی اداروں سے تشکیل پاتی ہے۔ یہ ایک ایسا تصور ہے جو ہمیں بتاتا ہے کہ لوگ اپنے سماج کو کیسے دیکھتے ہیں اور ان

کے باہمی تعلقات کیسے استوار ہوتے ہیں۔

سوشیالوجی میں، سماجی حقیقت کو دو بنیادی اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے :

1۔ معروضی حقیقت (Objective Reality) –وہ حقیقت جو مادی دنیا میں موجود ہے، جیسے ادارے، معیشت، قانون اور سیاسی نظام۔

2۔ موضوعی حقیقت (Subjective Reality) –وہ حقیقت جو افراد کے خیالات، تصورات، نظریات اور عقائد پر مبنی ہوتی ہے، جیسے کہ مذہبی اعتقادات، ثقافتی تصورات اور سماجی روایات۔

عالمگیریت اور سماجی حقیقت کا باہمی تعلق

عالمگیریت نے سماجی حقیقت کو یکسر بدل کر رکھ دیا ہے۔ آج ہم جس دنیا میں رہ رہے ہیں، وہ بیسویں صدی کے آغاز کی دنیا سے بہت مختلف ہے۔ جدید دور میں ذرائع ابلاغ، بین الاقوامی معیشت، اور ثقافتی اثرات نے ہمارے روزمرہ کے تجربات اور سوچنے کے انداز کو مکمل طور پر نئی شکل دی ہے۔

- **عالمی ثقافتی امتزاج اور مقامی ثقافتوں پر اثر**

عالمگیریت کے باعث دنیا کے مختلف خطے ایک دوسرے سے قریب آ رہے ہیں اور ثقافتی اقدار کا تبادلہ ہو رہا ہے۔ یہ تبادلہ بعض اوقات نئے ثقافتی امتزاج (Hybridization) کو جنم دیتا ہے اور بعض اوقات مقامی ثقافتوں پر دباؤ ڈال کر انہیں کمزور کرتا ہے۔

مثال:

- ہندوستانی فلم انڈسٹری (بالی ووڈ) اور مغربی ثقافت : پہلے بالی ووڈ فلموں میں زیادہ تر مقامی کہانیاں اور ثقافتی موضوعات دیکھنے کو ملتے تھے، لیکن اب ان میں مغربی فلم سازی کے طریقے، موسیقی اور فیشن شامل ہو رہے ہیں۔
- عربی ثقافت میں مغربی اثرات: خلیجی ممالک میں مغربی برانڈز، لباس اور موسیقی مقبول ہو چکی ہیں، جبکہ دوسری طرف، مغربی ممالک میں عربی کھانے جیسے شاورما، حمص اور عربی کافی کو مقبولیت مل رہی ہیں۔

- **زبانوں پر عالمگیریت کا اثر**

عالمگیریت نے زبانوں پر بھی گہرا اثر ڈالا ہے۔ انگریزی ایک بین الاقوامی زبان کے طور پر ابھر کر سامنے آئی ہے، اور دنیا کے بیشتر ممالک میں تعلیم، کاروبار، اور ابلاغ کے لیے استعمال ہو رہی ہے۔ جبکہ مقامی زبانیں عوامی اسپیس میں کم سے کم ہوتی جا رہی ہیں۔

مثال:

- چین، جاپان اور یورپ جیسے غیر انگریزی زبان بولنے والے ممالک میں انگریزی کا بڑھتا ہوا استعمال۔
- پاکستان اور ہندوستان جیسے ممالک میں نوجوان نسل کا ہنگلش (ہندی/اردو+انگریزی) کا کثرت سے استعمال۔

- **معیشت اور روزگار میں تبدیلی**

عالمگیریت نے معیشت کو بھی عالمی سطح پر مربوط کر دیا ہے۔ اب کسی ایک ملک میں ہونے والے معاشی فیصلے دوسرے ممالک پر بھی

اثرانداز ہوتے ہیں۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں کا کردار اس حوالے سے بہت اہم ہو چکا ہے۔

مثال :

- برصغیر میں BPO (Business Process Outsourcing) انڈسٹری: مغربی ممالک اپنی خدمات (جیسے کال سینٹرز) ان ممالک میں منتقل کر رہے ہیں کیونکہ یہاں بڑی تعداد میں کم تنخواہ پر کام کرنے والے مزدور بآسانی دستیاب ہوتے ہیں۔
- امریکی و یورپی فیشن برانڈز کا ایشیائی ممالک میں پھیلاؤ: عالمی برانڈز کا مقامی ٹیکسٹائل صنعتوں پر اثر واقع ہو رہا ہے۔

- **سوشل میڈیا اور عالمگیریت**

سوشل میڈیا عالمگیریت کے فروغ کا سب سے بڑا ذریعہ بن چکا ہے، جو دنیا بھر کے لوگوں کو جوڑ رہا ہے۔ یہ نہ صرف ثقافتی اور سماجی روابط میں مدد دے رہا ہے بلکہ سماجی تحریکوں کو بھی عالمی سطح پر اجاگر کر رہا ہے۔

مثال :

- #MeToo تحریک: یہ تحریک ہالی ووڈ سے شروع ہو کر دنیا بھر میں خواتین کے حقوق کے لیے ایک مضبوط آواز بن گئی۔
- Black Lives Matter تحریک: یہ تحریک امریکہ میں پولیس کے ظلم کے خلاف اٹھی اور دنیا بھر میں نسلی بنیاد پر ظلم اور امتیازی سلوک پر مباحثہ کی صورت اختیار کر گئی۔

- **مذہب اور سماجی حقیقت پر اثر**

عالمگیریت نے مذہبی تصورات پر بھی اثر ڈالا ہے۔ ایک طرف تو لوگوں کو اپنے عقائد کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کا موقع ملا ہے، جبکہ دوسری طرف، کچھ حلقوں میں اپنی مذہبی شناخت کو بچانے کے لیے شدت پسندی میں بھی اضافہ ہوا ہے۔

مثال:

- مذہبی سیاحت کا فروغ: جیسے حج، عمرہ اور بدھ مت کے پیروکاروں کے لیے نیپال اور بھارت میں مذہبی زیارات۔
- مذہب کا تجارتی پہلو: جیسے اسلامی فیشن انڈسٹری، حلال فوڈ انڈسٹری اور کرسچین میڈیا۔

عالمگیریت کے مثبت اور منفی اثرات

عالمگیریت نے دنیا کو بدل کر رکھ دیا ہے، اور اس کے مثبت و منفی پہلو دونوں ہیں۔

مثبت اثرات :

- ✓ دنیا بھر کے ممالک کے درمیان تعلقات میں بہتری
- ✓ جدید ٹیکنالوجی اور تعلیمی مواقع کی فراہمی
- ✓ معاشی ترقی اور ملازمتوں کے نئے مواقع
- ✓ مختلف ثقافتوں کے درمیان ہم آہنگی

منفی اثرات:

- مقامی ثقافتوں کا زوال
- مقامی ثقافتوں پر مغربی تہذیب کے اثر ورسوخ میں اضافہ
- عالمی معیشت پر چند طاقتور ممالک کی اجارہ داری
- غریب اور امیر ممالک کے درمیان تفریق میں اضافہ

عالمگیریت اور سماجی حقیقت کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ آج کی دنیا میں ثقافت، معیشت، سیاست، اور سماجی ڈھانچے تیزی سے تبدیل ہو رہے ہیں، اور یہ سب کچھ عالمگیریت کے نتیجے میں ہو رہا ہے۔ جہاں ایک طرف عالمگیریت نے ترقی کے بے شمار مواقع فراہم کیے ہیں، وہیں دوسری طرف اس نے کئی سماجی چیلنجز کو بھی جنم دیا ہے۔ طلبہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس رجحان کو ایک وسیع تناظر میں دیکھیں اور یہ سمجھیں کہ ان کے معاشرے اور روزمرہ زندگی پر اس کے کیا اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ عالمگیریت کی وجہ سے دنیا ایک دوسرے سے قریب آئی ہے، لیکن اس قربت کو مثبت سمت میں استعمال کرنا ہمارے اختیار میں ہے۔

7.3 ثقافت اور معلومات کا بین الاقوامی تبادلہ

(Transnational Flows of Culture and Information)

عالمگیریت نے دنیا کو ایک دوسرے کے قریب کر دیا ہے، اور اس قربت کا ایک اہم پہلو ثقافت اور معلومات کا بین الاقوامی تبادلہ ہے۔ آج دنیا میں معلومات، نظریات، رسوم و رواج، اور ثقافتی اقدار ایک ملک سے دوسرے ملک میں تیزی سے منتقل ہو رہی ہیں۔ یہ تبادلہ صرف رسمی تعلیمی یا تجارتی شعبے تک محدود نہیں ہے، بلکہ میڈیا، سوشل نیٹ ورکس، موسیقی، ادب، طرزِ زندگی اور روزمرہ کے معمولات میں بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔ یہ عمل جہاں مختلف معاشروں کو ایک دوسرے سے جوڑ رہا ہے، وہیں مقامی ثقافتوں اور روایات پر گہرے اثرات بھی مرتب کر رہا ہے۔ ذیل میں ہم ثقافت اور معلومات کے بین الاقوامی تبادلے کی نوعیت، اس کے ذرائع اور اثرات پر تفصیل سے روشنی ڈالیں گے۔

ثقافت اور معلومات کے بین الاقوامی تبادلے کی نوعیت

ثقافت اور معلومات کا بین الاقوامی تبادلہ کئی شکلوں میں ہوتا ہے، جن میں درج ذیل اہم پہلو شامل ہیں:

-زبان اور ابلاغ

- دنیا کی بڑی زبانیں (جیسے انگریزی، چینی، عربی، فرانسیسی) مختلف خطوں میں وسیع پیمانے پر رائج ہو رہی ہیں۔
- انگریزی عالمی سطح پر سائنسی، تعلیمی اور کاروباری ابلاغ کی زبان بنتی جا رہی ہے۔
- سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کے ذریعے مقامی زبانیں بھی دنیا بھر میں مقبول ہو رہی ہیں، جیسے کہ کورین، ترکی، ہندی اور ہسپانوی زبان کے گانوں اور ڈراموں کو عالمی سطح پر پذیرائی ملی ہے۔

-موسیقی اور فنون لطیفہ

- ہالی ووڈ، بالی ووڈ اور کورین انٹرٹینمنٹ انڈسٹری عالمی ثقافتی رجحانات پر اثرانداز ہو رہی ہیں۔
- مغربی موسیقی اور آلات دنیا بھر میں مقبول ہو رہے ہیں، جبکہ کلاسیکی اور روایتی موسیقی بھی نئے انداز میں سامنے آ رہی ہے۔
- فلمی صنعت میں عالمی تعاون دیکھنے کو مل رہا ہے، جیسے کہ امریکی اور ہندوستانی فلموں کا اشتراک۔

-خوراک اور فیشن

- فاسٹ فوڈ برانڈز (McDonald's ،KFC ،Pizza Hut وغیرہ) دنیا بھر میں دستیاب ہیں، جس سے کھانے کی عادات میں تبدیلی آئی ہے۔
- جاپانی سوشی، ترک کباب اور ہندوستانی مسالے دیگر ممالک میں مقبول ہو رہے ہیں۔
- مغربی فیشن برانڈز ایشیائی اور مشرقی ممالک میں تیزی سے پھیل رہے ہیں، جبکہ روایتی ملبوسات جیسے عربی عبایا، جنوبی ایشیائی شلوار قمیص، اور افریقی لباس عالمی سطح پر مقبول ہو رہے ہیں۔

-تعلیمی و سائنسی معلومات کا تبادلہ

- دنیا بھر کی یونیورسٹیاں اب آن لائن پلیٹ فارمز کے ذریعے عالمی سطح پر تعلیم دے رہی ہیں، معروف پلیٹ فارمز میں Coursera، edX، Udemy وغیرہ شامل ہیں۔
- مختلف ممالک کی تعلیمی اصلاحات ایک دوسرے سے متاثر ہو رہی ہیں، جیسے فن لینڈ، سویڈن، جاپان وغیرہ ممالک کے تعلیمی ماڈلس دوسرے ممالک میں مقبول ہو رہے ہیں۔
- جدید سائنسی تحقیقات، جیسے بایو ٹیکنالوجی، مصنوعی ذہانت اور طب، دنیا بھر میں بیک وقت ترقی کر رہی ہیں۔

-سماجی اور سیاسی نظریات کا تبادلہ

- انسانی حقوق، جمہوریت اور صنفی مساوات جیسے تصورات بین الاقوامی سطح پر پھیل رہے ہیں۔
- سیاسی تحریکیں ایک ملک سے دوسرے ملک میں اثرانداز ہو رہی ہیں، جیسے کہ "عرب بہار (Arab Spring)" جو مشرق وسطیٰ میں ڈکٹیٹر شپ کے خلاف جمہوری اصلاحات کا باعث بنی۔
- اقوامِ متحدہ اور دیگر بین الاقوامی تنظیموں کے ذریعے عالمی مسائل پر اجتماعی سوچ پروان چڑھ رہی ہے۔

ثقافت اور معلومات کے بین الاقوامی تبادلے کے ذرائع

ثقافت اور معلومات کا یہ تبادلہ مختلف ذرائع سے ممکن ہوتا ہے، جن میں درج ذیل عوامل اہم کردار ادا کرتے ہیں:

-ڈیجیٹل میڈیا اور انٹرنیٹ

- انٹرنیٹ نے معلومات کے تبادلے کو تیز تر اور آسان بنا دیا ہے۔
- یوٹیوب، نیٹ فلکس اور سوشل میڈیا پلیٹ فارمز ثقافتی مواد کو عالمی سطح پر پھیلانے میں مددگار ہیں۔

- آن لائن کورسز اور ویب سائٹس کے ذریعے تعلیمی مواد بآسانی دستیاب ہے۔

-بین الاقوامی تجارت اور سرمایہ کاری

- ملٹی نیشنل کمپنیاں مختلف ممالک میں سرمایہ کاری کر کے وہاں کی ثقافتوں کو متاثر کر رہی ہیں۔
- چینی، امریکی، یورپی اور ہندوستانی مصنوعات دنیا بھر میں مقبول ہو رہی ہیں۔

-سیاحت اور ہجرت

- لاکھوں لوگ ہر سال سیاحت، تعلیم، یا ملازمت کی غرض سے دوسرے ممالک میں جاتے ہیں، جس سے ثقافتی اور معلوماتی تبادلہ ہوتا ہے۔
- تارکین وطن نئے ملک میں اپنی روایات اور ثقافتی اقدار کو ساتھ لے کر جاتے ہیں، اور مقامی ثقافت میں ضم بھی ہوتے ہیں۔

-بین الاقوامی کھیلوں اور تقریبات

- اولمپکس، فیفا ورلڈ کپ اور دیگر عالمی مقابلے مختلف ثقافتوں کو ایک دوسرے کے قریب لاتے ہیں۔
- بین الاقوامی فلم فیسٹیولز، میوزک کنسرٹس اور کتابی میلوں سے ثقافتوں میں ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔

ثقافت اور معلومات کے بین الاقوامی تبادلے کے اثرات

ثقافتی اور معلوماتی تبادلے کے اثرات حسب ذیل مثبت اور منفی ہو سکتے ہیں:

مثبت اثرات

- ✓ مختلف ثقافتوں کے درمیان ہم آہنگی اور رواداری میں اضافہ۔
- ✓ جدید سائنسی تحقیقات اور تعلیمی ترقی کا فروغ۔
- ✓ نئے معاشی اور کاروباری مواقعوں کی دستیابی۔
- ✓ انسانی حقوق، جمہوریت اور مساوات جیسے نظریات کا فروغ۔

منفی اثرات

- × مقامی ثقافتوں پر مغربی ثقافت کا غلبہ (Cultural Imperialism) ۔
- × تیزی سے بدلتی ہوئی ثقافتی شناخت اور مقامی روایات کا کمزور ہونا۔
- × علاقائی زبانوں کا خاتمہ، کیونکہ کچھ زبانیں عالمی اثرات کی وجہ سے معدوم ہو رہی ہیں۔
- × نوجوانوں میں مغربی طرزِ زندگی کی غیر متوازن تقلید، جو بعض اوقات معاشرتی مسائل پیدا کر سکتی ہے۔

7.4 ثقافتی امتزاج (Hybridization of Culture)

ثقافتی امتزاج (Hybridization of Culture) کی اصطلاح عالمگیریت کے ثقافتی اثرات کے ضمن میں کافی استعمال

کی جاتی ہیں۔ آسان لفظوں میں یہ ایک ایسا پروسیس ہے جس کے ذریعے مختلف ثقافتیں باہم ملتی ہیں، ایک دوسرے کا اثر قبول کرتی ہیں، جس کے نتیجہ میں نئی ثقافتی شکلیں ابھرتی ہیں۔ یہ عمل عالمگیریت کے نتیجے میں تیز ہوا ہے، جہاں مختلف معاشرے ایک دوسرے کے قریب آرہے ہیں اور ثقافتی سرحدیں دھندلی ہوتی جارہی ہیں۔

یہاں امتزاج سے مراد مختلف ثقافتوں کا باہم ملنا ہے جو مختلف طریقوں سے ظاہر ہو سکتا ہے۔ زبان، موسیقی، لباس، خوراک اور طرزِ زندگی میں نئی تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں جو کسی ایک مخصوص ثقافت کی نمائندہ نہیں ہوتیں بلکہ کئی ثقافتوں کے امتزاج سے وجود میں آتی ہیں۔ مثال کے طور پر، فاسٹ فوڈ کی صنعت کو لیجئے—برگر، پیزا اور نوڈلز جیسے مغربی کھانے مختلف ممالک میں اپنی مقامی خصوصیات کے ساتھ اپنائے جاچکے ہیں، جیسے ہندوستان میں 'پنیر برگر' یا جاپان میں 'سُشی برگر'۔

ثقافتی امتزاج صرف کھانے پینے تک محدود نہیں ہے بلکہ فلموں، موسیقی، لباس اور زبان میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ بالی ووڈ میں مغربی طرز کے میوزک اور ڈانس کا امتزاج، یا مغربی ممالک میں یوگا اور ہندی الفاظ کا بڑھتا ہوا استعمال، اس کا ایک نمایاں مظہر ہے۔ اسی طرح، ہالی ووڈ کی فلموں میں ایشیائی مارشل آرٹس کے اثرات، یا کورین ڈراموں اور پاپ میوزک کا دنیا بھر میں مقبول ہونا، ثقافتی امتزاج کی عمدہ مثالیں ہیں۔

یہ عمل معاشرتی سطح پر بھی اثرانداز ہوتا ہے۔ مختلف معاشروں میں رہنے والے افراد ایک دوسرے کے رسم و رواج اور طرزِ زندگی کو اپنا رہے ہیں۔ اس سے ایک نئی قسم کی شناخت ابھر رہی ہے جو نہ مکمل طور پر مقامی ہے اور نہ مکمل طور پر غیر ملکی، بلکہ دونوں کے امتزاج کا نتیجہ ہے۔

ثقافتی امتزاج کے فوائد بھی ہیں اور چیلنجز بھی۔ ایک طرف، یہ ثقافتی تنوع (cultural diversity) کو فروغ دیتا ہے، روایتی معاشروں کو جدت سے روشناس کراتا ہے اور ایک وسیع تر عالمی مکالمے کی راہ ہموار کرتا ہے۔ تو دوسری طرف، بعض لوگ اِسے ثقافتی شناخت کے لیے خطرہ سمجھتے ہیں، کیونکہ اِس کے نتیجے میں بعض قدیم اور علاقائی روایات معدوم ہو رہی ہیں۔

مجموعی طور پر، ثقافتی امتزاج ایک مسلسل جاری رہنے والا عمل ہے جو دنیا کو زیادہ باہم مربوط اور متنوع بنا رہا ہے۔ یہ نہ صرف عالمگیریت کا ایک اہم پہلو ہے بلکہ یہ اس بات کی علامت بھی ہے کہ ثقافتیں جامد نہیں ہوتیں، بلکہ ہمیشہ ارتقاپذیر رہتی ہیں۔

7.5 عالمی-مقامی اتصال (Global-Local Nexus)

عالمگیریت کے نتیجے میں دنیا میں فاصلے سکڑ چکے ہیں، ذرائع ابلاغ، انٹرنیٹ، سیاحت اور تجارت نے مختلف ثقافتوں کو قریب لا کھڑا کیا ہے۔ اب کوئی بھی واقعہ یا رجحان جو ایک ملک میں پیدا ہوتا ہے، تیزی سے دوسرے ممالک تک پھیل جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، فیشن کی دنیا میں پیرس اور نیویارک کے جدید رجحانات دہلی، کراچی، یا بیجنگ کی گلیوں میں بھی مقبول ہو جاتے ہیں، لیکن مقامی لوگ انہیں اپنی ثقافتی ضروریات اور ذوق کے مطابق ڈھال کر اپنا لیتے ہیں۔

عالمی-مقامی اتصال (Global-Local Nexus) ایک ایسا تصور ہے جو اس بات کو واضح کرتا ہے کہ کس طرح

عالمگیریت اور مقامی ثقافتیں ایک دوسرے سے جُڑی ہوئی ہیں اور ایک دوسرے کو متاثر کرتی ہیں۔ یہ اتصال دنیا کو ایک مربوط اور باہم منسلک حقیقت میں تبدیل کر دیتا ہے، جہاں عالمی رجحانات مقامی سطح پر اثر انداز ہوتے ہیں اور مقامی ثقافتیں بھی عالمی سطح پر اپنا رنگ جماتی ہیں۔

یہ اتصال صرف فیشن یا خوراک تک محدود نہیں ہے بلکہ زبان، سیاست، معیشت اور طرزِ زندگی میں بھی نظر آتا ہے۔ فاسٹ فوڈ چینز جیسے میکڈونلڈز یا KFC پوری دنیا میں پھیل چکی ہیں، مگر ہر ملک میں ان کے مینو میں مقامی ذائقے اور ثقافتی ترجیحات کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، بھارت میں میکڈونلڈز بیف برگر کے بجائے 'میک آلو ٹکی' متعارف کراتا ہے، جبکہ جاپان میں 'ٹیریاکی برگر' مقبول ہے۔

عالمی-مقامی اتصال ہمیں یہ سمجھنے میں مدد دیتا ہے کہ عالمگیریت صرف ایک طرفہ عمل نہیں ہے، جہاں عالمی ثقافتیں دیگر معاشروں پر اثر انداز ہوتی ہیں، بلکہ مقامی ثقافتیں بھی عالمی سطح پر اپنی جگہ بنا رہی ہیں۔ مثال کے طور پر، ہندوستان کا یوگا، جاپان کا animation، جنوبی کوریا کا کے-پاپ، اور ترکی کے تاریخی ڈرامے عالمی سطح پر مقبول ہو رہے ہیں اور مختلف معاشروں پر اپنا اثر چھوڑ رہے ہیں۔

اس اتصال کے کچھ چیلنجز بھی ہیں، کیونکہ بعض لوگ اسے مقامی ثقافتوں کے لیے خطرہ سمجھتے ہیں۔ انہیں خدشہ ہوتا ہے کہ مقامی روایات اور شناختیں عالمی اثرات کے زیرِ سایہ معدوم ہو سکتی ہیں۔ تاہم، حقیقت یہ ہے کہ یہ اتصال دو طرفہ عمل ہے، جس میں ثقافتیں نہ صرف ایک دوسرے سے متاثر ہوتی ہیں بلکہ اپنی انفرادیت کو برقرار رکھتے ہوئے نئے اور متنوع انداز میں آگے بڑھتی ہیں۔

مجموعی طور پر، عالمی-مقامی اتصال اس بات کا ثبوت ہے کہ دنیا میں کوئی بھی ثقافت مکمل طور پر الگ تھلگ نہیں رہ سکتی۔ ہر معاشرہ عالمی اثرات سے متاثر ہوتا ہے، مگر ان اثرات کو اپنی ضروریات اور روایات کے مطابق ڈھال کر ایک نئی شناخت پیدا کرتا ہے۔ یہ اتصال دنیا کو ایک مربوط، متنوع اور ہم آہنگ معاشرت میں تبدیل کر رہا ہے، جہاں مقامی اور عالمی عناصر ایک دوسرے کے ساتھ جُڑ کر نئے ثقافتی امکانات پیدا کر رہے ہیں۔

7.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

یہ اکائی عالمگیریت اور سماجی حقیقت کے درمیان تعلق کو واضح کرتی ہے اور یہ بتاتی ہے کہ کس طرح ثقافت اور معلومات کا بین الاقوامی تبادلہ دنیا کے مختلف معاشروں کو باہم جوڑ رہا ہے۔ عالمگیریت نے ذرائع ابلاغ، انٹرنیٹ، تجارت، اور سیاحت کے ذریعے دنیا کو ایک "گلوبل ولیج" میں بدل دیا ہے، جہاں مختلف ثقافتیں ایک دوسرے سے متاثر ہو رہی ہیں۔

ثقافتی امتزاج (Hybridization of Culture) ایک ایسا عمل ہے جس میں مختلف ثقافتیں آپس میں مل کر نئی شکل اختیار کرتی ہیں۔ یہ امتزاج صرف مغربی ثقافت کے غلبے تک محدود نہیں ہے بلکہ مختلف معاشرے اپنی منفرد شناخت برقرار رکھتے ہوئے عالمی ثقافتی اثرات کو اپنے انداز میں ڈھالتے ہیں۔ مثال کے طور پر، فاسٹ فوڈ چینز مقامی ذائقوں کے مطابق اپنے مینو میں تبدیلیاں کرتی ہیں، جبکہ موسیقی، فلم، اور فیشن میں بھی مقامی و عالمی اثرات کا امتزاج دیکھا جا سکتا ہے۔

عالمی-مقامی اتصال (Global-Local Nexus) اس بات کو واضح کرتا ہے کہ عالمی رجحانات کس طرح مقامی ثقافتوں پر

اثرانداز ہوتے ہیں اور کس طرح مقامی ثقافتیں عالمی سطح پر اپنی جگہ بنا رہی ہیں۔ مثال کے طور پر، جنوبی کوریا کا کے-پاپ، ہندوستان کا یوگا، اور ترکی کے تاریخی ڈرامے دنیا بھر میں مقبول ہو رہے ہیں، جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عالمگیریت صرف مغربی اثرات کا نام نہیں بلکہ یہ ایک دو طرفہ عمل ہے جس میں مقامی ثقافتیں بھی عالمی سطح پر اپنا اثر ڈال رہی ہیں۔

مجموعی طور پر، یہ اکائی اس حقیقت روشناس کرتی ہے کہ عالمگیریت ایک پیچیدہ اور متحرک عمل ہے، جو نہ صرف سماجی اور ثقافتی روابط کو مضبوط کر رہا ہے بلکہ مقامی شناختوں کو ایک نئی شکل میں ڈھال کر دنیا کو مزید متنوع اور باہم مربوط بنا رہا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجئے:

1۔ عالمگیریت اور سماجی حقیقت کے تعلق کو سمجھائیے۔

2۔ ثقافت اور معلومات کے بین الاقوامی ے تبادلہ کو واضح کیجئے۔

3۔ ثقافتی امتزاج کے تصور کر سمجھائیے۔

4۔ عالمی-مقامی اتصال پر نوٹ لکھئے۔

7.7 کلیدی الفاظ (Key Words)

عالمگیریت (Globalization): ایک ایسا سماجی، معاشی اور ثقافتی عمل ہے جو دنیا کے مختلف خطوں کو آپس میں جوڑتا ہے اور بین الاقوامی سطح پر روابط کو فروغ دیتا ہے۔ یہ عمل ٹیکنالوجی، معیشت، سیاست، اور ثقافت کے تبادلے کے ذریعے دنیا کو ایک "گلوبل ولیج" میں تبدیل کر رہا ہے، جہاں مختلف تہذیبیں اور خیالات آپس میں ملتے ہیں۔ اس کے اثرات ہمیں تجارت، ذرائع ابلاغ، طرزِ زندگی اور بین الاقوامی تعلقات میں واضح طور پر نظر آتے ہیں۔

ثقافتی امتزاج (Hybridization of Culture): یہ ایک ایسا پروسیس ہے جس میں مختلف ثقافتیں ایک دوسرے کے اثرات قبول کر کے نئی شکل اختیار کرتی ہیں۔ اس میں مقامی اور عالمی ثقافتی عناصر کا ملاپ ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں نئی ثقافتی روایات، فیشن، موسیقی، خوراک اور طرزِ زندگی جنم لیتے ہیں۔ مثال کے طور پر، مغربی فاسٹ فوڈ برانڈز جب ایشیائی ممالک میں آتے ہیں تو مقامی ذائقوں کے مطابق اپنے مینو میں تبدیلیاں کرتے ہیں۔

عالمی-مقامی اتصال (Global-Local Nexus): عالمی-مقامی اتصال اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ کس طرح عالمی رجحانات اور مقامی ثقافتیں ایک دوسرے پر اثرانداز ہوتی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک طرف عالمی سطح پر کچھ تصورات اور طرزِ زندگی مقبول ہو رہے ہیں، تو دوسری طرف مقامی ثقافتیں بھی اپنی منفرد پہچان برقرار رکھتے ہوئے عالمی سطح پر اثر ڈال رہی ہیں۔ مثال کے طور پر، ہندوستان کا یوگا، جنوبی کوریا کا کے-پاپ، اور ترکی کے تاریخی ڈرامے دنیا بھر میں مقبول ہو رہے ہیں۔

7.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Question)

1۔ گلوبلائزیشن کی اصطلاح کس زبان سے ماخوذ ہے؟

(a)یونانی (b)لاطینی (c)انگریزی (d)برطانوی

2۔ سب سے پہلے گلوبلائزیشن کی اصطلاح کا استعمال کس سن میں ہوا؟

1900(a) 1930(b) 1950(c) 1830(d)

3۔ ۔۔۔۔کے مطابق، گلوبلائزیشن میں وہ تمام پروسیس شامل ہیں جن کے ذریعے دنیا کے مختلف خطوں میں رہنے کے باجود لوگوں کو ایک ہی عالمی معاشرے میں شمار کیا جاسکتا ہے۔

(a)گڈنس (b)اسمتھ (c)رٹزر (d)البرو

4۔ کس تصور سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ لوگ اپنے سماج کو کیسے دیکھتے ہیں اور ان کے باہمی تعلقات کیسے استوار ہوتے ہیں؟

(a)سماجی حقیقت (b)سماجی تعامل (c)سماجی نقطۂ نظر (d)سماج کاری

5۔ ۔۔۔۔زبانیں عوامی اسپیس میں کم سے کم ہوتی جارہی ہیں۔

(a)عالمی (b)ایشیائی (c)مقامی (d)دیہی

6۔ پاکستان اور ہندوستان جیسے ممالک میں نوجوان نسل میں سوشل میڈیا پر کس زبان کو کثرت سے فروغ مل رہا ہے؟

(a)ہندی (b)ہنگلش (c)اردو (d)انگلش

7۔ ۔۔۔۔تحریک ہالی ووڈ سے شروع ہوکر دنیا بھر میں خواتین کے حقوق کے لیے ایک مضبوط آواز بن گئی۔

(a)حقوقِ نسواں کی تحریک (b)فیمنزم TooMe(c) MeToo(d)

8۔ ۔۔۔۔ایک ایسا پروسیس ہے جس کے ذریعے مختلف ثقافتیں باہم ملتی ہیں، ایک دوسرے کا اثر قبول کرتی ہیں، جس کے نتیجہ میں نئی ثقافتی شکلیں ابھرتی ہیں۔

(a)ثقافتی امتزاج (b)ثقافتی تعامل (c)ثقافتی غلبہ (d)ثقافتی تصادم

9۔ کس تصور کے ذریعے ہمیں یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ عالمگیریت یک طرفہ عمل نہیں ہے بلکہ عالمی ثقافتیں دیگر معاشروں پر اثرانداز ہوتی ہیں اور وہیں مقامی ثقافتیں بھی عالمی سطح پر اثرانداز ہورہی ہیں؟

(a)ریجنل اتصال (b)ثقافتی عالمگیریت (c)علاقائی اتصال (d)عالمی-مقامی اتصال

10۔ سماجی حقیقت کو کن دو اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے؟

(a)مادی وغیر مادی (b)معروضی وموضوعی (c)ظاہری وباطنی (d)انفرادی واجتماعی

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Question)

1۔ عالمگیریت کے مثبت اور منفی اثرات لکھئے؟

2۔ ثقافت اور معلومات کے بین الاقوامی تبادلے کے کوئی تین ذرائع بیان کیجئے؟

3۔ عالمی-مقامی اتصال(Global-Local Nexus)سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Question)

1۔ عالمگیریت اور سماجی حقیقت کے باہمی تعلق کو تفصیل سے واضح کیجئے؟

2۔ آپ کی رائے میں ثقافت اور معلومات کے تبادلے کے سب سے اہم ذرائع کون سے ہیں؟

3۔ ثقافتی امتزاج(Hybridization of Culture)کے تصور پر ایک تفصیلی نوٹ تحریر کیجئے؟

7.9 مزید مطالعہ کے لیے تجویز کردہ کتابیں(Suggested Books for Further Readings)

1۔ Berger, P. L., & Luckmann, T. (1991). The Social Construction of Reality: A Treatise in the Sociology of Knowledge. Penguin Books Ltd.

2۔ Darlong, J. L. (2023, February 22). Globalization. Sociology. https://www.sociologylens.in.

3۔ Tuncer, F. F. (2023). Discussing Globalization and Cultural Hybridization. Universal Journal of History and Culture, 5, 85–103.

4۔ Unit-4 Social Construction of Reality. (2017). IGNOU. http://egyankosh.ac.in//handle/123456789/26811

اکائی 8۔ علم، طاقت اور ڈسکورس

(Knowledge, Power and Discourse)

اکائی کے اجزا

8.0 تمہید

8.1 مقاصد

8.2 علم اور سماجی حقیقت

8.3 تصورِ طاقت اور سماج

8.4 ڈسکورس

8.5 سماجی تبدیلی میں علم، طاقت اور ڈسکورس کا کردار

8.6 اکتسابی نتائج

8.7 کلیدی الفاظ

8.8 نمونہ امتحانی سوالات

8.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد

8.0 تمہید (Introduction)

جب ہم روزمرہ زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں کچھ نظریات، روایات اور تصورات معاشرے میں عام طور پر تسلیم شدہ نظر آتے ہیں۔ کچھ چیزیں ہمیں بالکل "فطری" لگتی ہیں، جیسے کہ کون سے پیشے زیادہ قابلِ احترام سمجھے جاتے ہیں، کس لباس کو شائستہ مانا جاتا ہے، یا کون سی زبان بولنے والے زیادہ باوقار سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن کیا ہم نے کبھی سوچا ہے کہ یہ خیالات کس طرح تشکیل پاتے ہیں؟ کیوں کچھ نظریات کو معاشرتی سطح پر اہمیت ملتی ہے جبکہ کچھ کو کنارے کر دیا جاتا ہے؟

یہ سب ایک ایسے پیچیدہ مگر دلچسپ پروسیس کا حصہ ہے جہاں 'علم، طاقت اور ڈسکورس' ایک ساتھ مل کر سماج کی شکل تراشتے ہیں۔ سماجیات کے طالبِ علم کے لئے ان تینوں کے تصور اور باہمی ربط کو سمجھنا نہایت ضروری ہے۔ علم ہمیں دنیا کو سمجھنے کا طریقہ فراہم کرتا ہے، طاقت اس بات کا تعین کرتی ہے کہ کون سا علم معتبر ہوگا اور کس حد تک پھیل سکے گا، جبکہ ڈسکورس ان دونوں کے درمیان ایک پل کی طرح کام کرتا ہے، جو کسی بھی نظریے کو سماج میں سرایت کرنے یا اسے غیر متعلق بنانے میں کردار ادا کرتا ہے۔

مثال کے طور پر، اگر ہم تعلیم کے شعبے کو دیکھیں، تو یہی تین عناصر کام کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ نصاب میں وہی مضامین شامل کیے جاتے ہیں جنہیں طاقتور گروہ اہم سمجھتے ہیں، جبکہ وہ علم جو ان کے بیانیے کے خلاف ہو، یا تو حذف کر دیا جاتا ہے یا اسے کم اہم بنا دیا جاتا ہے۔ میڈیا، نصاب، مذہبی اور ثقافتی روایات—یہ سب کسی نہ کسی ڈسکورس کا حصہ ہوتے ہیں، جو طے کرتے ہیں کہ سماج میں کن خیالات کو فروغ ملے گا اور کن کو نظر انداز کیا جائے گا۔

اس اکائی میں زیرِ بحث—علم، طاقت اور ڈسکورس—محض فلسفیانہ تصورات نہیں ہے، بلکہ ہماری روزمرہ زندگی کی حقیقت ہے، جو یہ طے کرتی ہے کہ ہم کیسے سوچتے ہیں، کس چیز کو حقیقت مانتے ہیں اور کن حدود میں اپنی زندگی گزارتے ہیں۔ سماجی تبدیلی کی ہر تحریک، چاہے وہ خواتین کے حقوق کی ہو، آزادی کی ہو یا تعلیمی اصلاحات کی، دراصل انہی تین عناصر کے درمیان جدوجہد کا نتیجہ ہوتی ہے۔ یہی وہ تصورات ہیں جو کسی بھی معاشرے کو منجمد رکھ سکتے ہے یا اسے انقلاب کی راہ پر گامزن کر سکتے ہے۔

8.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- علم اور سماجی حقیقت کے باہمی ربط کو سمجھ پائیں گے۔
- ماہرینِ سماجیات کے تصورِ طاقت اور ڈسکورس سے واقف ہو سکیں گے۔
- سماجی تبدیلی میں علم، طاقت اور ڈسکورس کے کردار کو سمجھ پائیں گے۔

8.2 علم اور سماجی حقیقت (Knowledge and Social Reality)

علم بظاہر ایک سادہ تصور معلوم ہوتا ہے، لیکن درحقیقت یہ ایک پیچیدہ سماجی تشکیل ہے جو انسانی معاشروں میں مختلف عوامل کے ذریعے پروان چڑھتا ہے۔ جب ہم علم کے بارے میں سوچتے ہیں تو عموماً سچائی، حقائق اور سائنسی تحقیقات کا خیال آتا ہے، لیکن علم محض کسی چیز کے بارے میں جاننے کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسا سماجی عمل ہے جس کے پیچھے مخصوص سماجی، تاریخی اور ثقافتی محرکات کارفرما ہوتے ہیں۔ علم کا وجود کسی غیر جانبدارانہ صورت میں نہیں ہوتا بلکہ یہ ہمیشہ کسی نہ کسی سماجی حقیقت سے وابستہ ہوتا ہے۔

یہاں یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ علم کی نوعیت اور اس کی قبولیت کسی معاشرے کی مجموعی ساخت اور اس میں موجود طاقت کے تعلقات سے متاثر ہوتی ہے۔ کسی بھی معاشرے میں علم کو ایک سماجی سرمایہ (Social Capital) سمجھا جاتا ہے، جو نہ صرف فرد کی فکری نشوونما میں مدد دیتا ہے بلکہ اجتماعی شناخت، نظریات اور معاشرتی رویوں کو بھی تشکیل دیتا ہے۔ اس لیے علم کو محض ایک مجرد یا سائنسی حقیقت کے بجائے ایک سماجی حقیقت کے طور پر دیکھنا ضروری ہے۔

علم کی تشکیل میں سماجی عوامل کا کردار

یہ ایک عام غلط فہمی ہے کہ علم صرف تجربات، مشاہدات اور سائنسی طریقوں سے وجود پذیر ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی عہد

میں علم کی نوعیت اور اس کی تشریح اس سماج کے بنیادی نظریات، اقدار اور اداروں سے متاثر ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر، قرون وسطیٰ میں کلیسا (Church) علم پر حاوی تھا، جس کی وجہ سے مذہبی عقائد سائنسی تحقیق پر غالب تھے۔ جدید دور میں سائنسی انقلاب اور صنعتی ترقی نے علم کے معیارات بدل دیے اور اس میں تجربہ، مشاہدہ اور استدلال کو زیادہ اہمیت دی جانے لگی۔

معاشرتی، سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی عوامل بھی اس بات کا تعین کرتے ہیں کہ کون سا علم معتبر ہوگا اور کون سا نہیں۔ مثال کے طور پر، نوآبادیاتی دور میں یورپی طاقتوں نے اپنی علمی برتری ثابت کرنے کے لیے مقامی علمی روایات کو پسماندہ یا غیر سائنسی قرار دیا۔ اسی طرح، جدید دنیا میں مغربی تعلیمی ادارے اور تحقیقی مراکز آج بھی علمی پیداوار کے بڑے ذرائع سمجھے جاتے ہیں، جس کی وجہ سے علمی دنیا میں مغربی نظریات کو زیادہ فوقیت حاصل ہے۔ اپنے اطراف کی حقیقتوں کو محض مغربی نقطۂ نگاہ سے دیکھنا اور اسی نقطۂ نظر کو معتبر تسلیم کرنا 'یورو سینٹرزم (Eurocentrism)' کہلاتا ہے۔

علمی پیداوار کے ذرائع اور ان کے اثرات

علم کی پیداوار کے کئی ذرائع ہوتے ہیں، جن میں تعلیمی ادارے، یونیورسٹیاں، تحقیقی مراکز، میڈیا، مذہبی ادارے اور حکومتیں شامل ہیں۔ یہ تمام ذرائع کسی نہ کسی حد تک سماجی، سیاسی اور اقتصادی عوامل سے متاثر ہوتے ہیں اور اسی کے مطابق مخصوص علمی نظریات کو فروغ دیتے ہیں۔

1۔ تعلیمی ادارے اور یونیورسٹیاں:

یونیورسٹیاں اور تعلیمی ادارے وہ مقامات ہیں جہاں علم کی باقاعدہ تشکیل اور توثیق (validation) ہوتی ہے۔ مگر یہ ادارے بھی غیر جانبدار نہیں ہوتے، بلکہ وہ مخصوص نظریاتی اور سماجی رجحانات سے متاثر ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر، مختلف ملکوں کے نصاب میں ایک ہی تاریخی واقعے کی مختلف توضیحات دی جاسکتی ہیں۔ ایک ملک کسی جنگ کو "آزادی کی جدوجہد" قرار دے سکتا ہے جبکہ دوسرا اسے "بغاوت" سمجھ سکتا ہے۔

2۔ میڈیا اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز :

میڈیا، خاص طور پر سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ، جدید دور میں علم کی ترسیل اور تشکیل میں ایک بڑا کردار ادا کر رہے ہیں۔ تاہم، میڈیا بھی غیر جانبدار نہیں ہوتا، بلکہ یہ مخصوص سماجی اور سیاسی بیانیوں کو فروغ دیتا ہے۔ کئی بار ایسی خبریں یا تحقیقی رپورٹس زیادہ نمایاں کی جاتی ہیں جو کسی خاص نظریے یا طاقتور گروہ کے مفاد میں ہوں۔

3۔ حکومتیں اور پالیسی ساز ادارے:

حکومتیں نصاب سازی، تعلیمی پالیسیوں اور تحقیقی ترجیحات کے ذریعے علم کی تشکیل پر اثرانداز ہوتی ہیں۔ بعض حکومتیں سائنسی تحقیق کو فروغ دیتی ہیں، جبکہ کچھ حکومتیں مخصوص نظریاتی بیانیوں کو مستحکم کرنے کے لیے تعلیمی نصاب میں ردوبدل کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر، کچھ ممالک میں تاریخ کے نصاب کو اس انداز میں ترتیب دیا جاتا ہے کہ وہ قومی بیانیے کو مضبوط کرے، چاہے اس میں کچھ حقائق کو نظرانداز ہی کیوں نہ کر دیا جائے۔

4۔ مذہبی اور ثقافتی ادارے:

مذہب اور ثقافتی ادارے بھی علم کے بہت بڑے ذرائع ہوتے ہیں۔ روایتی معاشروں میں علمی نظام زیادہ تر مذہبی روایات پر مبنی ہوتا تھا، جبکہ جدید معاشروں میں سائنسی علم کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ اس کے باوجود آج بھی کئی معاشروں میں مذہبی اور ثقافتی علم سماجی حقیقت کا تعین کرتا ہے۔

علم کا سماجیاتی تصور

سماجیات میں علم کو ایک سماجی تشکیل (social construct) کے طور پر دیکھا جاتا ہے، یعنی علم محض سچائیوں یا حقائق کا مجموعہ نہیں، بلکہ یہ ایک ایسا عمل ہے جو سماجی عوامل، طاقت کے تعلقات، ثقافتی اقدار اور اداروں کے ذریعے تشکیل پاتا ہے۔

مشہور سماجی مفکرین پیٹر برگر اور تھامس لوکمین نے اپنی کتاب The Social Construction of Reality میں واضح کیا کہ علم ایک "سماجی حقیقت" ہے، جو روزمرہ زندگی کی روایات، زبان اور اداروں کے ذریعے قائم رہتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم "حقیقت" سمجھتے ہیں وہ دراصل ہمارے سماجی ماحول ہی کی پیداوار ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر:

- کسی جدید سائنسی معاشرے میں پیدا ہونے والے کے لئے تو بیماریوں کا سائنسی علاج ہی قابل قبول ہوگا، لیکن اگر وہ کسی روایتی معاشرے میں پیدا ہوتا تو جڑی بوٹیوں یا روحانی طریقوں کو علاج کا ایک مؤثر ذریعہ سمجھ سکتا تھا۔
- مغربی ممالک میں "آزادئ اظہار" ایک مسلمہ حقیقت سمجھی جاتی ہے، لیکن کئی دوسرے معاشروں میں آزادئ اظہار کو مخصوص اخلاقی یا مذہبی حدود میں دیکھا جاتا ہے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ علم اور حقیقت مستقل نہیں ہے بلکہ مختلف سماجی، تاریخی اور ثقافتی سیاق وسباق میں تبدیل ہوتے رہتے ہے۔

8.3 تصورِ طاقت اور سماج (Concept of Power and Society)

طاقت انسانی سماج کا ایک بنیادی جزو ہے جو نہ صرف سیاسی و اقتصادی نظام میں بلکہ روزمرہ زندگی کے معمولات میں بھی سرایت کیے ہوئے ہے۔ جب ہم طاقت کی بات کرتے ہیں تو عموماً حکومت، فوج، یا قانون نافذ کرنے والے ادارے ذہن میں آتے ہیں، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ طاقت کا دائرہ ان رسمی اداروں سے کہیں وسیع ہے۔ طاقت ہمیشہ سے انسانی سماج کے ڈھانچے اور تعلقات کو تشکیل دیتی رہی ہے۔ سماج میں طاقت کا مظاہرہ صرف جبر و تسلط کی صورت میں نہیں ہوتا بلکہ یہ تخلیق، علم، رضامندی اور تعلقات کے ذریعے روبہ عمل آتا ہے۔ طاقت نہ صرف سیاسی اور معاشی میدان میں نظر آتی ہے بلکہ روزمرہ کے معمولات، زبان، ثقافت، تعلیم، اور مذہب میں بھی اپنی گرفت مضبوط رکھتی ہے۔

سماجیات میں طاقت کے کئی تصورات پائے جاتے ہیں۔ مارکس، ویبر، فوکو اور بوردیو نے اسے اپنے اپنے انداز میں بیان کیا، جبکہ پارسن، ہیننا آرینٹ اور دیگر مفکرین نے بھی طاقت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

مارکس اور ویبر: زیرو-سَم ویو آف پاور (Zero-Sum view of Power)

کارل مارکس اور میکس ویبر کے تصورات طاقت کو ایک منجمد حیثیت میں دیکھتے ہیں۔ ان کے مطابق، طاقت محدود مقدار میں موجود ہوتی ہے اور جو ایک کے پاس ہے وہ دوسرے کے پاس نہیں ہو سکتی، اس لیے طاقت کے تعلقات عموماً تضاد اور جدوجہد پر مبنی ہوتے ہیں۔

- کارل مارکس:
  - طاقت معیشت اور ذرائع پیداوار پر کنٹرول سے جنم لیتی ہے۔
  - سرمایہ دار طبقہ (بورژوازی) طاقت کا اصل مالک ہوتا ہے، جبکہ مزدور طبقہ (پرولتاریہ) اس کے جبر کا شکار ہوتا ہے۔
  - ریاست، تعلیم اور مذہب جیسے ادارے سرمایہ دارانہ طاقت کو برقرار رکھنے کے لیے کام کرتے ہیں۔
- میکس ویبر:
  - طاقت کسی فرد یا گروہ کی وہ صلاحیت ہے جس کے ذریعے وہ دوسروں پر اپنی مرضی نافذ کر سکتا ہے۔
  - طاقت تین قسم کی ہو سکتی ہے :

    روایتی اختیار Traditional Authority (بادشاہت، جاگیرداری) ،

    کرشماتی اختیار Charismatic Authority (مذہبی یا سیاسی رہنما) ،

    قانونی-عقلی اختیار Rational-Legal Authority (بیوروکریسی، جمہوری ریاستیں)
  - جدید دنیا میں قانونی-عقلی اختیار سب سے زیادہ غالب ہے۔

مائیکل فوکو (Michel Foucault): متحرک اور غیر مرکزی تصورِ طاقت

مائیکل فوکو نے مارکس اور ویبر کے تصورِ طاقت کو چیلنج کیا اور اسے ایک متحرک، مسلسل تبدیل ہونے والی اور غیر مرکزی قوت کے طور پر پیش کیا۔

- طاقت کسی ایک ادارے (ریاست، فوج، حکومت) کے پاس نہیں ہوتی، بلکہ یہ مختلف اعمال، ردِ عمل اور تعلقات میں پھیلی ہوتی ہے۔
- پاور کسی ایک مقام پر جمی ہوئی نہیں بلکہ ہر جگہ موجود ہوتی ہے اور ہر جگہ سے آتی ہے، جیسے توانائی (اینرجی) جو مسلسل حرکت میں رہتی ہے۔
- ہر فرد کسی نہ کسی طاقت کے رشتے میں بندھا ہوا ہے اور ہر انسان کے اندر طاقت موجود ہوتی ہے۔
- فوکو طاقت اور علم کے گہرے تعلق کو اجاگر کرتے ہیں :
  - طاقت صرف جبر کے ذریعے کام نہیں کرتی بلکہ علم کی تشکیل اور تقسیم کے ذریعے نافذ کی جاتی ہے۔
  - طاقت کو نافذ کرنے کے لیے علم کو بطور آلہ استعمال کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، اسکول، اسپتال اور جیل جیسے ادارے اپنے مخصوص "علمی نظام" کے ذریعے سماجی اصول قائم کرتے ہیں اور افراد کو ڈسپلن میں رکھتے ہیں۔
  - جس کے پاس علم ہوتا ہے، وہی طاقت کو قابو میں رکھتا ہے۔ یعنی علم طاقت ہے اور طاقت علم ہے۔

پیئر بوردیو(Pierre Bourdieu):

پیئر بوردیو نے طاقت کے ایک اور منفرد پہلو پر روشنی ڈالی ہے۔ان کے مطابق طاقت صرف مادی ذرائع پر کنٹرول تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ ثقافتی سرمایہ (Cultural Capital) کے ذریعے بھی روبۂ عمل آتی ہے۔

- ثقافتی سرمایہ میں زبان، تعلیم، رویے اور سماجی مہارتیں شامل ہوتی ہیں جو کسی فرد کو برتری کی جانب لے جاتی ہیں۔
- مراعات یافتہ طبقات اپنی سماجی حیثیت کو برقرار رکھنے کے لیے تعلیمی نظام، زبان اور دیگر ثقافتی عوامل کو اپنے فائدے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔
- Habitus کے ذریعے افراد وہ عادات اور رویے اپناتے ہیں جو ان کے مخصوص سماجی حالات میں مفید ہوتے ہیں، لیکن وہ انہیں فطری اور غیر سیاسی سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ طاقت کے ڈھانچوں کا حصہ ہوتے ہیں۔

مثال کے طور پر، اشرافیہ کے بچے ایسی تعلیمی اور سماجی مہارتیں حاصل کرتے ہیں جو انہیں اعلیٰ ملازمتوں تک پہنچاتی ہیں، جبکہ کم مراعات یافتہ طبقات کے بچے اسی تعلیمی نظام میں پیچھے رہ جاتے ہیں، جس سے طاقت کی موجودہ تقسیم برقرار رہتی ہے۔

طاقت اور سماجی ادارے

طاقت کا اظہار سماجی اداروں کے ذریعے ہوتا ہے، جو نہ صرف طاقت کو نافذ کرتے ہیں بلکہ اسے برقرار بھی رکھتے ہیں۔

ریاست :

- ریاست طاقت کی جائز شکل کے طور پر دیکھی جاتی ہے جو قوانین، پولیس اور فوج کے ذریعے اپنے اقتدار کو قائم رکھتی ہے۔
- مارکسی نقطہ نظر سے، ریاست اشرافیہ کے مفادات کا تحفظ کرتی ہے، جبکہ ویبر کے مطابق، ریاست کا اختیار قانونی-عقلی اصولوں پر مبنی ہوتا ہے۔
- فوکو کے مطابق، ریاست کے علاوہ بھی طاقت چھوٹے چھوٹے نیٹ ورکس میں کام کرتی ہے۔

مذہب :

- مذہب بھی طاقت کا ایک اہم ذریعہ ہے، جو افراد کی زندگیوں کو نظریات، عقائد اور اخلاقیات کے ذریعے کنٹرول کرتا ہے۔
- فوکو کے مطابق، مذہبی بیانیے نہ صرف عقائد بناتے ہیں بلکہ "سچائی" کو بھی متعین کرتے ہیں، جو سماجی کنٹرول میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

تعلیم:

- تعلیمی نظام بھی طاقت کی منتقلی کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔
- بوردیو کے مطابق، تعلیم "ثقافتی سرمایہ (Cultural Capital) "کو فروغ دیتی ہے، جو مراعات یافتہ طبقے(privileged class) کو فائدہ پہنچاتی ہے اور غریب طبقے کو پسماندہ رکھتی ہے۔
- فوکو کے مطابق، اسکول محض علم کی فراہمی نہیں کرتے بلکہ شہریوں میں مخصوص "ڈسپلن" بھی نافذ کرتے ہیں، جو طلبہ کو سماج میں

ایک "مطلوبہ شہری" بنانے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

طاقت: جبر کے علاوہ ایک تخلیقی قوت

روایتی طور پر طاقت کو جبر اور تسلط سے جوڑا جاتا تھا، لیکن جدید سماجی علوم میں طاقت کو تعمیری (Constructive) بھی سمجھا جاتا ہے۔ یہ طاقت کا مثبت نقطۂ نظر ہے۔

- طاقت نئے نظریات، علم اور حقائق کو تخلیق کرنے میں بھی مددگار ہے۔
- فوکو کے مطابق، طاقت نہ صرف کنٹرول کرتی ہے بلکہ نئے امکانات بھی پیدا کرتی ہے۔
- پارسنز کے مطابق، طاقت تعاون اور اجتماعی مقاصد کے حصول کے لیے بھی استعمال کی جاسکتی ہے۔

8.4 ڈسکورس (Discourse)

ڈسکورس (Discourse) ایک ایسا تصور ہے جو زبان، علم اور طاقت کے تعلق کو سمجھنے میں معاون ہے۔ آسان الفاظ میں، ڈسکورس محض الفاظ کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک ایسا منظم تصور ہے جو ہمارے سوچنے، سمجھنے اور دنیا کو دیکھنے کے انداز کو تشکیل دیتا ہے۔

مثال کے طور پر، اگر ہم "ترقی" (Development) کے ڈسکورس کو دیکھیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ترقی کا مطلب صرف معاشی خوشحالی نہیں ہوتا بلکہ اس میں کئی پہلو شامل کیے جاتے ہیں، جیسے کہ جدید کاری، شہری طرزِ زندگی، انفراسٹرکچر، تعلیم اور صحت وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف معاشروں میں ترقی کا مفہوم مختلف ہو سکتا ہے، کیونکہ ڈسکورس کسی بھی تصور کو ایک خاص دائرے میں محدود کرتا ہے۔

فوکو اور ڈسکورس

مشہور فرانسیسی فلسفی مائیکل فوکو (Michel Foucault) ڈسکورس کو طاقت، علم اور سماج کے باہمی تعلق کے تناظر میں پیش کرتے ہیں۔ ان کے مطابق:

- ڈسکورس محض الفاظ نہیں بلکہ علم کی تشکیل کا ایک ذریعہ ہے—یعنی جو کچھ ہم حقیقت سمجھتے ہیں، وہ حقیقت نہیں بلکہ مخصوص ڈسکورس کے ذریعے تعمیر شدہ ہوتا ہے۔
- طاقت اور ڈسکورس لازم و ملزوم ہیں—طاقت ڈسکورس کو جنم دیتی ہے، اور ڈسکورس طاقت کو برقرار رکھتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر کوئی حکومت کسی خاص نظریے کو فروغ دینا چاہے تو وہ تعلیمی نصاب، میڈیا اور بیانیے کو اسی زاویے سے مرتب کرے گی۔
- ڈسکورس حقیقت کو قابو میں رکھنے کا ایک طریقہ ہے—ہم جو کچھ سچ سمجھتے ہیں، وہ کسی نہ کسی ڈسکورس کے ذریعے پیدا کیا جاتا ہے۔

فوکو کے مطابق ڈسکورس سماجی حقائق کو طے کرتا ہے اور ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ کیا کہنا ہے اور کیا نہیں کہنا ہے۔ مثال کے طور پر، ماضی میں کچھ موضوعات ممنوعہ سمجھے جاتے تھے، لیکن آج کے دور میں وہ عام بحث کا حصہ ہیں، اس کا مطلب ہے کہ ڈسکورس تبدیل ہوتا رہتا ہے۔

زبان، طاقت اور ڈسکورس

ڈسکورس کے ذریعے طاقت کی تشکیل اور اس کے اثرات کو سمجھنے کے لیے زبان کا کردار نہایت اہم ہے۔ زبان صرف خیالات کو

بیان کرنے کا ذریعہ نہیں ہے بلکہ ایک ایسا ٹول ہے جو سماجی حقیقت کی تعمیر میں نہایت کار گر ثابت ہوتا ہے۔

1۔ میڈیا اور ڈسکورس—خبروں میں استعمال ہونے والے الفاظ، سرخیاں اور رپورٹنگ کا انداز ایک خاص ڈسکورس پیدا کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، ایک ہی واقعے کو "دہشت گردی" یا "آزادی کی جدوجہد" کے طور پر بیان کرنا دو مختلف ڈسکورس ہیں جو مختلف بیانیے تشکیل دیتے ہیں۔

2۔ تعلیمی نصاب اور ڈسکورس—اسکولوں میں پڑھائی جانے والی تاریخ ہمیشہ ایک خاص بیانیہ پیش کرتی ہے جو سماجی ڈسکورس کا حصہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر، مختلف ممالک میں تاریخ کو مختلف طریقوں سے پڑھایا جاتا ہے تاکہ قومی شناخت کو ایک خاص رنگ دیا جاسکے۔

3۔ روزمرہ زندگی میں ڈسکورس—ہماری عام گفتگو میں بھی ڈسکورس کا اثر ہوتا ہے۔ جیسے، "عورتوں کو گھر سے باہر نکلنا ممنوع ہے" جیسے جملے ایک خاص ڈسکورس کی نمائندگی کرتے ہیں جو سماجی برتری اور طاقت کے عدم توازن کو فروغ دیتے ہیں۔

8.5 سماجی تبدیلی میں علم، طاقت اور ڈسکورس

(Role of Knowledge, Power, and Discourse in Social Change)

ہم جس سماج میں رہتے ہیں وہ جامد نہیں ہے بلکہ مسلسل تبدیلی کے عمل سے گزرتا رہتا ہے۔ ایسے سماج کا تصور نہیں کیا جاسکتا جو مکمل طور سے غیر تبدیل پذیر ہو۔ اس تبدیلی میں کئی عوامل کارفرما ہوتے ہیں، جن میں سے یہاں علم، طاقت اور ڈسکورس زیرِ غور ہیں۔ یہ تینوں عناصر ایک دوسرے سے بڑی حد تک منسلک ہیں اور باہم مل کر سماجی ڈھانچے کی تشکیل اور اس میں تغیر پیدا کرتے ہیں۔

علم کا کردار

علم انسانی شعور اور معاشرتی ترقی کی بنیاد ہے۔ یہ نہ صرف حقیقت کی تفہیم میں مدد دیتا ہے بلکہ سماجی ڈھانچے کو بھی متاثر کرتا ہے۔ علم کے ذریعے لوگ اپنے حالات کو سمجھنے اور بہتری کی کوشش کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ فوکو کے مطابق، علم صرف معلومات کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک ایسا عنصر ہے جو طاقت کے ساتھ منسلک ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ علم خود مختار یا معروضی نہیں ہوتا بلکہ مخصوص سماجی اور تاریخی سیاق و سباق میں پیدا ہوتا ہے اور اسے طاقت کے تعلقات کے ذریعے تشکیل دیا جاتا ہے۔ تعلیم، نصاب اور تعلیمی ادارے درحقیقت علم کی ترسیل کے ایسے ذرائع ہیں جو بعض خیالات کو فروغ دیتے ہیں اور بعض کو پسِ پشت ڈال دیتے ہیں، جس سے سماجی ڈھانچے میں موجود طاقت کے تعلقات برقرار رہتے ہیں۔ سماجی علوم خاص طور پر علم کی سماجی تعمیر و تشکیل پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔

طاقت کا کردار

طاقت محض جبر سے عبارت نہیں ہے بلکہ یہ ایک پیچیدہ اور ہمہ گیر قوت ہے جو مختلف سطحوں پر اثرانداز ہوتی ہے۔ مارکس طاقت کو طبقاتی کشمکش کے تناظر میں دیکھتے ہیں اور ان کے مطابق سماجی تبدیلی اس وقت آتی ہے جب ایک طبقہ دوسرے پر غلبہ پانے کے لیے جدوجہد کرتا ہے۔ ویبر کے نزدیک طاقت محض معاشی ذرائع سے نہیں بلکہ قانونی، روایتی اور کرشماتی اتھارٹی کے ذریعے بھی حاصل کی جاتی ہے۔ اس کے برعکس، فوکو طاقت کو ایک متحرک اور غیر مرکزی قوت قرار دیتے ہیں جو کسی ایک ادارے یا فرد کے پاس نہیں ہوتی بلکہ سماج میں بکھری

ہوئی ہوتی ہے اور تعلقات کے ذریعے گردش کرتی رہتی ہے۔ ان کے مطابق طاقت کسی ایک جگہ مقید نہیں ہوتی بلکہ لوگوں کے رویوں، عادات اور روزمرہ کی زندگی میں سرایت کیے ہوئے بیانیوں (ڈسکورس) کے ذریعے کام کرتی ہے۔ طاقت کے بغیر زندگی کے انفرادی یا اجتماعی کسی بھی میدان میں تبدیلی کا تصور نہیں کیا جاسکتا ہے۔

ڈسکورس کا کردار

ڈسکورس وہ طریقہ ہے جس کے ذریعے مخصوص خیالات اور عقائد کو معاشرتی سطح پر پھیلایا جاتا ہے۔ یہ زبان، میڈیا، نصاب، مذہبی تعلیمات اور روزمرہ کی گفتگو میں شامل ہوتا ہے اور سماجی حقیقت کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ فوکو کے مطابق، ڈسکورس محض خیالات کی ترسیل کا ذریعہ نہیں بلکہ یہ طاقت کا ایک آلہ ہے جو طے کرتا ہے کہ کون سے خیالات مقبول ہوں گے اور کون سے حاشیے پر چلے جائیں گے۔ مثال کے طور پر، کسی معاشرے میں ترقی اور جدیدیت کا ڈسکورس اگر صرف مغربی طرزِ زندگی سے جوڑا جائے تو وہ لوگ جو مقامی ثقافت سے جڑے ہیں، پیچھے رہ جانے والے یا غیر ترقی یافتہ سمجھے جائیں گے۔ اسی طرح، اگر کسی مخصوص طبقے یا گروہ کو منفی انداز میں پیش کیا جائے، تو آہستہ آہستہ وہ معاشرتی سطح پر کمتر تصور کیا جانے لگے گا۔

سماجی تبدیلی اور ان تینوں عوامل کا باہمی ربط

علم، طاقت اور ڈسکورس ایک دوسرے سے منسلک ہیں اور سماجی تبدیلی میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ جب کوئی نیا علمی نظریہ متعارف ہوتا ہے، تو وہ پرانی روایات اور طاقت کے ڈھانچے کو چیلنج کر سکتا ہے۔ طاقت کے حامل افراد یا گروہ اس علم کو دبانے کی کوشش کر سکتے ہیں، لیکن اگر نیا بیانیہ مضبوط ہو اور سماجی قبولیت حاصل کر لے، تو یہ تبدیلی کا باعث بنتا ہے۔

تاریخ میں ہمیں کئی ایسی مثالیں ملتی ہیں جہاں ڈسکورس نے طاقت اور علم کے ذریعے سماجی تبدیلی کو جنم دیا۔ خواتین کے حقوق، غلامی کے خاتمے اور نوآبادیات کے خلاف تحریکیں بنیادی طور پر نئے بیانیوں کے ابھرنے اور طاقت کے پرانے ڈھانچوں کو چیلنج کرنے کی وجہ سے کامیاب ہوئیں۔ ان تحریکوں میں تعلیم اور علمی مباحث نے اہم کردار ادا کیا، جنہوں نے طاقت کے ڈھانچے میں دراڑیں ڈالیں اور پرانے تصورات کو بدلنے میں مدد دی۔

8.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی میں ہم نے علم، طاقت اور ڈسکورس کے تصورات سے واقفیت حاصل کی ہے۔ نیز ان کے باہمی ربط اور سماج میں ان کے اثرات کو بھی سمجھا۔ علم اور سماجی حقیقت کا تعلق پیچیدہ مگر دلچسپ ہے۔ ہم جو کچھ بھی جانتے ہیں، وہ کسی نہ کسی سماجی دائرے، طاقت کے تعلقات اور ثقافتی اثرات سے گزرتا ہے۔ علم ایک آزاد اور خود مختار حقیقت نہیں بلکہ یہ مخصوص حالات میں پروان چڑھتا ہے۔ تعلیمی ادارے، میڈیا، حکومتیں، مذہبی تنظیمیں اور سماجی رویے سبھی کسی نہ کسی انداز میں علم کی تشکیل اور اس کی حقیقت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

یہ جاننا ضروری ہے کہ علم کبھی بھی مکمل طور پر غیر جانبدار نہیں ہوتا، بلکہ یہ ہمیشہ کسی مخصوص نقطہ نظر، طاقت کی حرکیات اور سماجی سیاق و سباق کا نتیجہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف معاشروں میں حقیقت کے مختلف تصورات پائے جاتے ہیں، اور یہی تنوع علم کو ایک دلچسپ

اور متحرک سماجی حقیقت بناتا ہے۔

طاقت اور سماج کا تعلق پیچیدہ اور متنوع ہے۔ مارکس اور ویبر طاقت کو محدود اور تضاد پر مبنی دیکھتے ہیں، جبکہ فوکو اور بوردیو طاقت کو ایک مسلسل متحرک قوت کے طور پر بیان کرتے ہیں جو علم، تعلقات، اور اداروں کے ذریعے کام کرتی ہے۔ اسی طرح، جدید سماجی نظریات میں طاقت کو محض جبر کا ذریعہ نہیں بلکہ سماجی ڈھانچوں کی تشکیل کا ایک لازمی حصہ سمجھا جاتا ہے۔ لہٰذا، طاقت کو صرف سیاست یا معیشت تک محدود نہیں کیا جا سکتا بلکہ یہ زبان، ثقافت، علم، اور روزمرہ کے رویوں میں بھی سرایت کیے ہوئے ہے، جو سماج کو تشکیل دینے اور اس کی سمت متعین کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔

ڈسکورس ایک ایسا تصور ہے جو نہ صرف زبان اور خیالات پر اثر انداز ہوتا ہے بلکہ سماجی حقیقت، طاقت کے توازن اور ہمارے روزمرہ کے رویوں کو بھی تشکیل دیتا ہے۔ میڈیا، تعلیمی نصاب، مذہب اور دیگر ادارے ڈسکورس کو کنٹرول کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ سمجھنا ضروری ہے کہ ڈسکورس جامد نہیں بلکہ متحرک ہوتا ہے اور وقت کے ساتھ بدلتا رہتا ہے۔ جو بیانیے کل تک ناقابل قبول تھے، آج عام ہو سکتے ہیں اور جو آج مسلمہ حقیقت سمجھے جاتے ہیں، وہ کل چیلنج کیے جا سکتے ہیں۔ یہی ڈسکورس کی سب سے بڑی طاقت ہے کہ یہ سماج کو تشکیل بھی دیتا ہے اور بدلنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔

سماجی تبدیلی ایک پیچیدہ عمل ہے جس میں علم، طاقت، اور ڈسکورس کا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ علم، طاقت کو چیلنج کرنے اور نئے خیالات کو جنم دینے کا ذریعہ بنتا ہے، جبکہ طاقت اسے قابو میں رکھنے اور اپنے تسلط کو برقرار رکھنے کے لیے کام کرتی ہے۔ ڈسکورس ان دونوں کے درمیان ایک پل کا کام کرتا ہے، جو سماج میں تبدیلی یا جمود کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ یہی وہ عوامل ہیں جو انسانی تاریخ میں سماجی ارتقا، تحریکوں، اور انقلابوں کو ممکن بناتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجئے:
1۔ علم اور سماجی حقیقت کے مابین تعلق کو سمجھائیے۔
2۔ تصورِ طاقت کو واضح کیجئے۔
3۔ ڈسکورس کے تصور سے آپ کیا سمجھ پائیں ہیں۔
4۔ سماجی تبدیلی میں علم، طاقت اور ڈسکورس کے کردار کو اجاگر کیجئے۔

8.7 کلیدی الفاظ (Key Words)

سماجی سرمایہ (Social Capital): سماجی سرمایہ ان تعلقات، نیٹ ورکس اور سماجی روابط پر مشتمل ہوتا ہے جو افراد یا گروہ کو سماجی اور معاشی فوائد حاصل کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ پیئر بوردیو کے مطابق، مضبوط سماجی روابط اعتماد، تعاون اور مواقع کی فراہمی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

ثقافتی سرمایہ (Cultural Capital): ثقافتی سرمایہ وہ علمی، تعلیمی، تہذیبی مہارتیں، رویے اور وسائل ہیں جو کسی فرد یا گروہ کو معاشرتی

برتری فراہم کرتے ہیں۔ مثلاً؛ علم و مہارت، تعلیمی اسناد، ثقافتی اشیاء جیسے کتابیں یا فنون لطیفہ۔

مراعات یافتہ طبقہ (Privileged Class): مراعات یافتہ طبقہ وہ سماجی گروہ ہوتا ہے جس کے پاس دولت، اختیار، تعلیمی مواقع اور سماجی تعلقات جیسے وسائل وافر مقدار میں موجود ہوتے ہیں۔ یہ طبقہ اکثر ساختی اور ادارہ جاتی فوائد کے ذریعے اپنی حیثیت کو برقرار رکھتا ہے اور دیگر طبقات پر اثرانداز ہوتا ہے۔

Habitus: پیئر بوردیو کے مطابق، 'ہیبیٹس' ایک ایسی ذہنی اور سماجی ساخت ہے جو افراد کے رویوں، ترجیحات اور عادات کو غیر شعوری طور پر تشکیل دیتی ہے۔ یہ سماجی تجربات اور پرورش کے ذریعے پیدا ہوتی ہے اور طرزِ زندگی، سوچنے کے انداز اور فیصلوں پر اثرانداز ہوتی ہے۔

8.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Question)

1۔ علم کو ایک ۔۔۔۔۔ سمجھا جاتا ہے، جو نہ صرف فرد کی فکری نشوونما میں مدد دیتا ہے بلکہ اجتماعی شناخت، نظریات اور معاشرتی رویوں کو بھی تشکیل دیتا ہے۔

(a) علمی سرمایہ (b) ثقافتی سرمایہ (c) سماجی سرمایہ (d) معلوماتی سرمایہ

2۔ اپنے اطراف کی حقیقتوں کو محض مغربی نقطۂ نگاہ سے دیکھنا اور اسی نقطۂ نگاہ کو معتبر تسلیم کرنا کیا کہلاتا ہے؟

(a) جانبداریت (b) یوروسینٹرزم (c) عقلیت (d) علمیت

3۔ باقاعدہ علم کی تشکیل و توثیق (validation) کس ادارے میں ہوتی ہے؟

(a) یونیورسٹی (b) حکومتی ایجنسی (c) عدالت (d) لائبریری

4۔ سماجیات میں علم کو ایک ۔۔۔۔۔ کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔

(a) سیاسی تشکیل (b) عقلی تشکیل (c) مذہبی تشکیل (d) سماجی تشکیل

5۔ مشہور تصنیف The Social Construction of Reality کے مصنف کون ہیں؟

(a) کومٹ اور پیٹر (b) برگر اور فوکو (c) برگر اور لوکمین (d) لوکمین اور فوکو

6۔ کن کے مطابق طاقت محدود مقدار میں موجود ہوتی ہے اور جو ایک کے پاس ہے وہ دوسرے کے پاس نہیں ہو سکتی۔

(a) مارکس اور فوکو (b) مارکس اور ویبر (c) فوکو اور بوردیو (d) بوردیو اور ویبر

7۔ ویبر کے مطابق جدید دنیا میں کونسا اختیار سب سے زیادہ غالب ہے؟

(a) روایتی (b) کرشماتی (c) علمی-عقلی (d) قانونی-عقلی

8۔ کس کے خیال میں طاقت کو نافذ کرنے کے لیے علم کو بطورِ آلہ استعمال کیا جاتا ہے؟

(a) فوکو (b) بوردیو (c) مارکس (d) ویبر

9۔ ۔۔۔۔ محض الفاظ کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک ایسا منظم تصور ہے جو ہمارے سوچنے، سمجھنے اور دنیا کو دیکھنے کے انداز کو تشکیل دیتا ہے؟

(a)علم (b)طاقت (c)ڈسکورس (d)بیانیہ

10۔ بوردیو کے مطابق، تعلیمی و تہذیبی مہارتیں، رویے اور وسائل جو فرد یا گروہ کو معاشرتی برتری فراہم کرتے ہیں کیا کہلاتے ہیں؟

(a)علمی سرمایہ (b)ثقافتی سرمایہ (c)سماجی سرمایہ (d)اقتصادی سرمایہ

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Question)

1۔ علم کا سماجیاتی تصور واضح کیجئے؟

2۔ طاقت اور سماجی ادارے پر مختصر نوٹ تحریر کیجئے؟

3۔ ڈسکورس سے کیا مراد ہے؟

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Question)

1۔ ماہرینِ سماجیات کے مطابق طاقت کے تصور کی تفصیل سے وضاحت کیجئے؟

2۔ علمی پیداوار کے ذرائع اور ان کے اثرات پر روشنی ڈالیے؟

3۔ سماجی تبدیلی میں علم، طاقت اور ڈسکورس کے کردار کو واضح کیجئے؟

8.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد(Suggested Books for Further Readings)

1۔ Foucault, M. (2013). *Archaeology of Knowledge* (2nd ed). Taylor and Francis.

2۔ Bourdieu, P. (1986). *The Forms of Capital.* In J. Richardson (Ed.), Handbook of Theory and Research for the Sociology of Education (pp. 241-258). New York: Greenwood.

3۔ Foucault, M.(1979). *Discipline and punish: The birth of the prison.* Vintage Books.

4۔ Bourdieu, P., & Collier, P. (2007). *Homo Academicus*. Stanford University Press.

5۔ Popkewitz, T. S., & Brennan, M. (Eds.). (1998). *Foucault's challenge: Discourse, Knowledge, and Power in Education.* Teachers College Press.

6- Mcintyre, J. A. (2022, August 4). *Foucault, Knowledge, Power*. ABC Religion & Ethics. https://www.abc.net.au/religion/michel-foucault-and-the-construction-of-social-reality/14005260

7- Gayan, G., & Sarvesh, T. (2022). *Block-4 Power, Discourse and Reproduction.* Indira Gandhi National Open University, New Delhi. http://egyankosh.ac.in//handle/123456789/90661

نمونہ امتحانی پرچہ

بی اے، چوتھا سمسٹر

پرچہ: دیہی سماجیات

B.A. Sociology 4th Semester

Paper : **Sociologicla Enquiry** Subject Code : **BNSO302DET**

وقت: دو گھنٹے Time : 2 hours **نشانات: 35 Marks**

ہدایات:

یہ پرچہ تین حصوں پر مشتمل ہے: حصہ اول، حصہ دوم اور حصہ سوم۔ تمام حصوں سے جواب دینا لازمی ہے۔

1. حصہ اول کے تمام سوالات لازمی ہیں۔ ہر سوال کے لیے 1 نمبر مختص ہے۔ (5 x 1 = 05 Marks)
2. حصہ دوم میں 08 سوالات ہیں۔ طالب علم کو کوئی 05 سوالوں کے جواب دینے ہیں۔ ہر سوال کے لیے 4 نمبرات مختص ہیں۔ (5 x 4 = 20 Marks)
3. حصہ سوم میں 02 سوالات ہیں۔ طالب علم کو کوئی 01 سوال کا جواب دینا ہے۔ ہر سوال کے لیے 10 نمبرات مختص ہیں۔ (1 x 10 = 10 Marks)

حصہ اول

1۔

i. "سماجی تخیل" کی اصطلاح کس نے ایجاد کی؟

(a) کارل مارکس (b) ایمل ڈرخائم (c) سی رائٹ ملز (d) میکس ویبر

ii. برجر اور لکمین کے مطابق درج ذیل میں سے کون سی سماجی تعمیر کی مثال ہے؟

(a) طبیعیات کے قوانین (b) نسلی یا صنفی زمروں میں لوگوں کی درجہ بندی

(c) قدرتی آفات کا وجود (d) جینیاتی وراثت

iii. مندرجہ ذیل میں سے کس نے "لوکنگ گلاس سیلف" کا تصور تیار کیا؟

(a) جارج ہربرٹ میڈ (b) ارونگ گوفمین (c) چارلس ہورٹن کولی (d) سگمنڈ فرائڈ

iv. درج ذیل میں سے کیا حقیقت کی سماجی تعمیر پر اثر انداز ہوتا ہے؟

(a) میڈیا (b) ادارہ (c) زبان (d) یہ سبھی

v. کس کے خیال میں طاقت کو نافذ کرنے کے لیے علم کو بطورِ آلہ استعمال کیا جاتا ہے؟

(a) فوکو (b) بوردیو (c) مارکس (d) ویبر

حصہ دوم

2۔ معاصر سماجی مسائل کی تشکیل میں تاریخی اور عالمی سیاق وسباق کے کردار کو اجاگر کریں۔

3۔ حقیقت کے انفرادی تصورات کو تشکیل دینے میں سوشلائزیشن کے کردار پر روشنی ڈالیں۔

4۔ ساتھی گروہ شناخت کی تشکیل اور حقیقت کی تعمیر میں کس طرح حصہ ڈالتے ہیں؟

5۔ چارلس کولی کی طرف سے "لوکنگ گلاس سیلف" کے تصور کی وضاحت کریں۔ یہ خود اور شناخت کی تشکیل پر سوشلائزیشن کے اثرات کی وضاحت کیسے کرتا ہے؟

6۔ حقیقت کی سماجی تعمیر کے عمل میں زبان کے کردار پر روشنی ڈالیے۔

7۔ مثبتیت کے مطابق سائنسی طریقے کی اہم خصوصیات کیا ہیں؟

8۔ عالمی-مقامی اتصال (Global-Local Nexus) سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

9۔ علم کا سماجیاتی تصور واضح کیجئے؟

حصہ سوم

10۔ تجزیہ کریں کہ کس طرح میڈیا اور ساتھی گروپ صنفی کرداروں کے تصورات کو تشکیل دیتے ہیں۔ ان اثرات سے پیدا ہونے والے کسی بھی تضادات یا چیلنجوں پر تبادلہ خیال کریں۔

11۔ کارل پاپر کے نظریہ سائنس اور مثبتیت کے نظریہ سائنس میں پائے جانے والے فرق کو بیان کیجیے۔

*****